U57262 4-12-79

Title - KULLIYAAT TARAAB.

Creator - Shah Taraab Ali Taraab.

Publisher - Munshi Nawal Kishore (Lucknow).

Date - Not Available.

Pages - 299

Subjects - Urdu Shayari - Kulliyaat - Taraab

عجب صناع ہے مکین و مکان فضل و فق خلا میں زمین و آسمان

کلیات حسرت

مطبع نامی منشی نولکشور میں طبع ہوا

اطلاع ع - اگرچہ اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ مسلسل وافر موجود ہے
ہی اور اسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو مطبع چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے مطالعہ سے
اصلی حالات کتب کے معلوم کر سکتے ہیں قیمت بھی ارزاں ہے لیکن خاص اس کتاب کے
تکمیل صفحہ جو سادہ ہیں اونمیں بعض کتب کلیات و دواوین و مثنویات وغیرہ کی درج کرتے ہیں
جس فن کی یہ کتاب ہے اوس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانوں کو آگاہی کا ذریعہ حاصل

کلیات و دواوین -

کلیات انشاء اللہ خان - یہ نتیجہ طبع عالی نامی بلند سخن میر انشاء اللہ خان انشاء تخلص عہد نواب سعادت علیخان میں ہر سے مقرب حاضر جواب تھے -

کلیات ناسخ - عمدہ کلیات جسمیں نادر نادر رسائل شامل ہیں - ۱ - شاہد عشرت - ۲ - سحر شعرا - ۳ - اشعار ناسخ - ۴ - مرغوب دل - ۵ - دفتر بے مثال - ۶ - گنج تواریخ - ۷ - چشمۂ فیض - ۸ - قند پارسی - ۹ - زبان ریختہ - ۱۰ - قطعہ منتخب - ۱۱ - جلوہ گری - طبع زاد مولوی عبد الغفور خان بہادر - اور یہ سب کتابیں علحدہ علحدہ بھی مل سکتی ہیں -

کلیات سودا - قصاید و مثنویات و دواوین و رباعیات از کلام تاج الشعرا مرزا رفیع السودا مستند الکلام -

کلیات نظیر - اکبرآبادی -

کلیات صنعت - از شاعر مستند میاں کریم الدین صنعت

کلیات ناسخ - دو دیوان صفحہ اور حاشیہ پر نتیجہ بلندی فکر شیخ امام بخش ناسخ شاعر مستند لکھنوی

کلیات آتش - طبع زاد نتیجۂ رسا خواجہ حیدر علی آتش لکھنوی معاصر ناسخ -

کلیات نظام - کلام نغز خوش فکر نواب محمد مرد انعلیخان بہادر -

کلیات تسلیم - جسکا نام تاریخی نظم ارجمند ہے نتیجہ خوش فکری زبان آور بلند خیال منشی امیر اللہ تسلیم شاگرد حضرت نسیم دہلوی -

کلیات میر تقی - اوستاد مستند مسلم الثبوت کا کلام بعد نظر ثانی کر چھپا -

کلیات ظفر - کلام الملک ملک الکلام چار جلدیں
۱ - جلد اول و دوم یکجائی -
۲ - جلد سوم و چہارم یکجائی -

کلیات مومن خان - جدید الطبع -

بہارستان سخن - اسمیں تین استادوں کا کلام ہے ہم طرح و ہم قافیہ غزلیں - ۱ شیخ امام بخش ناسخ - ۲ خواجہ حیدر علی آتش - ۳ محمد حسین خان ایا؟ تبرے معرکہ کا مجموعہ ہے ہر ایک استاد نے زور طبع دکھایا ہے بعد یکہ ترجیح بلا مرجح کہنا بیجا ہے -

دیوان گویا - از طبع زاد رسالدار فقیر محمد خان گویا شاگرد خواجہ وزیر تخلص وزیر استاد ناسخ خیالی -

بعون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و آسمان

کلیات جرأت

مطبع نامی منشی نولکشور میں بطبع مزین طبع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

افسوس رنگ ثبات زمانہ بی اعتبار اور بہار گلشن ناپایدار ہی فنا کی ہوا کسقدر تیز ہو کہ باغ ہستی مین ہر وقت موسم برگ ریز ہی صبح کو گل کی بازار ہی شام کو شبنم کی ہوا ہر نفس صبح کا رنگ بدلتا ہی دوپہر مین آفتاب کا حسن ڈھلتا ہی جو بیٹھتی ہی انجمن انجم کا خواب فراموش ہی فلک کا نشہ دھوان ہی اس غم مین نیلی پوش ہی جو رنگ ہی بہار ہی جو تو ہی فنا ہی خاصان خدا ابھی اس سے قدمی مین بی اختیار ہین آج تک اس بات مین مجبور و ناچار ہین حضرت نوح بھی ہمرہ ترتیب عدم مین پہنچے حضرت عیسیٰ پھر کہتے کہتے دنیا سے اوٹھے حضرت یوسف نے مصر وجود کو ترک کیا حضرت ابراہیم باغ خلد کا ساز و برگ کیا اس ہی زمانے مین بھی ماہ جمادی الاولی کی پچیسوین تاریخ رات ڈیڑھ پہر گذرے آفتاب فلک ہدایت قطب سپہر ولایت آب و رنگ چمنستان فتوت گوہر دریای معرفت تشریف بالای بلند پایان درۃ التاج فرق عرفان ہمای اوج ریاضت عنقای قاف قناعت تجلی نمای ... دوران آبروی آئینہ توحید موج قلزم تفرید کعبۂ جہان و جہانیان قبلۂ عالم و عالمیان قلندر بی مثل صوفی بی بدل بمفہوم لفظ ولی حضرت شاہ تراب علی قدس سرہ العزیز نے اس دار فانی سے انتقال کیا ہندوستان کو بیچراغ کردیا فی الواقع ملک اودھ جو ہی اونکی سبب سے کعبۂ ہند کا مصداق تھا اور کاکوری جو اونکے قدم کی برکت سے مدینۃ الاولیا کا اطلاق ہر زبان پر اونکی فیض کا مذکور دور دور اونکا نام مشہور ہی اونکے فضل و کمال کے مرتبے دریا سے دور اور اظہار کرامات و خوارق عادات سے حوصلۂ تشریح بجز ہی شاعران بلند اور سخندان نازک طبیعت نے اچھے اچھے قطعات تاریخ اس واقعہ کے موزون کیے ہین بلکہ حقیقت یہ ہی کہ سلک نظم مین تاریخ پروئے ہین اونمین سے چند قطعے کو واسطے یادگار کے یکجا کیا اور ملاحظہ ناظرین کے لیے دیوان سے پہلے لکھ دیا۔

ایضاً

در فلک فی الخلد تراب الذهبی
سکان و صیب و من الالقاب
ان غیب العین ان الی ما به
تحکن رضی الله عنه الا دیب

ایضاً

نیست ز دنیا تراب شاه چشتیه نگاه
رفت سوی جنت سال این ...
رفت سکه زان شاه بوار گوهر ...
وصل خدا در نظر داشت ...

اعتقادش بدل خلائق را	و صفه فی اللسان و الافواه
ادب معرفت از بس میداد	صار اقتداءه مفتخر جباه
ترک دنیا نمود و رحلت کرد	عمنا یا الفراق وا اسفاه
روح والاش چون صعود شود	سر من کان فی السابقاه
هر مقامی که بود وسط فنر سود	قد علا قدره و ما اعلاه
جایگاهش جوار رحمت باد	جعل الله جنته مثواه
گفت اشک از برای سال وفات	جا بشری له و طاب ثراه

۱۲...

ایضاً

دلیل راه یقین حضرت تراب علی	که شهرتش با قالیم هفتگانه شد
مقام او به یکی زینه عالم ملکوت	فلک برای در قدرش آستانه شد
پی وصول بحق چشم از جهان پوشید	ولی بعالم اسباب اجل بهانه شد
بدهر عارف کامل نماند وا افسوس	تهی ز نام ولی دفتر زمانه شد
برای سال فراقش ز کلک اشک چکید	بسوی گلشن قدس از جهان روانه شد

۱۲۴۵

محمد محسن

افسوس شاه تراب ما محبوب درگه کبریا	مقبول حضرت مصطفی صلوا علیه و آله
همه حق جلال او جمال او همه مهر بدر کمال او	همه قال او همه حال او حسنت جمیع خصاله
برداشت از عالم قدم شد شمع انجمن ارم	در ظلمت آباد عدم کشف الدجی بجماله
پی سال وصلش با عدد اول بفکر شد آشنا	که بخواندم از روی دعا بلغ العلی بکماله

۱۲۶۵

محمد رضا صبر

پیر ما چون ز جهان گذران گشت روان
شد ز نیا ... سال تاریخ
... سعادت ...
... من بادی من ...

ایضاً

ازین جهان شد تراب شاه تراب
حیف صد حیف صد هزار افسوس
چون نماند ... افسوس
چون نگوید ... هزار افسوس
بود ... افسوس
رفت ... افسوس
... هزار افسوس

ایضاً

در فصل ... شاه تراب
... ز جهان هزار افسوس
رفته ... جهان هزار افسوس
گفت از ... افسوس
سال تاریخ ... افسوس
... هزار افسوس

گذشت از جهان شاه اقلیم عرفان
پیر ما ثابت ... شده سالش از روی الهام غیبی
زعالم سفر کرد قطب الهدایت

ایضاً

چون ز دار فنا سفر فرمود
آن ولی صاحب جمال و کمال

زین عالم فنا چو بعقبی سفر نمود	تاریخ گفت صبر شهنشه تراب بود

۱۲۷۵

ایضاً

تراب علی شاه صاحب کمال	شد سالک شاه راه بقا
بگو صبر تاریخ سال وصال	شد حیان حق وارث الانبیا

۱۲۷۵

ایضاً

پیر ما پیر شیخ و شاب تراب	سالک منزل ثواب تراب
صاحب علم و حلم و زهد و تقا	قبله مخدوم مستطاب تراب
تابع امر شرع متین	داشت از نهی اجتناب تراب
بنده بی ریای خالق خلق	عاشق خاص بوتراب تراب
سفری شد ز عالم فانی	کرد در خلد یا تراب تراب
در بسیط زمین هر اطرافا	شد بیابند چه تراب تراب
از غم قدسیان شد این ثابت	بود شاه فلک جناب تراب
روز روشن شده شب یلدا	در جهان بود آفتاب تراب
هر که پرسد مقام و سال وصال	گویمش نزد بوتراب تراب

۱۲۷۵

ایضاً

روزیکه مقتدای جهان حضرت تراب	زین دار پر فساد بدار السّلام رفت
از بهر جهد سال رحلتش نوشت صبیر	عالی مقام بود با علی مقام رفت

۱۲۷۵ هجری

مولوی عبد الستار

ایضاً

قطعه تاریخ

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و آسمان

دیوان غالب

مطبع نامی منشی نولکشور میں بہ طبع مزین ہوا

بسم الله الرحمن الرحیم

آدم کو ملک سے کہتے تھے کیا خاک بنیگا — سمجھے نہ کہ سر تا قدم ادراک بنیگا
تھی خاک سمجھ اونکی کہ نہ یہ سمجھا — آدم وہی حق ہی کی نقش پاک بنیگا
ہوئیگا کوئی دم مین یہ مسجود ملک — ہر خاک نشین عالم افلاک بنیگا
اولاد سے ہوئیگا اسکے وہ پیمبر — جو صل علی صاحب لولاک بنیگا

رہ شاد تراب اپنی حقیقت کو سمجھکر
صورت کو لیے کاہیکو غمناک بنیگا

دیکھتا ہون عرش کے اوپر سے تا تحت الثرا — مشرق سے تا غرب ایک ہی ہے نہین کوئی دوسرا
آنکھ موندی تو عدم کی سیر کی ہی وجود — آنکھ کھولی تو وہی ہے ظاہر و باطن سبھرا
اس طرح تنزیہ تو جبہ اسطرح سے تشبیہ جان — دونون حالت مین نہین کوئی جدا اسکے ماورا
لشکر کا ہے صدا الله بس باقی ہوس — کاروان عارفان کا ہے یہی بانگ درا

وہ طریقی کی ہماری کیفیت دیکھی تراب
جو خدا کیواسطے اس راہ مین آوے ذرا

اور تو ہین اسیر اکی تر شند و لشے ایسے | جیسے کسی مفلس کو ہو مہمان کا کھٹکا

ہر چند تراب اوس بت کافر کو ہین چاہا
دل سے نہ گیا اوسکے مسلمان کا کھٹکا

گر صاف وہ گلفام دکھاوے بدن اپنا | بلبل کو کبھی پھر نہ خوش آوے چمن اپنا
ہان کیون نہ کہو صلّ علیٰ یوسف کنعان | چھوڑے مرا اچھا ہے اگر پیرہن اپنا
پھر سوجھے ہی کوئی نام نہ مجنون کا لے | عاشق تری دکھلاوین جو دیوانہ پن اپنا
ہو زخم جگر تازہ اور آنسو نکل آوے | کہیے جو کسی شخص سے قصہ کہن اپنا
سب اپنی ہی گاتی ہین کسیکی نہین سنتے | شنوا نہین کوئی کس سے کہین ہم سخن اپنا
صورت مین ہم آئی تو کچھ رنج نہ پاتے | ہے دشمن جانی تو یہی جسم و تن اپنا
روح آکے یہ نہین ہوئی یون اصل سے غافل | جسطرح مسافر کہین بھولے وطن اپنا
سو طرح کی ہین فائدہ تکلیف و بلا مین | پر سود نہین یارو یہ رنج و محن اپنا

جس شمع کو پروانے تراب ایسے بہت ہین
روشن ہے اوسی شمع سے یہ انجمن اپنا

نہ جور و تغافل نہ ہجرت نے مارا | تری پیار و لطف و محبت نے مارا
محبت مین پروانہ اور ہم ہین یکسان | کہ دوری مین تڑپا اور وصلت نے مارا
گیا عشق مین جان ہی کوہکن کا | بھلا جان شیرین کی الفت نے مارا
نہین ایک دل ہاتھہ مین لے سکے ہے | وہ نازک بدن کی نزاکت نے مارا
تری غمزدہ کو جو دیکھہ سو روئے | کہ ناحق اوسے خود بدولت نے مارا

ردیف الف

ولہ

دیوان شراب

ردیف الف

اور اوس سے بڑی یہ کہ کوئی نہ کہے کچھ
چپکے سے نہ سمجھا دیگا وہ گلشن ہمارا

تسلیم و رضا اوسکی ہمیں چاہیے ہر حال
خادم نہ ہو وہ بندگی سے کام ہمارا

وہ ای شک نے پوشاک ہمیں آب روانی
خوشتر ہے یہ ملبوس تر اندام ہمارا

اسطرح پڑے پھندے میں مشکل ہے رہائی
ہر پیچ و خم زلف ہوا دام ہمارا

کوئی اول و آخر سے نہیں جسکی خبر ہے
جانی وہی آغاز اور انجام ہمارا

دن رات شراب وسی ہی کا ہم پہ تسبیح ہے
ہی ورد یہی صبح سے تا شام ہمارا

تو نے دکھلا کے رخ اپنا مجھے حیران کیا
دل کو اولجھا کے زلفوں نے پریشان کیا

دیکھتے ہی تری صورت کے ناصح کی ہوا
خوب اللہ نے دشمن کو پشیمان کیا

نوح سے کہیو کہ جلد آ کے وہ کشتی لائے
ہجر میں رو رو یہاں آنکھ نے طوفان کیا

پیرہن چاک ہوا گل کا چمن میں جب سے
میں نے اوسیوقت سے چاک اپنا گریبان کیا

جسکو آرام دل و راحت جان کہتے ہیں
جان و دل میں نے اوسی یار پہ قربان کیا

حق کی تقدیر پہ راضی ہوں جو چاہے سو کرے
مجھکو پروانہ اوسے شمع شبستان کیا

نظر بد نہ لگے منہ پہ جو نقطہ ہے سیاہ
خال کو خوبی عارض کا نگہبان کیا

شیخ گو تو نے بہت تبکدے توڑے تو کیا
نفس کافر کو کسی دن نہ مسلمان کیا

سن کے وہ شوخ غزل میری یہ کہتا ہے شراب
عشق نے تیرے تجھے صاحب دیوان کیا

نہ تو نے سبحہ سے زنار خودی کا ایک بھی تار کاٹا
وہ کیوں آزاد بن بیٹھے ہیں کے سیلی اور دعا

[illegible]

ولہ

[illegible]

سہنین کرتی کا تراب اور کسی سی یاری
کچھہ بھی پایا ہے مزا جسنی تری یاری کا ۱۵

کیا فائدہ ہی یار و اوس بیوفا سی ملنا
ہو عار و ننگ جسکو یار آشنا سی ملنا

ملنا ہی اوس سی بہتر آئی اگر میسر
ہو جسکے تئین برابر شاہ و گدا سی ملنا

لائی ہی فصل گل کا مژدہ وہی چمن مین
لازم ہی تجکو بلبل باد صبا سی ملنا

معشوق سی بہت عاشق ملتی نہ کیونکر
بھاتا ہی یار ہی کو ناز و ادا سی ملنا

بہتر ہی اہل دنیا فقرا سی کب ملے ہین
مشکل پڑی تو ہو وی مشکلکشا سی ملنا

جسکو سفر ہو کرنا رستہ نہو وی معلوم
اوسکو تو ہی ضرورت کوئی رہنما سی ملنا

کہیو تراب اوس سی مل دیکھی پہلی سمجھے
جو کوئی اس جہان مین چاہی خدا سی ملنا ۱۶

جو ہین غیرت سے وہ ہنسا کھلکھلا
گیا یار شکر سے دل مرا تلملا

نظر پھر کے کون اوسکا دیکھے جمال
جسے دیکھ آنکھین گئین چوندھیلا

تو زاہد بچا نا کہیو اوس طرف
کہ وہ منجہ سے تیپٹ چلے لا

سبادا کہین دیکھکر اوسکا حسن
تری عشق سے تو بھی اوسے تلملا

وہ دانا ہو جو تجھسے اوکہے تراب
کہ تیر از بر دست ہے سلسلا ۱۷

اوس شوخ سے کوئی میری سفارش نہین کرتا
قاصد بھی کچھہ احوال گزارش نہین کرتا

وہ خط کو میری دیکھی تو تو پانی مین ڈبو دے
ہین اسلئی کچھہ اوسکو نگارش نہین کرتا

ردیف الف

[illegible]

۱۹ ولہ

[illegible]

عاشق ہوں ترا طالب دیدار ہوں تیرا
پردہ تو نکر مجھسے کہ میں یار ہوں تیرا

تو یار ہے غیروں کا میں کب یار ہوں تیرا
اک بار مرا ہو تو میں سو بار ہوں تیرا

مجھے اب سے نہیں ہے تری الفت میں پھنسا ہوں
واللہ ازل سے میں گرفتار ہوں تیرا

کرتا ہے عبث مجھکو طبیبوں کے حوالے
خود نبض مری دیکھ میں بیمار ہوں تیرا

سنتا ہوں کہیں تو نے بھی اب آنکھ لگائی
مجھسے نہ چھپا محرم اسرار ہوں تیرا

جب اوس سے ملتا ہوں تو کہتا ہے وہ مجھسے
کیا میں نہیں مشتاق و فادار ہوں تیرا

باطن میں مرے غم کا روادار ہی ہے
ظاہر میں جو کہتا ہے میں غمخوار ہوں تیرا

گر عشق میں تشہیر مری تجھکو روا ہے
تقصیر ہوئی مجھسے گنہگار ہوں تیرا

جاوں میں اب اور کہاں چھوڑ کے تجھکو
بندہ ہوں ترے در کا نمک خوار ہوں تیرا

ردیف الف

نہیں کچھ چھوٹنا ہرگز اسیر اوس زلف کی لٹکا
کہوں کیا چال اوس لٹکا وہی جادو کا اک لٹکا

مگر اوس گلبدن کو ہے خیال اپنے عاشق کی
گیا نالہ ہی سدا غنچہ سے بلبل چشم کا ٹپکا

لیا اک خواب سے نرگس چمن میں چونک اوٹھتی ہے
نہیں معلوم کسکی چشم نرگس کا لگا کھٹکا

سجا کعبے کو اے اہل قلوب الوہیں کیا کم
ادھر آ دل ہمارا پیچ پھرتا ہے کدھر بھٹکا

نہیں اک عشق میں وکورہی اول سے تا آخر
وگرنہ خضر کی آئی اک جہاں ہو مخضر سو بارکے بھٹکا

حشر کو بھی تو وعدہ لطف کا ناحق کو کرتا ہے
کہ تیری ظلم کا دلسے مرے جاتا نہیں کھٹکا

ذرا آنچل خاک سے میری لگی تھی تیرے دامن سے
تو پھر کسطرحسے تو نے دامن کو اوٹھا جھٹکا

تجھے کیوں خار لگتا ہے مرا اے مژگان تر ناحق
کنارے آستین میں تو تیری اب تک نہیں اٹکا

[illegible]

نہایت لطف کرتی ہے جسکو ہو غرہ جوانی کا / بدن پر کیا کوئی ہیولا بدن بلبلہ پانی کا
جو کرنا ہو سو کر لو آج دیکھو راہ مت کل کی / اگر جی میں کچھ ہے کچھ ہے کیا بھروسا زندگانی کا
ہوئی الفت سے چھوٹے دوا دو ہی جی اب چھوڑ چلے / پر اگر یہ تو نہیں چھوڑا بھلا ہونا توانی کا
گئی وہ تیری چالاکی ہی سب طرب ساقی / نہیں کچھ حوصلہ باقی رہا اب شیخ فانی کا

تراب اپنا عمل کوئی نہیں امید کے قابل
اگر کچھ آسرا ہے تو اوسکی مہربانی کا

جو کہتا ہوں کہ مت رو دے یہ بدعت ہے ترا ہنسنا / تو کہتا ہے یہی اپنی ادا ہے بد بخت ہنسنا
اودھر جاوے ہی نظر عاشق کا بار آ ایسی حرکت سے / بہت گھر میں قہقہہ [illegible] تجھکو چاہیے ہنسنا
خدا غارت بلائی جان ہیں یہ آفتیں دونو / سیہ کاکل کا بل کھانا [illegible] ہنسنا
تجھکو کشمکش میں ڈال اپنی دلجوئی خارج بال / کھلا کر کے اپنے سر کے بال چوٹی کو بہت کسنا
مجھے کر دوستی و ہمدمی ہندو کی بھاتی ہے / گرہ دل کی باعث ہی کا فر میں [illegible]
جو صاحب جال ہیں وہ آگ میں جاتے نہیں ورنہ / [illegible] کس سے [illegible] آگ میں دھنسنا

عجب کیا ہے تراب اوسکو وہاں میں بھتے ہیں
یہاں جس سے نہ ظاہر میں ہوا ہو ایک بھی ہنسنا

کسی پہ جال نہ ڈالے خدا محبت کا / کہ چھوٹتا نہیں جیتے جی پھندا محبت کا
کہانی عشق کی کہیے تو نیند اوڑ جاوے / نہ پوچھو ہم سے کوئی ماجرا محبت کا
مجھے تو سب کہیں محبوب دیکھ پڑتا ہے / میں کس طرح سے نہ ہوں مبتلا محبت کا
ادھی [illegible] دل میں ہے اسقدر محبت دی / میں آپ سے نہیں بانی ہوا محبت کا

ردیف الف

[illegible]

نزع میں سامنے ہو عاشق کے | دیکھ لے ہو کھڑ دم اخیر ترا
ہو گیا تجھ پہ مرغ دل قربان | کر گیا اوسپہ کام تیر ترا
ای بت سنگدل میں جان گیا | سنگ خارا سے ہے خمیر ترا
تجھسا ظالم نہوگا اور کوئی | جگ میں کوئی نہیں نظیر ترا
دل میں میرے یہی ہوس ہے بھری | صاف مجھ سے رہے ضمیر ترا
کہہ یداللہ فوق ایدیہم | جس طرح کہہ گیا تھا پیر ترا

۲۹
طعن منکر سے کیا خطر ہے تراب
چاہے سو ہو وے عیب کسیر ترا

جوانی تلک لطف تھا زندگی کا | بڑہاپے نے کھویا مزا زندگی کا
نہ تجھسے ملا جو یہاں جیتے جیتے | اوسے عمر بھر رہا زندگی کا
مسیحا نفس تجھکو کہتی ہیں عاشق | ترے دم سے ہے آسرا زندگی کا
سنا دے اوسے قم بازنی کا نغمہ | دکھا دے ذرا معجزہ زندگی کا
جو دنیا میں رہ کر ہوا حق سے غافل | نتیجہ اوسے کیا ملا زندگی کا
بہار آئی ہے بلبلیں چہچہاتی | ساقی ہے مژدہ صبا زندگی کا

۳۰
تراب اوسکو اگر دم نہ تو بھول جانا
بھروسا ہے پیری میں کیا زندگی کا

یاروں میں کیسا نصیبہ ور رہا | جب تلک بر میں مرے دلبر رہا
جو ہمیشہ یار کے در پر رہا | یار اک دن بھی نہ اوسکے گھر رہا

[illegible]

لی گئی آنکھ سے اوٹھا بلبل	گل جو دامانِ باغبان سے گرا
اپنے دامن ہی مین لیا ہمنے	قطرہ جو چشم درفشان سے گرا
عاشقِ ناتوان کی مت پوچھو	اب تو وہ طاقت و توان سے گرا
جو نسیم بہار سے پھولا	وہی پھر صرصرِ خزان سے گرا

۳۳ رنگ یہ دیکھہ کر چمن کا تراب
دل تماشاے بوستان سے گرا

ولہ

ردیف الف

۳۴

مگر تو نے دکھایا اپنا عالم بے حجابی کا	کہ خجلت سے ہوا ہے زرد چہرہ ماہتابی کا
رکھے ہے بت ہماری یار ہی کی طرف منہ اپنا	سنین خورشید ہے یارو یہ گل ہے آفتابی کا
جنونِ یار سے پھرتا ہون مین سرگردان عالم مین	لکھون کیا حال اپنی کوچہ گردی و خرابی کا
سنین پتا ہے سیہ ہر اک ہے پرکالہ آتش کا	جلے ہے ہاتھ مین لیتے جسے پر مرغِ آبی کا
ہمین دیکھہ آنکھ موندی ہے ادا ہے یہ بھی اک تیری	عبث ہمسے تو کرتا ہے بہانہ نیم خوابی کا
لگی ہے یار کو منہ سے و تسپر بھی پریشان ہے	بتا اے زلف کیا باعث ہے تیری پیچ و تابی کا
کوئی سطرِ غیبت مین کوئی احوالِ دل اپنا	کرے ہے بعضے بعضے خطرہ یا کی جا ضر جوابی کا
ہوا کا ہے فراحم ہو رقیب سگ تری در پر	ہمین امکان نہین مجلس مین تیری بار یابی کا
جوان و پیر سب آلہ ہین تری نوجوانی پر	ہنوز کس طرح مشہور تیری عہدِ شبابی کا

۳۵ خدا حافظ تراب آثار کچھ بھی نہین اوسکی
ہوا ہے دل مرا گھائل نہایت اضطرابی کا

محجوب ہو ہم سے اگر یار ہمارا	کھل جاوے ابھی خلق مین اسرار ہمارا

[illegible]

مرگیا جا کے کہان عاشق مسکین غریب
یار نے فاتحہ کو گور غریبان چھوڑا

عرش اور فرش تو اوسوقت برابر ہی تراب
ملگئے خاک مین جب تخت سلیمان چھوڑا

کسنے غوغاے سگون سے در جانان چھوڑا
کیا ہوا در پہ رقیبون کو نگہبان چھوڑا

اور سب پہ لو کسنے مالی نے بنائے گجرے
فقط اک نرگس مخمور کو حیران چھوڑا

خوبرو آفت جان فتنۂ دل ہین یارو
نہین بیجہ ہین نظارۂ خوبان چھوڑا

واہ کیا سرخی ہے کیا پان کی رنگت ہے شفق
چومنے لب کو ترے لعل بدخشان چھوڑا

شوخیان دیکھ کے طفلان سے پھیرے دل کی
راہ لی گھر کی معلم نے دبستان چھوڑا

دل مغموم سے مین ہاتھ اوٹھا یا آخر
غم کی طاقت نہ رہی خانۂ مہمان چھوڑا

[illegible]
جسنے دنیا کیلیے دین اور ایمان چھوڑا

[illegible] شہنشاہ ہوے
حق کے دروازے پہ پہنچے در سلطان چھوڑا

[illegible] ظالم
ہجر سے کرکے ہمین سینہ پریشان چھوڑا

[illegible]
عشق نے داغ مرے دل مین نمایان چھوڑا

وصل سے در نہ ہو فریاد کرے کیون تراب
نالہ زن رہتی ہے جب سے گلستان چھوڑا

کہتا ہے بے بھی گھر تو ہی در تیرا
ہے جلوہ گہ مرا دل جون کوہ طور تیرا

کہتا ہے کون تجھکو پنہان عیان ہے یون تو
عاشق کو ہے میسر ہر دم حضور تیرا

تیری چمک سے پیارے روشن ہین سیارے
خورشید مین پڑا ہے اک ذرہ نور تیرا

ای دل غفلت زدہ بیدار ہو سوتا ہے کیا
عمر آخر ہو چکی اب دیکھتی ہوتا ہے کیا

اوس جفا جو کے ستم پر البتہ رونا چاہیے
اس جفا کو دردِ قسمت پر کوئی روتا ہے کیا

دم غنیمت ہے نہ ہو غافل خدا سے ایکدم
زندگی نعمت ہے غفلت مین اسے کھوتا ہے کیا

مزرعہ عقبیٰ ہے دنیا اسمین کچھ بھی نہین
کیست ہے موجود اسمین دیکھی بوتا ہے کیا

صوفیونکو تصفیہ دل کا مقدم ہے تراب
قلب ہے جسکا ملوث وہ بدن دھوتا ہے کیا

ٹھہر ہی چشم تر رونا تیرا دن رات کا
شور ہی چارون طرف کیا زور ہی برسات کا

بیوفا ہے وہ کبھی وعدہ وفا کرتا نہین
اعتبار آئے مجھے کسطرح اوسکی بات کا

کچھ نہین قاصد کا پیغام زبانی معتبر
جبتلک لاوے نہ خط لکھوا کر اوسکے ہات کا

زلف اوسکی نور عارض پر شب [illegible] ہے
عارض اوسکا زلف سے ہے چاند اندھیری رات کا

لیکن دل [illegible] منہ [illegible] نہین عاشق کو وہ
یار کیا ہے آشنا ہے وہ تو اپنی گھات کا

حسن اوسکا عاشقون سے اسقدر چھپکا دیا
تسپہ وہ قائل نہین عاشق کے احسانات کا

شیخ ہیکو ذکر و فکر عاشقون سے کیا خبر
شغل ہے یان نفی غیر و یار کے اثبات کا

ہو کہان تجکو پریزادونکے کوچے مین گذر
حور پر مرتا ہے تو مشتاق ہے جنات کا

عارفونکے قلب کی کیا بات ہے عرش مجید
اولیا کا ہر سخن ہے ترجمہ مشکات کا

دی پری دکھلا کر اپنی مانگ کی سیدھی لکیر
کہہ سکندر سے یہ رستہ خوب ہے ظلمات کا

کیون نہ وہ غارتگر دین مسلمان ہو تراب
کافری اوسکی صفت ہے برہمن ہے ذات کا

ولہ

ردیف الف

ولہ

[illegible]

ردیف الف

جب سے اوس شاہ بتان نے رخ کیا سوے رقیب
لشکر غم کا تبھی سے دل میں تھانا ہو گیا

خیر کل جسکی تھی مانع پابوسی کی ترے
ابتو کوئی مانع نہیں وہ بھی بہانہ ہو گیا

مجھکو پوچھو کسطرح مفتون ہوا اوس سے شراب
دیکھتے ہی اوسکی صورت دل دوانا ہو گیا

مطلع

دیکھکر زلف سیہ مفتوں شیدا ہو گیا
ایدل دیوانہ کیا تجھکو یہ سودا ہو گیا

عقل و ہوش و صبر و تسکین ہم سے سب عشق میں
ہای سب ساتھی مرے چھٹ گئے میں تنہا ہو گیا

یار سے اس رنگ کچھ اوس سے نہ آیا اب تلک
میں تو اوسکے عشق میں رنگین سراپا ہو گیا

کسطرح یاری سے اوسکی تجھکو برابری نہو
آشنا غیروں سے ابتو یار سے سیرا ہو گیا

جو میں مجلس سے مری کل اوٹھ گیا وہ سرو قد
جیسے قیامت آگئی اور حشر برپا ہو گیا

رات یاں چرچا تھا کچھ اوسکا آ پہنچا وہ شوخ
سب لگے منہ دیکھنے طرفہ تماشا ہو گیا

چھا گیا آنکھوں میں نشہ بھر گیا دل میں سرور
غم نہیں گرمی سے خالی جام و مینا ہو گیا

قم باذنی کہکے عاشق کو جلا دیتا ہے وہ
قم باذن اللہ اعجاز مسیحا ہو گیا

حسن سے ہوا محمود کا پیارا ایاز
مستفید کی بندگی اوسنے کہ مولا ہو گیا

ہاتھ اوسکا جو میں نے [illegible]
واہ کیا وصل [illegible] پیدا ہو گیا

کیا ہوا گر حسن میں شہرت ہوئی اوسکی شراب
میں تو اوسکے عشق میں بدنام و رسوا ہو گیا

مقطع

چمن میں جو نزدیک گلبن گیا
وہ بلبل کی مانند یاد [illegible] گیا

ہوئی شمع خاموش حال اوسکا [illegible]
عسس دیکھ پروانہ جل بھن گیا

[illegible]

جہانمین مرد حقانی کو بیشک آگ ہی پانی | جو حق بولا سولی کو ہاتھہ مین جلتا ہوا کولا
خدا کی جو مشیت ہو اوسی پر اپنی ہمت ہو | رضا پر استقامت ہو جدہر ہو لا ادہر ڈولا

٤٩
ادسی وہ کیون سمجھا جو خوب اپنے تئین جانے
کہین جا ہین سو ملانی شراب ایسا نہین بھولا

مین پیر عشق ہون مجنون مرید ہے میرا | وہ عاشقی مین خلیفہ رشید ہے میرا
فریفتہ ہون مین جسپر وہ ہی فدا مجھپر | یہ حسن طالع و بخت سعید ہے میرا
تجھے ہو عید مبارک مجھے گلے سے لگا | نہ کر حجاب یہ انعام عید ہے میرا
کہا ایاز نے معشوق بن کے مولا سے | میان تو بندہ بے زر خرید ہے میرا
تو صورت اپنی چھپا کر مجھے ستاتا ہے | نظر بخیر تصور مفید ہے میرا
کرم سے تیری تو نزدیک ہے کسی دن آ | نہ سوچ گھر سے تیرے گھر بعید ہے میرا
جو داغ ہجر کا سہکر ہوا مین اوس سے دوچار | کہا یہ تجھپہ پیار دل شدید ہے میرا
وہ کان دھر کے مرا ماجرا سنے تو کہون | نئی کہانی ہے قصہ جدید ہے میرا

٥٠
شراب کس سے مخاطب ہو کل وہ کہتا تھا
یہ تیغ عشق کا مارا شہید ہے میرا

نہو ہست الست اب وہ کیونکر بھلا | جسے یاد ہو عہد قالوا بلے
وہ آپ ہی تھا سائل اور آپ ہی مجیب | کہون کس سے یہ راز مین بر ملا
کہین خود ہوا شمع محفل فروز | کہین آپ پروانہ ہو کر جلا
کہین تخم ہو کر چھپا خاک مین | کہین شاخ شجرہ ہو پھولا پھلا

منصور او سرمد سا کوئی عشق میں یکتا ہو
درویش ہو تو جب تک وارستہ دو عالم سے
مغرور عبث ہووے دنیا پہ کوئی کافر
جب طوطی دانا کو دانی کی ہو پروا
جسمیں نہ تمیز آئی خوردی و بزرگی کی

چون قیس ہوا تو کیا فرہاد ہوا تو کیا
مقید ہوا تو کیا آزاد ہوا تو کیا
فرعون ہوا تو کیا شداد ہوا تو کیا
تب دام ہوا تو کیا صیاد ہوا تو کیا
شاگرد ہوا تو کیا استاد ہوا تو کیا

ہم یاد مجھی جسکی ہر لحظہ و ہر لمحہ
الکہ روز شراب اوسکو میں یاد ہوا تو کیا

لکھا تعویذ کسنے آہ اس دلکی اوداسی کا
ذرا بھی انسان جب تک پانی نہ پیا سا
زبان وسکی ہو تی ہر گنگ جسنے اوسکو سمجھایا
ادا مین شکر نعمت ہو خدا کی بندگی کرنا

پڑھا ہی کسنے افسون اہا میری بیچ گیا ہی کا
اگر ہو تشنہ بند دریا کسطرح ہی پیاسی کا
وہ عارف ہی نہیں جو اگر و بیچ جو حق شناسی کا
خلاف مرضی ہو ہر نشان ہی تا سپاسی کا

شوقی گر بندہ پیروی پردہ صاف جلوہ پتا تا
شراب ایسی خواب حوال درویش لباسی کا

جسنے کوئی یوسف کوئی یعقوب بنایا
بخشی ہی اوسی تو مجھ تیری محبت
مجکو تو قتل کی ہی سب خوبی اوسکی
کہتے ہو صاف کئی کر و صبر ہماری
جسکو ہی بیتابا اوسی شہر پانی لگاوہ

اوسنے مجھے طالب تجھے مطلوب بنایا
پیارے مرے جسنے تجھے محبوب بنایا
جسنے تجھے خوبون میں بہت خوب بنایا
کیا دلکو مرے آپ نی ایوب بنایا
شوقی نے مری یار کو مجھ سب بنایا

کون ہی جو کسی پہ عاشق ہو [illegible]
جی کسی پہ عاشق دیا نہیں جاتا
جان جاہا کسی سے دیا نہیں جاتا
[illegible]
ردیف الف
[illegible]

می پرستو نشے کو ہشیار ہوں توبہ کریں — محتسب کا دور آیا دور جام مل گیا
رند بدمستوں نے اچھی کھلی کھتری وسکی کی — میکدے میں شیخ ناحق اوٹھ کو غل کیا
نفس کے دریا پہ چھتی شرع کا باندھا ہی پل — وہ بخوبی پار اوترا جو اوترے پل گیا

مقطع
سر جھکایا ہی کسی نی اوسکو پانون پر شراب
شہسوار لافتی کا جسطرف دلدل گیا

موسیٰ نے جسے جلوہ نما طور سے دیکھا — کالبرق اوسے ہمنے بھی کل دور سے دیکھا
گر وہ نہ دکھاتا تو اوسے دیکھتے کیا ہم — اوس نور کو ہمنے تو اوسی نور سے دیکھا
اک طرح کا ہووے تو کسی سے کہوں تعریف — سو طرح کا ناز اوس بت مغرور سے دیکھا
کب حسن میں ہے حور و پری اوسکے مقابل — اوس شکل پری کو تو پری حور سے دیکھا

مقطع
ہمکو تو بہت رنج دیے عشق میں دل نے
کیا کیا نہ شراب اس دل رنجور سے دیکھا

جسکی شمشیر میں کہ ہے ... کا دیدار خدا — اوسکو دکھلا ہی نہ پھیر اور کا منہ یار خدا
اوس نے بچارے کو جھلا ... کب ہو — خود پرستی میں کمر جسکو گرفتار خدا
نیک و بد ... جسکو فرق — ایسے احمق سے نہ ہو ہمکو سروکار خدا
ہا کسیکو نہیں ملتی ہے خدا کی کلید — کھولتا ہے نہیں کم ظرف پہ اسرار خدا
ہے خدا والونکو اک رنج میں سو طرح عیش — دوست گر اپنے تو دیتا نہیں آزار خدا
صحبت قلب تو آسان نہیں مشکل ہے بہت — آہ دل ہو نہ کسی شخص کا بیمار خدا
ایسے بلاج کو پکڑے نہ قدم کوئی کیونکر — ہاتھ سے جسکے کہ ہو نادھری یار خدا

ولہ

ردیف الف

جانے شراب کی بلا کون جیا اور موا

کسطرح ملون اوس سی کہان اسکو مین وہ بانت | جسکو مین کہین ایک ٹھکانی نہین پاتا
دن رات پہرا کرتی ہی آنکھون مین وہ تصویر
اک پل بہی تراب اوسکو بہلانی نہین پاتا

۴۶

ردیف الف

شہر وحشت عشق مین لیلی کی کیا اوس پر کھلا | بن مین کیون پہرتا ہی مجنون پا برہنہ سر کھلا
یار کہتا ہی ہجوم عاشقان مجلس مین دیکھ | کسطرح ہی آج دیوانون کا یان دفتر کھلا
اک اشارہ مین وہ دو کرتا ہی دلکو الامان | تیغ ابرو کا ہی اوسکے سو بہر جوہر کھلا
کسطرح چھپتا بہلا مضمون عشقیہ مرا | لیگیا تہا خط مرا غلطی سی نامہ بر کھلا
ہاتھ کی مٹھی نہین کھلتی ہی جسکی بخل سے | کب وہ کہتا ہی دہان کیسہ پر زر کھلا
اوڑ گیا پر جہاڑ کے کہدی کوئی صیاد سے | صید وحشی کا ہی فورا جو بال و پر کھلا
قوت اسلام ظاہر ہو گئی کفار پر | ہاتھ سی مشکلکشا کی جب در خیبر کھلا
غول ہندو کی چلی ہین پہر ولایت کیطرف | شیر حق حیدر آجبرلے کفر کا بندر کھلا
زاہد اب حجرہ مین بیٹھا سو رہے آنکھین تراب
خوف ہی چور و لٹیرے کسطرح ہی در کھلا

۴۳

پر پیرا دونی الفت کر کے ناحق جی جلایا اپنا | نچاہی کوئی خوبونکو اگر چاہی بہلا اپنا
بیاض رخ پہ کیون ہمکو سواد زلف خوش آیا | پہنسایا بال کی پہانسی مین ہم آپی گلا اپنا
بہت پہونکی تری ہی محبت مین عمل جسنے | پر اوسکی چشم جادو پر نکیہ افسون چلا اپنا
چھپایا ہی مجہسے آنکھین چھپٹ ذرا بہی کی نہ شنوا | کہا جسوقت مینی یار سی دکہہ پر ملا اپنا
ندیکہا قیس اپنی دلکو داغ اور پانوکو چھالے | تکمہ لیلی سی بخل عشق یون پہولا پہلا اپنا

ولہ

غم دلکا چھپاؤں تو چھپائی نہیں بنتا	بگڑا ہے وہ ایسا کہ بنائی نہیں بنتا
پاس اوسکی میں جاؤں تو گھٹتی ہے اگر اوسکو	پاس اپنے بلاؤں تو بلائی نہیں بنتا
دن رات گذرتی ہے تصور میں اوسیکے	یاد اوسکی بھلاؤں تو بھلائی نہیں بنتا
او ٹھتی ہو مری بیرا ہین کل کدورت کی اسیر	بچھڑ اوسکو رلاؤں تو رلائی نہیں بنتا
وہ شرم سے منھ سامنے کرتا نہیں میرے	آئینہ دکھاؤں تو دکھائی نہیں بنتا
گھیری ہے میں قیب اوسکو نہیں بات کی فرصت	کچھ اوسکو جتاؤں تو جتائی نہیں بنتا
کہتا ہے جو ایک آن تجھے چھوڑ لگا میں تجھکو	جی اوسسے چھڑاؤں تو چھڑائی نہیں بنتا
قاصد سے پیام اوسسے تو کہیو چھپکے	گر خط میں لکھاؤں تو لکھائی نہیں بنتا

بیکل کوئی کرتا ہے تراب اپنے کو ایسا
دل تجھسے اوٹھاؤں تو اوٹھائی نہیں بنتا

ولہ

ردیف الف

گر کون تری قیس کا سہتر و لنبی توڑا	تو بھی وہ دیوانہ ہے ترا بند نچھوڑا
چھیڑے نہ کوئی اوسکو دکھائی تہہ را جی	عاشق کا دل خستہ تو پھوڑا ہے پھوڑا
ستانا سمجھ پوچھ کے ہاتھ اوسپہ لگانا	کاکل نہیں رخسار پہ ہے سانپ کا جوڑا
کسطرح رکاب اوسکی کوئی دوڑکے پکڑے	راکب وہ ستمگار ہے اور شوخ ہے گھوڑا
اوس شوخ کا دل سخت کسی سے ہوا نرم	موم اوسکو کرے کون کہ پتھر کا ہے روڑا
تلوار کی باڑھ اپنی دکھاتا ہے تجھے کیا	خونریزی میں کیا کم ہے تری آنکھ کا ڈورا
تر دامنی عشق نہ دلسے ہوئی زائل	گو آنسوؤں نے بیچ میں دامن کو نچوڑا
ساقی ترے مینا سے کوئی خالی نجاوے	بھر دے جی کا گو نہ کہیں ایک کٹورا

دم بدم

ولہ

دم بدم کروٹ بدلتا ہے نہیں آرام چین
ایکدن دکھلا دو شمع رخ اونکی بیحجاب
بیچ میں عاشق کا کچھ معشوق چاہے سو کرے
یار میرے دل میں ہے اور دل ہے میرا یار میں
کون سمجھے گر کہے کسکی نظر اوس پر لگے
ہاتھ کی مہندی صنم کی جب طرح خونریز ہے
ہوش اوڑ جاتے ہیں نا صح عقل ہو جاتی ہے گم
قاصد اوس سے حال میرا کہیو جب خطرہ ہو
پھر تو اوس سے مانگ لینا غلام اسپ
بادشاہوں کو تملق کا نہیں کچھ

ہے سقیم احوال ان روزوں تری بیمار کا
دم تری جدائی میں ہے تشنہ دیدار کا
بندگی بیمار کی عالم ہے سمجھا نا یار کا
سینے پہ چھوڑ دل کہاں اپنا گر کہاں دلدار کا
ہینچ جسے آنکھ سے دیکھا ہے تماشا یار کا
ہینچ کوئی دیکھتا ادیکھا کل اس بیتار کا
سو کوئی جب دیکھتا ہے اوس کی رخسار کا
کام ہے تیرا ہمیں پیغام اور اخبار کا
تا سمجھ سوز سے کوئی دیوار کا
کس طرح سمجھے کہ سایہ یار کے ہم پیار کا

سلطنت ہے کم نہیں وہ سکو تری جنت سرا
جسکو ہر ظل ہما سایہ تری دیوار کا

وصل سے غیر شاد کام رہا
نہوئی باریابی ہمکو جناس
در پہ اوسکے امیدوار کی شکل
اوسنے میری طرف نہ پھر دیکھا
اچھے خود کام سے پڑا ہے کام
سب سے آزاد ہوگیا ہو لا

سب کہے وعدہ و پیام رہا
اور وہاں سبکو بار عام رہا
کل میں از صبح تا بہ شام رہا
میں تو کرتا اوسے سلام رہا
پھر کسی سے نہ ہمکو کام رہا
تیری خدمت میں جو غلام رہا

آشنائی غیر بیاری سے لیے	دیکھ کیا ہجر نے ہلاک کیا

پاک کر خلق سے دلکو تراب
غسل سے کیا بدن کو پاک کیا

جو وہ لطف سے واقف نہیں جفا کے سوا
گزارہ اوس سے کہاں صبر اور رضا کے سوا

ہمیشہ دکھ میں کٹی قید میں کوہکن کی حیات
حصول عشق میں کیا محنت و بلا کے سوا

جو دکھ میں یار سے پایا نہ غیر سے پایا
کہوں میں کسکو دل آزار آشنا کے سوا

اگر وہ کھینچ کی تلوار سر پہ آ پہونچے
نہ منہہ سے نکلی مری کچھ بھی مرحبا کے سوا

وہ کیا لگا بیاری اداؤں سے دلکو لیتا ہے
کسیکو دلکی نہیں قدر دلربا کے سوا

نہیں سنے گا وہ قاصد مرا پیام طویل
زیادہ اوس سے نہ تو کہیو مدعا کے سوا

قفس میں بلبل مسکین پڑی تڑپتی ہے
خبر چمن کی اوسے کون دے صبا کے سوا

یہاں جو شخص موا کہتے ہیں وصال ہوا
خدا کے ملنے کی صورت ہے کیا فنا کے سوا

جو لیتے خواہش یاری کی تجھ سے تہمت ہے
تراب یار ترا کون ہے خدا کے سوا

اوسکی آنکھ کو ور رو کے منہ تیرا نظر آیا
جو دامن میں کبھی آنسو سے یاقوت و گہر آیا

سجاوٹ پر کھلا بند و نگہ تیرا مر رہا تھا
تیرا اوسکی قتل پر تو کسلیے باندھ کمر آیا

اوجاگر یوں ہوا سینہ ہے جیسے چاندنی کی
شب ہجر شب وصال وہ رشک قمر آیا

کہا تھا کل ملوں گا تجھسے میں صبح نکلتے ہی
نہ نکلا گھر سے یار اب تلک دن دوپہر آیا

تراب آنکھوں میں میری اب کوئی بجلی سا چمکا تھا
وہ چنچل کو بتانا ہمنے کب آیا کدھر آیا

ولہ

ردیف الف

عشق اوسنی بھلا مری دل کو
فتنہ طفل سی ایمان دیا
سب بتایا تراب نی مجھکو
نو نشانی نہ پہلا نشان دیا

کیون گراتا ہی تو ای گلچین گلونکو خاک پر
دوستی کرنی لگا صیاد سی پھر باغبان
سر پہ کافر آن پہونچی یا علی یا بو تراب

ہاتھ سون تیری قلم لی آنکھ سی یہ گل اوٹھا
آشیان اپنا چمن سی جلد ای بلبل اوٹھا
ذو الفقار اپنی علم کرکی وزرا دلدل اوٹھا

حق تعالی عشق اپنا دی تو بہتر ہی تراب
حسن صوری کچھ نہین اسسی تو جی بالکل اوٹھا

مجھی تو دیکھی رستی یہ کہتا ہی پرے ہو جا
سمجھ کی سنگدل تجھکو یہی کہتی ہین سب مجھسی
دلا گر عشق مین تجھکو تمنا ہی شہادت کی
جسی ظل ہما کی آرزو ہو اوس سی کہہ اک دن

رقیبون نی نہین کہتا ہی چل پی دال نی ہو جا
تو اوس بت سی کنارہ کش خدا کی واسطی ہو جا
شہید ابرو خنجر ابن مار و مری ہو جا
مری معشوق کی دیوار کی سایہ کی تلی ہو جا

تراب اللہ والی دیکھتی ہین سب کہین حقکو
تو لله اللہ کرکی چھوٹ صنم کی سامنی ہو جا

عمر بھر جنی جسپہ جان دیا
تا بت اوس سی ہوئی نہ چاہ مری
آہ کو میکی درد دل نی عروج
واہ کیا حق نی خوبرویونکو
نہین کرتا ہی مجھسی یاری جی
زلف کافر سی کیون نہ صلح کرون
کیون وہ عاشق نہ عیش و چین کری

کبھی اوسنی نہ ایک پان دیا
گرچہ سو بار امتحان دیا
از زمین تا باسمان دیا
عارض حسن پر گمان دیا
کبھی دشمن سی نی ورغلان دیا
مصحف رخ کو درمیان دیا
جسکو معشوق مہربان دیا

ردیف الف

[illegible]

وہ پہلے لگا بیٹھا اک وار تراب اوسپر
جو اوسکے لیے اچھی شمشیر بنا لایا

جب دل منصور پر حق چھا گیا	لب پہ اقرار انا الحق آ گیا
یار وتم کہتے ہو جسکو عرش پہ	مین تو اپنے دل مین اوسکو پا گیا
کون دیکھے اوسکو غیر از اہل دل	آفتاب اندھے سے کب دیکھا گیا
جیسن سر حق نہو چھپا ایک نے	پاس اپنے اک جہان آ پا گیا
دم بخود ہو رہیے کچھ کہیے نہ آپ	حق جو کوئی بولا سو جھٹ مارا گیا
مرشد پر حق کے صدقے جایئے	راہ حق کی جو ہمین دکھلا گیا

کہدے طالب سے کہ سب حق ہے تراب
کلمة الحق وہ بھی فرما گیا

٨٢

دلکو پھر اوسنے کیا کیا چھولی باتو ہنس لیا	مین جو کچھ بولا تو مجھکو اوٹھے ہاتھو ہنس لیا
سکر اکو ہنسکے شوخی سے حیا و ناز سے	عاشقون نے دلکو اوسنے اچھی کہا تو ہنس لیا
سنج لب سے اوسکی پائی لعل نے ایسی چمک	آپ نے تاب اپنا گہر نے اوسکو دانتو ہنس لیا
کیا ہوا لیلی اگر خیمہ کی اندر چھپ رہی	قیس نے تو جھانک تاک اوسکو فنا تو ہنس لیا

کیون کہتے ہم شب تار اوسکی پرتو کو تراب
زلف مشکین نے سودا اندھیری اتو ہنس لیا

٨٣

چھپ کے آیا پھر نہ منہ دکھلا گیا	کافر ترسائی جی ترسا گیا
یار و جسکو تم بہت کہتے ہو شوخ	دیکھکر مجھکو وہ کیون شرما گیا

۸۵

آنکھ اسوقت کو خوب انسی لگاتا ہی مرا
شوخ چشم و شنی لڑ کو کون رلاتا ہی مرا

جب او دہر ہو کی نکلتا ہون تو ہم کہتا ہی رقیب
یہ نظر باز ہی اسکا ادھر آتا ہی مرا

وضع مجنون کی جو ہی کیون نہ لگی لیلی کو
عشق ہی جیسا و جنون ... دوڑ آتا ہی مرا

اور سب ناز ترا یار بھلا ہے لیکن
منہ چھپاتا ہی تو بیزار انکو برا آتا ہی مرا

ہدف دل پہ لگا تیر نگہ سنہ سی نکہہ
کون جی مار کے سینہ پہ سہتا ہی مرا

بس کر اللہ سے ڈر عاشق بیچارہ کو
چھیڑتا سر گھڑی ہر وقت کڑھاتا ہی مرا

اوسکو کچھ گو جو سمجھی ہی اتر خالد برین
یار بن باغ ارم اوسکو دکھاتا ہی مرا

نقش پا ہو کی مین بیٹھا ہون گلی مین اوسکی
ای صبا خاک مری دامن سے اٹھاتا ہی مرا

اوس ستمگر سے کہے کون ترا ایسی بات
ہم فقیر انکو غریبون کو ستاتا ہی مرا

۸۶

جو غفلت ہی مین نت جاگا اور سویا
کہانی کچھ نہ کی ... ہنس کر کھویا

ہنسی مین جسکی گذری عمر ساری
وہی دنیا سے چلتے وقت رویا

یہان جو کچھ کیا پایا وہان ہم
وہی دانا جہا اس نے جو بویا

نہ سیل آتا اگر تھم جاتی آنسو
یہ طفل اشک نے سبکو ڈبویا

مسلسل اشک سے مژگان ہی یون
سی تارون مین موتی پرویا

نہ چھوٹا ایک داغ درد دل سے
بہت کل چشم تر نے اوسکو دھویا

وری صاف مین ہو جاتا ہی ٹکڑے
نزاکت مین تو دل شیشہ سے گویا

تو کیون خنجر کو ہر دم اب دی ہے
ہم آپ زندگی سے ہاتھ دھویا

[illegible]

کاٹ ڈالے ہے یک تیغ ادا سے ظالم وہ جب
لاکے اوسکے سامنے باتیں کوئی لاکھون بنا

کیوں نہ بیٹھے ہوں اوسکی آبرو ہم بیشتر
جسکی ہر آنسو کا قطرہ گوہر مکنون بنا

واہ کیا ہی وہ انگلی [illegible] اوسکی دیکھ [illegible]
آہ سے میری جو کل اک [illegible] بنا

دیکھتی [illegible] لگا ہی [illegible]
قدرت حق ہے عجب [illegible] گلگون بنا

جہاں [illegible] اوسکا [illegible] پیا [illegible]
زلف کی آگے تری کوئی جادو کیا افسون بنا

جب سے [illegible] کرتا ہوں [illegible]
پھر تو لایا ہوگا شوخ [illegible] مضمون بنا

دل ترا [illegible] کوئی کرتا ہی گھر اپنا [illegible]
بست بگاڑ اوسکا [illegible]

گنج مخفی [illegible] کیا [illegible]
انتہائے عشق [illegible] گردون بنا

بیا ہو وہ ظالم کہ جو چاہے کرے جا اہل تراب
خاک میں اوسکا امانت دار کلیجہ خون بنا

۵۹

[illegible] جا ہے بلا اہل کا [illegible] کیا
سر گیا عشق میں عاشق اوسے غم کھاے گیا

دم آخر بھی [illegible] اوسنے کبھی جی لیا
آہ کبھی منہ سے [illegible] کہ تا ہو وہ دم کھاے گیا

برگ گل [illegible] شبنم سے [illegible]
کاغذ ابری ہوا [illegible] کھاے گیا

دیکھیے ہوتی ہی کیا کیفیت اوسکی پس مرگ
زندگی میں جو یہاں خوف عدم کھاے گیا

وہ تو پاؤ نگا وہاں راحت و آرام سدا
جسنے یاں صبر کیا رنج و الم کھاے گیا

[illegible] فرعون کی [illegible] ڈوب گیا
اژدہا ہو کے عصا جاہ و حشم کھاے گیا

آنکھ کیا یار کی [illegible]
سامنے جو ہوا میرے وہ ستم کھاے گیا

شعر ہم [illegible] راست [illegible]
تیر ناوک [illegible] لطافت سے [illegible] کھاے گیا

تمکو کیا ہاتھ لگا یارو کہو کیا پایا	در خور اوسکا جو ہین اب قالب تہ چھوڑ دیا

روح کو تن کے سبب جب سے تعلق ہے تراب
کچھ علاقہ نرہا جبکہ بدن چھوڑ دیا ۹۳

بمعنی ملاقات ۱۲

جسنے قمری کو بجان بندۂ شمشاد کیا	اوسنے گلشن میں قد سرو کو آزاد کیا
حق نے حسن اوسکو دیا مجھکو کیا عشق نصیب	یار کو شیرین بنایا مجھے فرہاد کیا
دل تو ہے عشق مین مجبور نہین اوسکا قصور	وہی مختار ہے جسنے یہ سب ایجاد کیا
حور کی نشہ نے زاہد کو کیا مست و خراب	ہمکو دیوانۂ خوبان پریزاد کیا
پھر ہوا جوش جنون فصل بہار آہو چکی	قیس نے خانۂ زنجیر کو آباد کیا
ہائی کل سے کیا یار نے ملنے کا اقرار	منتظر ہم ہی رہے کچھ بھی نہ ارشاد کیا
غیر کی بات مری ایک نہ تقریر سنی	داد دی اور نکی مجھپر ہی بیداد کیا
میرے جانے پہ ترا ایک بھی آنسو نہ گرا	تو نے بیدردی مین کچھ شمع پر ایزاد کیا
چشم آہو پہ نظر کر کے نظر بازون نے	حلقۂ عین پہ آنکھونکی ترے صاد کیا

اسطرح محو ہو دیکھے سے اوسکا تراب
خود فراموش ہوا جب ہی اوسے یاد کیا ۹۳

جو تیرا بتا ہو ملک اور تلبیس کا	آدمی اوسکو نکہنا چاہیے وہ ابلیس کا
سلطنت مین جو کرے بذل رعیت پر وری	اوسپہ سایہ ہے رجال الغیب سے جالیس کا
خانقہ مین جا کے سن کیا ذکر ہے نام خدا	مدرسے مین شور ہے کیا درس اور تدریس کا
گر ہنو تا دیو کو زور کرامت اسقدر	ایکدم مین لا نسکتا تخت وہ بلقیس کا

ردیف الالف

دیوان شاہ تراب

واسطے دیدار کے نظر کو ذرا · آزمانے دے دم خنجر کو ذرا
قتل ہوتی ہے باندھ کسکے کمر · زور دے نازنین کمر کو ذرا
کب تلک رنج اوٹھائیگا بس · متوجہ ہو اب ادھر کو ذرا
چڑھ گیا ہے بہت فلک پر ماہ · عارض اپنا دکھا قمر کو ذرا
آبداری میں کوئی لگا دیکھے · دانۂ اشک سے گہر کو ذرا
ہائے کوئی خبر نہیں دیتا · غم سے میرے وہ بیخبر کو ذرا
مر گیا نالہ کرتے کرتے آہ · نہیں طاقت رہی جگر کو ذرا
کاش آجاے یار آج یہاں · شام کو یاد ہے سحر کو ذرا ق
دور بیٹھے جھٹک سے دامن کے · خشک کر دے یہ چشم تر کو ذرا
یار خود شوق سے وہاں آوے · رکھے جو پاک و صاف گھر کو ذرا

شیشۂ دور میں ہے کسطرح شراب
دیکھ لے دلبر کے لاغر کو ذرا

عاشق کو بھلا ڈھونڈھ کے پہچانکو مارا · کیا جان سے مارا اوسے کیا جانکو مارا
پڑھ صلح کی آیات وہ کھا مصحف رخسار · گر قول و قسم پر بھی قرآنکو مارا
بل کھا گئی ناگن کیطرح ہاتھ میں لپٹی · جب شانہ میں اوس زلف پریشان کو مارا
کیا گوہر دندان پہ لب سرخ سے چمکا · بجلی نے گویا لعل بدخشان کو مارا
غمزہ سے مرے نکلا کسی ابرو کا فر ظالم · تیر اوس نے جو کل ایک مسلمان کو مارا
جھٹ دست بقبضہ ہو کہا کسلیے مجھسے · مرتا تھا یہ خود ہم نے سر آن کو مارا

ردیف الف

دامن تو میں اوسکا نہ کسی آن سے چھوڑا
ہر چند بہت اوسنے مرا ہاتھ مروڑا

اے عشق کیا تو نے مجھے شہرۂ بازار
مجنون کا بھی ایسا نہ پھرا ہوگا ڈھنڈورا

لیلیٰ نے کہا سنتی ہے زنجیر کی جھنکار
کیا پھر ادھر آتا ہے وہ دیوانہ نگوڑا

ہوتا ہے کہیں چودھوین تاریخ اندھیرا
بیطرح چھپا زلف میں رخ یار کا گورا

ہاں تو نہ تراب اپنی رہے درد سری سے
پہنے جو کسی دن وہ پری صندلی جوڑا

نہاں جو سوز پروانے میں دیکھا
عیاں وہ شمع کاشانے میں دیکھا

وہ کیا مسجد میں عابد بنکے بیٹھے
جسے لوگوں نے بتخانے میں دیکھا

بچشم معرفت کچھ فرق ہے نہ
یگانے سے نہ بیگانے میں دیکھا

حقیقت کا ہر صورت علاقہ
جو تار سبحہ ہر دانے میں دیکھا

گیا کھل دلکا عقدہ بے تکلف
جو زلف یار کو شانے میں دیکھا

تماشا وہ نہ دیکھا جام جم میں
جو پیر مغ کے پیمانے میں دیکھا

وہ بولا میری وحشت دیکھکر کل
جنون طرفہ یہ دیوانے میں دیکھا

ہوئی مجنون کی یہ خانہ خرابی
جو آباد اوسکو ویرانے میں دیکھا

سوا عاشق بیچارا زہر کھا کے
جو چارا اپنا مرجانے میں دیکھا

نکیسے اوسکا جھنجھلانا غضب ہے
عجب لطف اوسکے جھنجھلانے میں دیکھا

تراب اوس شوخ کی خوبی نہ کچھ پوچھ
جمال اوسکا میں شرمانے میں دیکھا

[illegible]

کفن اوسکو بہت ایسی تکلف سی دیا تو کیا | وہان ہی جو بہان اپاہوا ستر قدم تک گا
جو ڈوبی ہی پسینے مین پہن کر جامہ شبنم | چھپے کیونکر نہ گلکاری کا اوسکی جسم ننگا
دوا کی درد دل مین جو اوسن بیدرد سی مانگی | کہا اچھا بھلا کر دن بناوٹ کا تجھی چنگا

دو رنگی سی جو ہو محفوظ و یکرنگی سی ہو محظوظ
تراب اوس سی کو ہم دیتی ہین خرقہ گیروا رنگا

۱۰۵

تنگ ال ہو قیس جو وحشت سی گبھرانی لگا | یہ جنون راہ بیابان اسکو بتلانی لگا
مطرب اوسکو اگر جب میری غزل گانی لگا | تان پاجی راگ پو چھایار فرمانی لگا
لب کین مین لگا سبزہ نہ کھلا تا تھا وہ | اب جو خط نکلا تو باغ سبز دکھلانی لگا
یا غمین کیا سبب خزان آگئی گئی فصل بہار | دیکھ تو اسی باغبان کیون پھول مرجھانی لگا
ترش ہو شیرین کہ فرہاد سی یہ حرف تلخ | سنکے میرا نام شیرین کیون تو للچانی لگا
شو قین شیرین کی اقیون کی صورت تلخی | کیون تو نہ عشق میٹھا جانکی کھانی لگا

عشق کی نفع و ضرر سی کیا نہ واقف تھا تراب
کیا سمجھ کی ناصحا تو اوسکو سمجھانی لگا

۱۰۶

کبھی وہ دل فریب اید ہر نہ آیا | بھلا دل لیکے ہم سی منہ چھپایا
جہان مین کوئی نہ ایسا سنگدل ہو | وہ بت کیا بیمروت ہے خدایا
مری قاصد سی اتنا بھی نپوچھا | کہان آیا اور کیا پیغام لایا
کوئی جگ مین کسی پر دل ندی اب | بہت لوگون کو خوبون نی ستایا
تصدق ہون نہ کیون مین پیر مغ پر | عجب جام مے وحدت پلایا

ردیف الف

ولہ

[illegible]

[illegible]

یاروسی شراب پیو کہو جا پیو حق بات
ہی کلمہ حق صاحب تلقین کا ڈنکا

جو حق کی پیاری ہیں انکو تو ہی سہاگ سدا | وہ کیسا ہی ہیں لنگوٹی ہیں اپنی بھاگ سدا
خدا پناہ دیوا انکو جلال و گرمی سے | جو اپنی وجد میں ہیں گیتی ہیں گرم راگ سدا
خدا کی فضل سے جسپر کھلا ہے انحد ناد | وہ اہل وجد ہے سنتا ہے اوسکی راگ سدا
طعام خوش سے نہ لیجاؤ انکو کھاتی ہیں | جوار خشک جو دو گھر کا ساگ سدا

شراب شوق کی پینا جو دل ملا سے
کیا موت کوں ہی صوفیوں سوں لاگ سدا

عشق بازی نے تو اوسکی ہلکو ہی سوا کیا | یا الہی یار وہ دل کی کیسیں اپنا کیا
تیری آنکھیں جیسے لیلی سے ہاں بازی [illegible] | ایک عالم ہاں ہی آپ سا تر سا کیا
دیکھنا یار وقت [illegible] | اسنے اپنی عاشقوں ظالم سے کیا کیا کیا
ترس آتا ہی نہیں اوسکو کسی حال سے | اس [illegible] ترس کا [illegible] کیا

ایکدن بھی تو نہ آیا وہ ترے گھر میں [illegible]
جسکے کوچہ میں عمر اک مدت تلک جایا کیا

جسمیں [illegible] جسکو دہ کام آیا | عاشق محبوب [illegible] سلام کرنا
[illegible] | [illegible] کرنا
کس کام کی [illegible] خود نمائی یارو | تو ور سیاہ [illegible] کرنا
ہم خوشی [illegible] | اپنے گلی میں تیری مجھکو مقام کرنا

ولہ

ردیف الف

[illegible]

۱۱۴

خوشبو وہ انکی چاہی لادی مجھی صبا
وہ رنگ و بو نظر نہ پڑا ایک گل مین بھی

بستا ہو جیسی چمن مین وہ گلفام دلربا
جو رنگ و بو دکھائی تری پیار ہی تری قبا

گر ہاتھ سی ترے نہین عاشق ہوا ہی قتل
جب فاتحہ کو جاے تو گور قتیل پر

دامن ترا لہو سی بھلا کس طرح ڈبا
جی او شہہ کو وہ کہی بصد اخلاص مرحبا

حسد نسی یار دوست ہوا ہی تراب کا
دشمن ہوئی ہین اسکی سبھی خویش و اقربا

۱۱۵

کیا خوب تھا کل اوسکی ملاقات کا سمیا
تا مرگ نہ بھولیگا تجھی رات کا سمیا

کیا بات وہ کہتا تھا کہ ہنس دیتی تھین کلیان
روتا ہون مین یاد کر اوس بات کا سمیا

آنسو کی جھڑی آہ کی بجلی سے چمکتی
ہی دیکھ شب ہجر مین برسات کا سمیا

بیٹھا نہ گیا مجھسی تو کل بزم مین اوسکی
دیکھا جو رقیبونکی مدارات کا سمیا

البتہ ہوا اعجاز مسیحا اوسی باور
دیکھے جو ترے لب کی کرامات کا سمیا

ہو تشنہ اوسکی لب آب حیات اب نہون کیونکر
دکھلاتی ہی زلف اسکی تو ظلمات کا سمیا

بھولا ہی تراب اب کوئی بیداد جفا ئین
پیاری وہ تری لطف و عنایات کا سمیا

۱۱۶

آرام جان سمجھ کے بھر عمر جسکو پالا
یعنی بدن یہی سارا آزار دہ ہمارا

دیکھا تو اب یہی ہی آزار دہ ہو دالا
جو سب سے ہی پیارا دو ہی ...

پیری مین بھی نہ بدلی تو ہی طبیعت افسوس
ملکوت مین تھی خوش ہم ناسوت مین ہی غم

حرکات انسی ہی ہین ...
جنجال مین ... ڈالا

ردیف الف

تب گوہر یاقوت سے ہو اشک مرا بیش ۔ لگ جاوے اگر یار کے دامن سے ذرا سا

۱۱۹ دل چھین لیا مجھ سے شراب اوسنے یکایک
جس سے کہ کبھی میں نتھا واقف نہ شناسا

دے گیا عاشق کو جلتے وقت بریان کا
ایک بال سے دوبالا ہو گیا عارض کا حسن
میں فقیر بینوا رکھتا ہون کیا اوسکی سوا
جسکے سودے میں ہوا ہون شہرۂ بازار میں
کیون نہ کھینچ دل سے ہم اوس ہاتھ ہی سولا
ہے وہ دامنگیر اپنی ہون اسکا دستگیر

پھر بسایا اوسنے گھر اک خانمان ویران کا
روپ کچھ اور ہی دکھاتا ہے وہ بالا کان کا
ساز و سامان ہے وہی کچھ بہر سلطان کا
ہے وہی جنس گران قیمت مری دوکان کا
وہ تو ہے خواہان ہمارے دین اور ایمان کا
تا قیامت ساتھ ہے اس سچ کے دامان کا

۱۲۰ گرنہ آتا وہ یہان ورد کرہ جاتا شراب
میں تو ممنون ہون اپنے یار کے احسان کا

اک بڑا ہمدم یار صادق ہے مرا
ساتھ اوسکا میں نچھوڑونگا کبھی
عاشقی میں سلسلہ میرا نہو کچھ
مجھکو دنیا میں یہ دولت ہے بہت
کیا کریگی بد خلافی غیر کی
کیا کہون اوس سے میں اگلی واردات
فکر روزی کی نکر ہرگز شراب

صورت معشوق عاشق ہے مرا
یار سے یہ عہد واثق ہے مرا
پیر بھائی قیس و وامق ہے مرا
مہربان مجھ پر وہ مشفق ہے مرا
یار تو مجھسے موافق ہے مرا
ظاہر اوس پر حال سابق ہے مرا
رزق کا ضامن تو رازق ہے مرا

ردیف الف

[illegible]

ولہ

[illegible]

۱۲۳

جو کچھہ برا کہون اسکو تو جھٹ سے کہہ بیٹھے
کہان تلک وہ رہے دیکھتا کسی کی راہ
مرا تو قصہ رہیگا یہ تا بروز حساب

مجھے تو خوبون مین ناحق کو انتخاب کیا
خدا نے عاشق مشتاق پر عذاب کیا
کہ اوسنے جور و جفا مجھہ پہ بیحساب کیا

بتون کے عشق مین اتنا نہو کوئی رسوا
نہو کسی سے جو کچھہ تو نے ای تراب کیا ۱۲۴

سواد خط ہے سجل حسن کی تمامی کا
کسی کے عشق مین بدنام مین ہوا تو کیا
نہ مانگے یار سے میٹھا رقیب جھوٹا کیون
بہار دیکھے کوئی اوس پری کے دہن کی
ادائین اوسکی سبھی خوش ہین رقص مین لیکن
لگی ہے منہ ترے کیا پیچ سے نئی قلیان
ہوا نصیب سے خسرو جہان شیرین کلام
جو بخیہ عشق مین تیرے جبل کے دے کباب ہوئے

مجھے دکھا نہ یہ سر خط مری غلامی کا
گذر نہین مرے کوچے مین نیکنامی کا
مزہ پڑا ہے اوسے تو نمک حرامی کا
چمک رہا ہے یہ سنجاف کیا تمامی کا
کچھہ اور ہی لطف ہے آہستہ گام خرامی کا
یہ دم رکھے ہے ترے لب سے ہمکلامی کا
ہوا جو زخمی ہے فرہاد تلخ کامی کا
مفارقت کا ہے شکوہ نشان خامی کا

تراب کسکو رہا یار سے دوام حضور
تو حوصلہ نکر اس دولت گرامی کا ۱۲۵

ہے سجاوٹ کچھہ اور ماسے کا
کیون نہ عشاق ہوین حلقہ بگوش
چوم لیتا مین اوسکی زلف سیاہ

شوخ زناردار داسے کا
ہے عجب روپ وسکہ پاسے کا
ڈر نہوتا جو سانپ کالے کا

دیوان تراب

ردیف الف

[illegible]

۱۲۶

ولہ

[illegible]

یار وہ درد مند عالم ابھی کیا کرے — آئی جو اپنی ہاتھہ سے آزار میں پھنسا

جاتا ہیں کہیں تراب بچارا پھنسا نہیں
خود کردہ کار اپنی ہی کردار میں پھنسا

۱۲۸

زور اپنی تغافل کا بس اپنی شتاہ نہ کھلا — آراہ پہ فقرا کی بہت راہ نہ کھلا
کر شرم کو یہ برقع کیا تھی سو اولٹ دے — بدلی میں چھپا آپ کو اپنی ماہ نہ کھلا
دیدۂ مشتاق بہت ہے جلوہ گاہ حجت — جلوہ پہ کسی اور کو ناگاہ نہ کھلا
کہتا ہی محبت پھر نہ دکھاوےگا تجھ شوخ — مختار ہے تو خواہ دکھا خواہ نہ کھلا
اگر دن تری فرقت کا ہمنشین تا کب رہے — یہ روز قیامت سے مجھے اللہ نہ کھلا
کیوں حال پریشان مرا تو نے پوچھے — جا تجھکو بہت شبہ حیاہ نہ کھلا

جو بندۂ درگاہ تراب اپنا کہاوے
بھٹکا نہ اوسی اور کی درگاہ نہ کھلا

۱۲۹

پیر اک نوجوان سے ہارا — ناتوان پہلوان سے ہارا
یار دو تم کس لیے جھگڑتے ہو — میں تو اوس مہربان سے ہارا
صبر کیسا جتنے کرے عاشق — غم میں تاب و توان سے ہارا
عشق بازی میں دل کا نقصان ہووہ — ننگ و نام و جہان سے ہارا
جسنی دوکان عشق پھیلائی — اپنی سود و زیان سے ہارا
دل کا قصہ کہاں تاک میں کہوں — تنگ گیا منہ بیان سی ہارا
اوس سی میں ہاتھہ مار کی بیٹھا — دل و دین مال و جان سی ہارا

ولہ

ردیف الف

[illegible]

کسیکو ہمنے دنیا مین نہ پیدا آشنا پایا | جسے جگ مین بہت چاہا اوسیکو بیوفا پایا
جسے یارو فقط ہم دلربا اپنا سمجھتے تھے | اوسیکو سنگدل نا آشنا و دلربا پایا
ہمیشہ شبنم سا ہجر امین او سینے چشم تر رکہا | تبسم جیسے گل غنچہ دہن کا دلکشا پایا
وہ شانہ سے الجھی مری دل مین لٹکتی ہے | بلا جس زلف رسا کو بید لونے نارسا پایا
برا کیون نا چاہے سو کوئی جگ مین برا کہہ | بھلا ہو اوسکا جسنے عشق مین ہمکو برا پایا
نہین عاشق کو کچھ پروا اگرچہ ہر چند وہ سیوا | صنم کی چاہ مین اوس سنے کیہ تو زکیا پایا

برہمن ہو کے بیٹھا بتکدہ مین ترک شیخی کر
تراب ایسا کسی نے بت پرستی مین مزا پایا

اوسنے صد کوہ غم کو دیکھ لیا | ہجر مین جسنے ہمکو دیکھ لیا
مر گئے غم سے مارے دم بھر مین | ایک دم مین عدم کو دیکھ لیا
خوب وعدہ کیا تھا وصل کا واہ | اوسکی قول و قسم کو دیکھ لیا
کام آیا کبھی نہ عاشق کے | تیری لطف و کرم کو دیکھ لیا
تیر گریہ پہ ہنس کے مست کیے | جاتی چشم و نم کو دیکھ لیا
ہاتھ آئی نہ جب قدم بوسی | اوسکے نقش قدم کو دیکھ لیا
اوسکے کوچہ مین بیٹھ کے یکطرف | ساری باغ ارم کو دیکھ لیا
دل فقرا سے کوئی نہ ایک لگا | ہمنے سو جام جم کو دیکھ لیا
نہ پڑا جب نظر ہلال عید | اوسکی ابرو کی خم کو دیکھ لیا
اتنو زاہد بھی بت پرست ہوا | کہین تیرے صنم کو دیکھ لیا

بھلا غلام تھا محمود غزنوی کا ایاز — کہ جسکے ہاتھ بکا تھا اوسکو مول لیا

بندھا تھا یار کے بازو میں نقش جو جسکا — میں اوسکو جان کے تعویذ دل کا کھول لیا

پڑی جو آنکھ میں میری وہ گرد دامن کی — شکر سمجھ کے اوسے آنسوؤں میں گھول لیا

اودھر جو ناز و ادا کا وہ لے چلا لشکر
ادھر تراب نے آہ و فغاں کا غول لیا

١٣٧

وہ خود غرض ہے اپنی ہی مطلب کا آشنا — کیا بات اوسکی ہے وہ عجب ڈھب کا آشنا

رات اوس سے مجھکو ملکے یہ معلوم ہو گیا — دن کا وہ آشنا نہیں ہے شب کا آشنا

یکساں ہیں اوسکی آگے رقیب و حبیب سب — بھٹیارہ ہے وہ کیسی ہو سبکا آشنا

روز ازل سے مجھکو ہوئی اوس سے دوستی — وہ شوخ سنگدل ہے مرا کب کا آشنا

جب کچھ بھی آشنائی کی قابل نہ تھا صنم — یارو ہو مجھ سے وہ مرا تب کا آشنا

میری طرف نگہ وہی ہے جو یار کی — میں تو ہوں اپنی یار کے مذہب کا آشنا

تو قم باذنی کہے تو ابھی مرکے جی اوٹھوں — اعجاز عیسوی ہے ترے لب کا آشنا

کس طرح مجھ سے یار کی صحبت برار ہو — وہ تو ہوا اب اور ہی صاحب کا آشنا

اوسکو تراب قدر کہاں ہو فقیر کی
ہو وہ جو اہل دولت و منصب کا آشنا

١٣٨

کہو ہے تیر جو لیلی کی یہ تصویر توڑ دونگا — کہ جنبش ہی سے وحشت سے جھٹ زنجیر توڑ دونگا

کہا تھا اک کمان ابرو اشارہ سے مجھکو کل — میں ملکی خاک تو دیر سر اودن تیر توڑ دونگا

غضب ٹوٹے نہ کیوں جیسا کہ میں بھی ہوں کہتا ہے — پھنسا کر جال میں بال و پر زنجیر توڑ دونگا

وہ چلتی وقت بہت انگ چلا قیب لپٹنے
میں چھپ کر بیٹھ رہا ہوں پشیمان پھر ایک گوشہ میں

ہمیشہ دی گئے اچھا صلا محبت کا
ملی جو گھر کہیں اک نشہ لا محبت کا

١٤١ کسیلی حب کا پیاسا ہوں چھین کر آب
مجھے تو جام اب پلایا محبت کا

ملگیا غیر سے جھٹ ہم سے جدائی کر گیا
کوئی اوس نا آشنا سے آشنائی کیا کرے
آنکھ اوروں سے لڑائی پھیر لی ہم سے نگاہ
دیکھکر ستے میں مجھکو پھر گیا کترا کے راہ
پھنس گیا صیاد بھی اب تو کہیں بہتر ہوا
ہم نہیں کر سکتے اوسکی خیر خواہی میں قصور
دلبری میں ہر ادا اوسکی ادا سے تازہ ہے
زندگی دم بھر اک عالم کی اوسکے ہاتھ تھی

بیوفا تھا جب تو ایسی بیوفائی کر گیا
آشنا سے اپنے جو نا آشنائی کر گیا
صلح جا دشمن سے کی مجھسے لڑائی کر گیا
شوخ راہ شرم سے کیا کج ادائی کر گیا
صید کے حق میں یہی طرح رہائی کر گیا
کیا سوا کر ہم سے وہ ظالم برائی کر گیا
کیا کہوں کیا کیا ادا سے دلربائی کر گیا
ایک دو دم میں پہ وہ بت خدائی کر گیا

١٤٢ جیتے جیتے تو کبھی دل سے نہ بھولیگا شرر آہ
چلتے چلتے یار جو مجھسے رکھائی کر گیا

دیکھتا وہ جسکی محبت میں مرا جان گیا
مجھ سے کیا چھپ کے رقیبوں سے لڑا آنکھ
کر دیا زلف پریشان نے اوسے خاطر جمع
ہوگیا آنکھ میں اوسکی تو جہان سب تاریک

وہ تو ہے پردہ فاش میں اوسے جان گیا
اک نظر بازوں میں جو پر کو پہچان گیا
سیاہ سو اوسکی جو یا حال پریشان گیا
جس گھڑی تم سے وہ شمع شبستان گیا

یار بازاری کی یاری کچھ نہیں — ہوتی ہیں ہر اک جہان کے آشنا

آشنائی پر تراب اونکی نہ بھول
اپنی وہ ہرجائی کہان سے آشنا ۱۲۵

اودھر دل چاک اودھر شیشے جامہ بند آ — جراءت کی صورت سے ہر عالم ہے نماد انکا
نکل سکتا تھا وہ باہر کہان لیلی کے کوچے سے — دکھایا قیس کو دشت نے یہ رستا بیابانکا
نہ قسمت جاگتی گر خواب میں دیکھتا انکا — تو کا ہیکو عزیز مصر ہوتا ماہ کنعانکا
ہوا شرمندہ یون بجلی میں جون صبح نکل — نہ خلوت نشین چلمن اوٹھا کر جب ادھر جھانکا
وہ عارض دلکا غارتگر ہے خط و خال گیسو — پڑی ہے شہر بند ستا نہیں ہر دن پڑا ڈانکا
کمر باندھ کسی واسطے اوٹھا دامن کھینچ — دکھاتا ہے مجھے سچ اپنی خونخواری کی وہ بانکا

کہو مژگان کی سوزن میں پرو کے تار زلفون کے
تراب اوسکو لگاتا ہو جو دل کی زخم پر ٹانکا ۱۲۶

پہلا دو ان جو ہوا گنوار آیا — گھر سے میرا جب کہ وہ یار آیا
کر گیا تھا قرار چھوٹا وہ — دل بے چین کس طرح قرار آیا
شور کرتی ہے باغ میں بلبل — کیا جنون ہو سم بہار آیا
دیکھکر اوسکی آنکھ متوالی — چشم نرگس میں کیا خمار آیا
گل میں جسکی رکاب پکڑی تھا — آج اینٹھ وہ شہسوار آیا
اوسکو آتی پچی گیا صدقے — خوب بر وقت انتظار آیا
جسکا آنا ہے نت نیا یارو — پھر تو عجب ہوا ایک بار آیا

وله

[illegible]

۱۵۱ [illegible]

حیف اوس سے کسی نے یہ کہا | کیون وہان سے تو آ کے بیٹھ رہا
کون بولا وہ شوخ گل سے مرے | غنچہ بھی سر جھکا کے بیٹھ رہا

۱۴۹ نہین اوٹھتا ہے دل شراب اوس سے | گو وہ مجھکو بھلا کے بیٹھ رہا

بسا ہے باغ مین صیاد بلبل سے چمن چھوٹا | نہ کوئی قمری بچی اوس سے نہ کوئی زاغ و زغن چھوٹا
وہی شورش ہے مجنونکی بلا سے حب لیلی سے | نہ کچھ وحشت گئی اوسکی نہ کچھ دیوانہ پن چھوٹا
بھلا شیرین کی خواہش مین پڑا وہ کوہکن کا وشن مین | امید وصل پہ پھر انکو غم سے کوہکن چھوٹا
ہوا پھر کیون مقید آپنی مین خود پرستی کا | جو قید بت پرستی سے وہ طفل برہمن چھوٹا
کوئی اوس سے یہ جا کہدے تو کیون بیٹھا ہے گھبرا کے | یہان سے تیر لیکر آ دیکھ کس کس سے وطن چھوٹا
تو اپنے فن مین ہے کامل نہ بازیگر سے ہو غافل | تماشے مین ترے ہمسے شیفتہ کا چلن چھوٹا

۱۵۰ شراب اوسکا فراق و وصل ہے یون ہی نہین مجھسے | ملیگا کون ہمسے جس گھڑی اپنا بدن چھوٹا

کھلا دے مجھکو لقمہ ایک اے شیرین دہن جھوٹا | نمکخوار مین سچا ہون نہ ہو تیرا سخن جھوٹا
کہان وہ نافہ آہو کہان یہ طرہ گیسو | لہو کی باس کیا ہے نافہ مشک ختن جھوٹا
نہین جھوٹا پڑے ہے وار جسکا ہاتھ سے کب ہے | وہ کب بازو پہ باندھیگا طلائی نورتن جھوٹا
صنم کے لب پہ کچھ اور ہی چمک ہے لعل رنگت سے | مقابل اوسکے کیا ہوتا ہے یاقوت یمن جھوٹا
قسم اوسکی نہ کوئی بات اوسے سچا نہ کوئی جانے | اوسے عاشق ہے سچا کہتے ہے وہ دلشکن جھوٹا
نکلے کسطرح نکلوں چاہ سے کسطرح سیکینہ | جو گر مکھ سے ہوکر جا پڑا اپنے شنکر کا بچن جھوٹا

وله

۱۵۲ [illegible]

ردیف الف

دیوان [illegible]

[illegible]

ولہ

ظاہر میں کیا جسنے مجھے اپنا خریدار
باطن میں اوسی عشق کا طلبگار کرونگا

مشتاق رہیگا نہ کبھی آؤنگا اوسی منہ
جب تک نہ بہت تشنۂ دیدار کرونگا

جسطرح کیا اوسنے گرفتار مرا دل
اک روز اوسے میں بھی گرفتار کرونگا

جسوقت میں پاس اوسکی جاتا ہون نزدیک
سوتا ہی اگر یار تو بیدار کرونگا

دل پر جو مری گھاؤ لگا گھر کو سدھارا
آویگا تو پھر دیکھیو کیا وار کرونگا

کھل جائیگا تب راز مری عشق کا سب پر
جسوقت اوسی محرم اسرار کرونگا

یاری میں مری ہوگا اوسی روز وہ صادق
جب دوستی غیر سے بیزار کرونگا

اوسوقت ہی سودا لگا خود ہوگا قدردان
جب اوسکی کوئی اور خریدار کرونگا

منکر بھی اگر گور میں پوچھیگا تو واللہ
اوس بت کی محبت کا میں اقرار کرونگا

جرأت تراب اوسنے کہی راز میں مجھسے
مرجاؤنگا پر اوسکا نہ اظہار کرونگا

ولہ ۱۵۴

دل جسکی محبت میں گرفتار ہی میرا
وہ دشمن جانی و دل آزار ہی میرا

کہتا ہی خبردار چھپانا مری الفت
عاشق سے یہی قول اور اقرار ہی میرا

کسطرح بھلا چھپسکے درد و غم و اسکا
غماز تو یہ دیدۂ خونبار ہی میرا

کیونکر نہ کہون یار سے ملنے کی تمنا
دل آرزوئے وصل سے ناچار ہی میرا

کل دیکھ کے مجھکو وہ لگا کہنے کسی سے
پہچانیو اسکو یہ خریدار ہی میرا

صورت نہ دکھاؤنگا اسی اپنی کسیدن
کہدو یہ عبث تشنۂ دیدار ہی میرا

کسطرح یا جان اوسی یار میں جانون
نادانی سے یہ وہم اور پندار ہی میرا

ردیف الف

۱۵۷
مجھکو جو تراب اوسنی کیا شہر مین رسوا
مین کیا نہ اوسی شہرۂ بازار کرونگا

جیتا رہے وہ جسنی مجھے مار کی چھوڑا
مین آپ سی ٹوٹا نہین خود یار نی توڑا

روتا ہی رہا مین نہ ہوا اوسکا مژہ تر
چھٹی نہ پڑی اوسپہ جو دامن کو نچوڑا

کسطرح رکابا وسکی مری ہاتھ مین رہتی
اوس شوخ ستمگار کا چالاک تھا گھوڑا

کرتا مین ہ عشق مین کچھہ اور بھی تگ و دو
گرتا نہ مری پانون مین گر ہجر کا روڑا

۱۵۸
مجھپہ پرنہ تراب اوس بت کافر کا چلا زور
تسبیح مری بچ گئی مضبوط تھا ڈورا

ردیف الف

ابرو یار نے ہمین مارا
تیغ خمدار نے ہمین مارا

ہم تو گھائل ہین اوسکے ابرو کے
اسی تلوار نے ہمین مارا

سنگ مرمر سی کردی گور سفید
گوری رخسار نے ہمین مارا

کسی گل اندام سی گلے لگ کے
پھول کے ہار نے ہمین مارا

جی اوٹھین مردے جسکی ٹھوکر سے
اوسکی رفتار نے ہمین مارا

زلف کافر پہ کوئی منون نہ چلا
اوس سیہ مار نے ہمین مارا

غش ہوئی ہم تو دیکھہ اوسکی سج
اوس طرحدار نے ہمین مارا

دام مین پھنس کے کہتی ہے بلبل
عشق گلزار نے ہمین مارا

جل گئے اختلاط غیر کے دیکھہ
رشک اغیار نے ہمین مارا

وعدۂ وصل تھا کہ شادی مرگ
کہکے عیار نے ہمین مارا

۱۵۹
ولہ

۱۶۰
ولہ

دیوان تراب — ردیف الف

چیرہ گئی زلف کی دماغ پہ بو — مشک تاتار نے ہمین مارا

سیف قاتل ہے قامت بالا — لینے ہتھیار نے ہمین مارا

چڑھکر سولی پہ کہہ گیا منصور — اپنے اظہار نے ہمین مارا

دم بخود ہون کہے نہین بنتا — ضبط اسرار نے ہمین مارا

نام لیتے ہے جسکے غم مت جا — ایسے غمخوار نے ہمین مارا

پھر لیو جاہے دل اوسیکی طرف — جس جفا کار نے ہمین مارا

تن بتقدیر دیکھیے کیا ہو — دل کے کردار نے ہمین مارا

۱۶۱ ہجر کا ہے تراب بوجھہ بڑا — اس گران بار نے ہمین مارا

نہایت بیوفا نکلا صنم سے دل مرا ٹوٹا — نہین اب اوس سے کچھ امید بالکل آسرا ٹوٹا

لگاوٹ سے پھر اوسکی یہ شکست دلکی بجا لگی — نہین جوڑے سے بنتا ہے جہان شیشہ ذرا ٹوٹا

تو کیا کہتا ہے اے دلبر شکستہ دل ہے میرا — پسند آتا ہے دلدار کو کیا محل سرا ٹوٹا

ہمارے شیشۂ دل کو سنبھل کے ہاتھہ مین لیجو — نزاکت اس مین ہے اتنی نظر سے جب گرا ٹوٹا

بہت پیری مین دانائی کا تھا تجہکو گھمنڈ اے دل — جنون مین ہاتھہ سے لڑکون کے دیکھا سر ترا ٹوٹا

کیا تھا عشق کے دم نے مجھے طال اللسان ایسا — ہوا ہون گنگ اے جب سے دم نغمہ سرا ٹوٹا

۱۶۲ تراب اوسکو غنیمت جان جو رسوا ہوا جگ مین — محبت مین ہوا فانی ترا جون دل جرا ٹوٹا

بیدم ہی تڑپتا ہے جو بسمل نہ بچے گا — کوئی دم کا ہے جہان یہ گھائل نہ بچے گا

ولہ

ہوگیا دم میں اوسکا کام تمام
جسکو بانکی ادا سے کام پڑا

ترچھی چتون سے جو ہوا گھائل
اوسکو تیر قضا سے کام پڑا

جسطرح دل پہ درد ہے لاحق
مرض لادوا سے کام پڑا

ایک ہو تو کسی سے کہیے ہائے
عشق میں سو بلا سے کام پڑا

دیکھکر مجھکو یار کہتا ہے
مجھکو اس مبتلا سے کام پڑا

ہے کون اوس سے یہ کہے جا کر
مجھکو جس دلربا سے کام پڑا

کیون رکھے ہو تراب کو ناکام
نہین تجھکو گدا سے کام پڑا

مری تسبیح کا اک تار ٹوٹا
وہ کافر کا تو سب زنار ٹوٹا

مرا دل عشق نے کیا توڑ ڈالا
دل اوسکا بھی تو آخرکار ٹوٹا

شکست عشق کی دونوں طرف دیکھ
ادھر بیدل ادھر دلدار ٹوٹا

بھلا اے عشق تیرے دم قدم سے
حیا و شرم و ننگ و عار ٹوٹا

کہاں کی شیخی و کیسی بزرگی
مرا سب دعوی و پندار ٹوٹا

پلا ساقی کہ اب پھر کے مینا
کہ ہر جرعہ مین اک انکار ٹوٹا

خبر پہنچی ہے یہ کیونکر محتسب کو
مرا تو خم سر بازار ٹوٹا

صراحی کی جو یہ مہر لگی ہے
در گنجینۂ اسرار ٹوٹا

نہین ٹوٹا ہاتھ سے اوس بت کی ایسا
تراب ایسا کوئی دیندار ٹوٹا

ردیف الف

ولہ

١٦٨

صبر کی رات گئی شکر کے دن آئی شراب
یعنی بے منت غیر آج وہ یار آ پہونچا

گو وہ کہتا رہا برا او بھلا
پھر نہ کوئی نام اوس پری کا لے
ہجر میں دل ہوا سراپا درد
اشتیاق انتظار و نومیدی
جادو گر ہے وہ برہمن والا
رشک سے غیر ہاتھ ملنے لگے
اوسنے میرے گلے میں ڈالے ہاتھ
اب تو کچھ غیرت بہم نہ رہی

سامنے منھ سے پر اوسکے میں ٹلا
ہاتھ سے اوسکے میں بہت ہوں جلا
نخل غم ابکی بار خوب پھلا
عشق میں ہیں غضب یہ تینوں بلا
اوسپے افسون کسیکا کچھ نچلا
منھ پر اوسکے جو ہینے عطر ملا
کیون نہ کاٹے رقیب اپنا گلا
رہگیا یار سے خلا و ملا

١٦٩

دم بخود ہو شراب عشق میں بس
دل میں جو ہے سو ہے زبان پہ نہ لا

عیش وصل و غم فراق گیا
یار کے منھ پہ خط نکل آیا
روپ کچھ اور ہی بدن کا ہوا
کیون نہ عاشق سے اب کرے اخلاق
ہنس کے کل طفل شوخ کہنے لگا
دل سے تیرے ابھی تلک ای میر

دل سے اوسکا جب اشتیاق گیا
سادہ روئی کا طمطراق گیا
حسن کا سارا اور براق گیا
مایۂ کینہ و نفاق گیا
میں جو وان حسب اتفاق گیا
عاشقی کا نہیں مذاق گیا

ہمسی کیوں چھوٹ گیا ملکی ہوئی کیا تقصیر
لے کے جی ہمسی تو ای جان ہمارا

کیا ہوا ہمنی جو اوس بت کو کیا رام تراب
نفس کافر تو مسلمان ہمارا نہوا

ردیف الف

دوستو ناحق مری جیکا وہ دشمن ہوگیا
پہچہان یار ہی میں جسکی مجہہ سی بدظن ہوگیا

باغبان اب ملین چمن مین جا کی کیا دیکہون بہار
جو گل دستار تہا سو خار دامن ہوگیا

تا ہوس با دخزانکا اوڑگیا بلبل کا ہوش
ایک ہوا مین ادس ہی کچہہ رنگ گلشن ہوگیا

قیس سی کل سی کہو چل دور ہو یا لیلی لکل
در پہ لیلی کی نہجا تا کل سی کد عن ہوگیا

اوسن کافر کے حق مین شیخ جی کہیو نہ کچہہ
رشتہ زنار جسکا تار سمرن ہوگیا

ولمین ہے غم کی کیفیت انکہون مین آنسو کی جہڑی
ہجر مین ایسا کچہہ جیٹہہ وساون ہوگیا

راہ ہی ہٹ کی کہین بیٹہا ہی وہ گمراہ ہو
رہنما کی طرف سی کون اوسکا رہزن ہوگیا

ہمسی پیلی ہو کی اب جا کی کہان پاتا ہی وہ
دل ہمارا ایسکی جو ہشیار پر فن ہوگیا

پہر تراب اوس شیخ لگا کر تو مخالف رام رام
نا موافق تجہسی کیا طفل برہمن ہوگیا

کہ ہوتا دم ہم اپسین آشنا
نپایا کوئی ہم نفس مین آشنا

وہ کافر کسی کا نہیں آشنا
ہوا جب سی وہ ہسین آشنا

کہ رکہتا ہون اک نازنین آشنا

پر اثر وہ میرا دل کا مضمون ہوا
پریشان ہمیں الفت دلدار کی
وہ قامت کی اپنی نہیں لوٹی ہے وہ موزون ہوا
ہمین منقلب دور گردون ہوا
دو دل آہ کاہی کیا جگر خون ہوا
اثر دل پہ کیسا یہ افسون ہوا

مستی کی ہستی مری عشق میں اوسکی تمام
جبتلک عاشق رہا مین اسکو کھوتا رہا

کیا کہون قیس کی وحشی ہو کہا نسے نکلا
لیکن مجنون اوسے زندان میں بٹھایا تھا
اسطرح گھر سے مرا یار گیا جابدا دھر
جیسے کرتا ہے ستم جان کی وہ پیچ ضعیف
تن بیجان میں آیا مری دل ہوس سا کی
وہ تو بھی ہورہا تھا اوسکی گلی سے جنت

بندہ عشق ہوا قید جہا نسے نکلا
نام لیلی کا جو مین اوسکی زبان سے نکلا
تیر جاتا ہو کہین جیسے کمان سے نکلا
یہ نیا ظالم اوسی شوخ جوان سے نکلا
باہر اس وقت جو وہ اپنے مکان سے نکلا
گھر میں اوسکی جو گیا پھر نہ وہان سے نکلا

عقل نے مجھکو پھنسایا تھا شب جہان میں
ورد عشق ہو کی رسالت یہان سے نکلا

پھر تو سب کام سے الگ عاشق شاد رہا
ہای پھر دیکھو اوس بت کی ملاقات
صید وحشی ہوا سے قید سے یہ ہوا
سخت ظالم ہے کبھی دل کی مرے
حیف وحشت سے وہ بن بن کے سوا آیا
اور کچھ ہوش کہ سے ہاتھ وہ دونو کا قلم

کرکے شادی جو گھر پہ وہ برباد گیا
ہجر مین جسکی مین خاک ہو بیٹھا
کیون مجھے چھوڑ کے جنجال مین صیاد
اکی بار او ستم کرکے وہ بیداد گیا
جو ہین نزدیک گنہگار کے جلاد گیا
روبرو یار کے جب مانی و بہزاد گیا

سب پری کی ادا کون سے پچھے کون تراب
بارا س جا تو مین شاگرد سے اوستاد گیا

[illegible]

[illegible]

پھر کبھی اسطرف کی یاد نہ کی — کرکے وعدہ وہ بیوفا بھولا
کیا ہم اک دلسے اوسکو بھول گئے — وہ تو سب اپنے آشنا بھولا
طالب اوسکا تو اب صبر کا سن — خوش ہوا زحمت پایا بھولا

١٨١ عشق کی گفتگو میں اوسکی شراب
دین و دونیا کا ماجرا بھولا

دل تجھی ہاتھ لگا ہی یہ کیا بھولا — یاد میں اک بت کافر کی خدا کو بھولا
مجھکو ہرگز یہ خوشی آتی نہیں بھولونگی یا — ای صبا سر و گل اندام کی سیر بھولا
دل تو لگتا نہیں ہے یار مرا کیا کیجے — بلبل اوڑ جا تو نکہ مجھسے نہیں تو بھولا
ہجر میں تو بالا ہو فکر کرتا ہون — گاڑ ہیں سایون اور بھولتی ہین سب بھولا

١٨٢ زر درو نرگس شہلا کو کریگا کیون شراب
زرد پوشاک جو پہنے وہ پری رو دولا

اوسنے منھ دکھلا کے اپنا مجھکو حیران کردیا — زلف میں اولجھا کے دل خاطر پریشان کردیا
یار سے سیر لگی تھی آنکھہ کوئی واقف نہ تھا — اشک کی سرخی نے ظاہر راز پنہان کردیا
بیشتر اتھا عاشقی میں ساز و سامان کچھ نہ تھا — آہ و نالے کا بھلا ہو ساز و سامان کردیا
کھل گیا پردہ مرا ہی عشق صد حیف تجھے — کیا لباس شخصیت سے مجھکو عریان کردیا
ناتوانی سے نہ تھی حسب ہر کو تاب وصال — اوسکو ایک لڑکی نے زیر بار ہجران کیا
عشق کے سید انشین اوڑتی پھرتی ہی عاشق کی گرد — جون بگولا دل کے تئین افتان و خیزان کردیا
اک دا پہ بیچتا ہون لو اب خریدو نکو ہاتھ — چاہیے سو لو نرخ اوسکا میں نی ارزان کردیا

[illegible]

آخدا کے واسطے پھر جلد اپنے گھر سے یاں — کیوں دل آباد کو عاشق کے ویران کردیا
ہوگئی تاریک بزم عیش تیرے نور بن — تونی کیا اندھیری شمع شبستان کردیا

عشق میں اوسکو میں یا شکر ہی ہمیں کرتا ثراب
مجھکو حسن خلق سی مرہون احسان کردیا
۱۸۵

خزان سے نہ اک گل گلشن سے بچا — نہ لالہ بچا اور نہ سوسن بچا
نہ شب تا سحر شمع ٹھنڈی ہوئی — گئے جل پتنگے نہ اک تن بچا
نہ فرہاد کی ہاتھ شیرین لگی — نہ اس تلخی کو کندن بچا
گئی ڈوب میری تو سب کشتیں — تو کہتا ہے میر الو دامن بچا
میں دیوانہ ہوں پیرہن چاک ہو — مرے ہاتھ سے اپنی چپکن بچا
تو یوں ہر طرف آنکھ سے کے نہ دیکھ — نظر سے ذرا اپنی چتون بچا
سراپا آہ کا شعلہ اوٹھنے لگا — کہو اہل خرمن سے خرمن بچا
ستمگر کے ہاتھ میں جس کے تھے — بھلا ہاتھ سے اوسکے گردن بچا
لیے لوٹ اوسنے ہزاروں غریب — نہ اوس سے اسیر و مہاجن بچا
گیا عشق میں اوسکا زنار ٹوٹ — نہ ٹوٹا مرا تار سمرن بچا

بچاوی خدا اوسکو میرے ثراب
کہی مدعی اک برہمن بچا
۱۸۶

دل گئی شیخ کوہی کا کل مشکین سے خطا — ہے یہ دیوانہ بنا صاحب تمکین سے خطا
کوہکن جی سے گیا ہاتھ پا سیہ وصال — تلخکامی ہوئی فرہاد کی شیرین سے خطا

[illegible]

ولہ ۱۹۱

[illegible]

چہرگلی پہول گئی جو ہین ٹہی اوسپہ نظر
ور لیلی کے سوا اور کہین جا نیو مت
دل مین ہتا ہی سدا جسکا تصور قائم

آنکہ چنچل نے تری اہو کا رم بند کیا
لیلی مجنون سے یہی قول و قسم بند کیا
اوسکی تصویر سے کیا آنکہ کو ہم بند کیا

۱۸۹
گو مین کو وٹرا آپسی وہ جیسی تراب
دل کو ارمان سی سر تا بہ قدم بند کیا

ابرو خم سے جو کہینچے ہوی شمشیر رہا
اوسکو سودا کی نمونہ ہوئی وحشت کم
تہمت عشق سی دل اج گرفتار ہوا
جسکو چاک قدم یار نہ ہاتھ ائی کبہی
جب تلک تو نہ ملا دل کا دہڑکنا نہ گیا
دیکہتا تہا جسی بیداری مین یوسف کا جمال

دل دیا مین تمہو اوسی تو بہی وہ دلگیر رہا
مین دکہاتا ہی اوسی زلف کی زنجیر رہا
یہ گنہگار سدا قابل تعزیر رہا
وہ ہوس کیطرح طالب اکسیر رہا
گو مین چہاتی سی لگا تری تصویر رہا
پوچہتا اوس سے وہی خواب کی تعبیر رہا

۱۹۰
اوسکی بیدردی سے مجہکو بہی حیرت ہے تراب
پیر سی ملکے وہ کسطرح سے بے پیر رہا

کوئی صحرا مین نہ باقی پہ نخچیر رہا
عشق نے تیرے مجہی جب سے دیا ہے ازار
پہر ہوا جوش جنون فصل بہار آ پہونچی
اسطرف چاک مین کرتا ہون گریبان اپنا
کسطرح اوس دلجو کو نہ دیتا مین دل

جب تلک ایک بہی ترکش مین ترے تیر رہا
اک جہان تیرے لیے در پی تدبیر رہا
کچہہ نہ واعظ سی چلا قائل تقدیر رہا
اوسطرف دست صبا دامن گل گیر رہا
جب تلک دل ندیا مجہسی وہ دلگیر رہا

[illegible]

ردیف الف

[illegible] ۱۹۲ ولہ

[illegible]

[illegible]

وله

ردیف الف

193
گر عشق کے پھندے میں تراب اوسکو نہ پڑتا
مطلق ہی سفیدے میں یہ عرفان نہوتا

گر زیر بھی ٹیر اتیر کا پیکان نہوتا — دل میں ترے زخمی کے یہ خلجان نہوتا
ای لعل ترے لب کو میں خونریز نہ کہتا — مشہور اوسیپہ جو رنگ مسی دیان نہوتا
کرتا نہ کوئی گردش دوران کی شکایت — فتنہ جو ترا دورۂ دامان نہوتا
پروانہ وہان کا ہے کو جلتا سر محفل — ور سیر وہ اگر شمع شبستان نہوتا
گر بند قبا کھولی نہ جاتا وہ چمن میں — بلبل کا کبھی چاک گریبان نہوتا
وہ ملکی جو کہتا نہ کہ ہو عید مبارک — میں عید کے دن یار پہ قربان نہوتا
اوس سرو گل اندام کی آگے مری یارو — سرسبز کوئی سرو گلستان نہوتا
اتنا سمجھا قول و قسم کر کے گیا تھا — وعدے پہ جو آتا کبھی نقصان نہوتا

194
یارو جو تراب ایک برہمن سے نکرتا
عاشق کوئی ہندو پہ مسلمان نہوتا

متوجہ ادھر اوسکو کسطرح بنایا — بیمار نے تو بھی عیادت کو نہ آیا
مجنون سے بھی ایسا نہ تحمل کبھی ہوتا — میں اوسکی جدائی میں جو کچھ رنج اوٹھایا
اک بات میں عاشق سے بگڑ بیٹھتے ہیں وے — خوبونکو تو اللہ نے بدخلق بنایا
لڑکون سے لگا دیوے ہے پھرا اسے یارو — ہم اوسکی طرف جب گئے دیوانہ بنایا
اک دن وہ موافق ہوا عشق میں ہمسے — کیا جانئے کیا اوسکو مخالف نے سکھایا
آئینہ ہو سو بار گیا سامنے اوسکے — حیران کیا مجھکو او مکھڑا نہ دکھایا

[illegible]

ردیف الف

ولہ

۱۹۷

جبد لنسی سے عشق کا اظہار ہو گیا
کسطرح کوئی جال سے صیاد کے نچے

تلتا ہے ہاتھ نبض ہی دیکھکر طبیب
ناصح تو اوسکے سامنے ہرگز نجائیو

یارو جو سیرے کام نہ آیا ابھی تلک
مرنیکے بعد گور پر اوسکی گیا تو کیا

حسن اوسکا شور کوچہ و بازار ہو گیا
زلف اوسکی دیکھ دل تو گرفتار ہو گیا

افسوس اسکو عشق کا آزار ہو گیا
چیتون کا تیر سینہ پہ لگا پار ہو گیا

ناحق وہ اپنے کام سے بیزار ہو گیا
آسودہ مر کے تشنۂ دیدار ہو گیا

سُمرن ہوا اثر آپ کو اک بت کا نام لیا
ہر تار سبحہ رشتۂ زُنار ہو گیا ۱۹۸

مجنوں تلک کا دین گیا لیلی نے پڑھکر پھونکا
ظاہر نہ عشق ہوتا عاشق اگر نہ روتا

در پر ترے وہ مضطر غم سے نہ کیوں ہو آخر
لالہ کا ہو جگر داغ اور جاہے رونق باغ

سنی سُتری لگا کو ہنس کے دو پان کھاتے
وہ طفل خانہ آباد ہے اپنے فن کا استاد

جو سر لگا پٹکنے غلبہ ہوا جنون کا
اے اشک تو ڈھولا احوال اندرون کا

درشن کا ہے پیاسا دیدار کا ہے بھوکا
چمکے جو رنگ تیرے رخسار لالہ گون کا

سامان ہے یہ اچھا عاشق کے کشت و خون کا
دم میں لیگیا دل اک پیر ذوفنون کا

تسخیر سے تو اوسکو باز آ اثر اب باز آ
ہرگز اثر نہو گا اوسپر ترے فسون کا ۱۹۹

سیر بہشت کو نہ وہ طفل برہمن سمجھا
دلکو ٹانکو لیے زلف وہ رہ کام آئے

جسکے زنار کو میں رشتۂ سُمرن سمجھا
تار ریشم او سے جانا او سے سوزن سمجھا

[illegible]

ردیف الف

[illegible]

ناصحا عشق میں دل تھا سبب رنج و الم
دل دیا ہمنے اگر اوسکو تو بیجا نہ کیا

ہمنے دل اوسکو دیا اوسنے ہمیں رنج دیا
مفت کچھ ہمنے خریدا ہے سودا نہ کیا

عشق نے ہمکو جلایا اور رو لایا اوسکو
یار کو شمع بنایا ہمیں پروانہ کیا

سخت جانی مری یہ سنگدلی اوسکی وہ
دل یہ دردا اوسکی اوٹھائی دیوانہ کیا

ہمنے جب سے وہ زسے دیکھا قد بالا اوسکا
رنج اوسی دن سے عالم بالا نہ کیا

کیا کہوں اوسکو شراب اپنا کیا یاد یگا
یار کے ساتھ کسی یار نے ایسا نہ کیا

وہ دوستی پر دال کے زنار گلو میں بالا
لیئے جاتا ہے مرا دل یہ برہمن والا

پھر کوئی ہے مسلمان کو میدان نکلے
پڑھی اللہ نہ کافر کو کسی سے پالا

دل پہ آبلہ قیس کو پامال کیا
سنتے ہیں پاؤں میں لیلی کے پڑا ہے چھالا

زلف کا حلقہ ہوا سطر جسے گوری کا چہرہ
گرد رہتا ہے جیسے نظر آوے ہالا

کٹ گیا چاند اوسے دیکھکے بدلی میں گیا
بے حجابی نے کیا یار کا منہ اوجیالا

حشر برپا ہو چمن پر تو قیامت آوے
جلوہ گر ہو جو وہ سرو یار کا قد بالا

تیرے قد ہو نکلے ہو گا شراب اوسکا
پھر کی آہ منہ میں جانے کی بالا بالا

حسن دل پہ کام اپنا کر چکا
دل نہ اوسکے عشق سے جی بھر چکا

سر سے گیسو ہو کے کر نگاہ گیا وہ شوخ
[illegible]

کون اوس سے ملکے پھر محفوظ ہو
اہل دولت کا جو سیم و زر چکا

[illegible]

ایک جلوہ دکھا کے کہنے لگا — ہی ترے درد کی دوا لایا
پھر دکھائی نہ ایک دن صورت — ہای محجوب وہ شوخ شرمایا

۲۰۵ ترس آیا نہ کچھ شراب اوسے
مجھکو عاشق سمجھ کے ترسایا

نہیں مجنون پہ سایا ہے کسیکا — یہ دیوانہ ستایا ہی کسیکا
ہزار ہی کا چمن اوسکو نہ کھلا — وہ دل پر داغ کھایا ہی کسیکا
نہ آ دل مین مرے اے خطرۂ غیر — تصور یان سمایا ہے کسیکا
وہ میرا خانۂ دل کرکے ویران — سنا پھر گھر بسایا ہے کسیکا
نہ نکلو آہ کا منھ سے دھوان کیون — مرا سینہ جلایا ہے کسیکا
لکھہ قاصد وہ تیری یاد مین ہے — یہ دھوکا اور سیلایا ہی کسیکا
ہوا کس روسے یہ آئینہ حیران — اوسے کیا جلوہ بھایا ہی کسیکا
وہ کہتا ہی ادھر کیا ہی اودھر دیکھہ — یہ عالم سب بنایا ہے کسیکا

۲۰۶ شراب اوس بت کا ہی کیا ناز بردار
کہ جسنے بار اوٹھایا ہے کسیکا

اوسنے دیکھو مرے پتنگ کیا — عشقبازی مین خوب جنگ کیا
خط کو میرے بنا کے کاغذ باد — پیٹا ہی جان نے عجب رنگ کیا
کیسے بل سے وہ ہو گیا چنچل — کشتنے شرمیکے گول ونگ کیا
اور کے ہو بچا کہا نے گولا کھیچ — وہم مین پیک صبا کو ونگ کیا

ردیف الف

جو کھاتا تیر ہی صلہ مانگی جراحت پر جراحت کا | وہ مرہم کیا بنا جانی بجز سنگ جراحت کا
کبھی جسکو نہ تو شوشا ہو بستر عیش و راحت کا | شب غم مین نپوچھو حال اوسکی استراحت کا
عزیز و اوسکا سنہ پوچھی زلیخا کیون نہ دیکھے سی | وہ گوری پر پڑا ہی عکس یوسف کی صباحت کا
تری ہی ورہی مین چپکی ہو گئی بازار شیرین کی | مچا ہی شور کیا جگ مین ترے حسن ملاحت کا
لب لہجہ کوئی دیکھی سنے باتین کوئی اوسکی | بیان مین کیا کرون تقریر کی اوسکی فصاحت کا
وہ بد ظن کیون نہو مجھ سے ملا ہی جو رقیبون سے | نہین ہے دل مین اوسکی کچھ خیال اوسکی قباحت کا

تراب انکار رکھتا تھا سماع وجد سے جو شخص
وہ کیون دیتا ہی فتوی رقص کے اوسکی اباحت کا

ردیف الف

وله

عشق نے دل کو نوجوان کیا | ہجر نے تن کو ناتوان کیا
تیری الفت نے ہمسے ای پیارے | ایک عالم کو بدگمان کیا
پھر گئے ہمسے آشنائی قدیم | عشق مین سب کا امتحان کیا
قصہ عشق سب گئے تھے بھول | تازہ ہم نے یہ داستان کیا
اوڑ گیا سنکے ہوش ناصح کا | حال دل مینے جب بیان کیا
پھیر لیتا مین اوس صنم سے منہ | کیا کرون حق کو درمیان کیا
کتنے اس طفل کو جوان طالع | پیر کو جسپہ مہربان کیا
کور چشمون کو کیا قدر اوسکی | جسکو ہم شمع دودمان کیا
نامور جسکو ہم بصد خوبی | از زمین تا بآسمان کیا
کیا عجب ہے وہ طالب اوسکا ہو | جسنے مطلوب اک جہان کیا

ولہ

۲۱۱

هجر مین ہمکو غم یار نے سونے ندیا | وصل مین لذت دیدار نے سونے ندیا
رات گلشن مین وہ گلفام جو شب باش ہوا | نالۂ بلبل طرار نے سونے ندیا
بعد مدت مری کل وصل مین قسمت جاگی | یار کے ناز بھرے پیار نے سونے ندیا
درد دلسی نہ لگی آنکھہ مری ای کبھی | عمر بھر مجھکو یہ بیمار نے سونے ندیا
سوتی جاری ہوئی طوفان کیا آنکھون نے | ایک پل دیدۂ خونبار نے سونے ندیا
جاگتی جاگتی آنکھیں ہوئین صیاد کی لال | طلبش مرغ گرفتار نے سونے ندیا
قیس سے کہیو کہ بیچین رہی لیلی رات | تیری زنجیر کی جھنکار نے سونے ندیا
تھان کمخاب سے عاشق کو عبث کفنایا | گور مین بھی وہ ستمگار نے سونے ندیا

ڈر گیا خواب مین کیا دیکھہ کے تلوار تراب
رویت ابرو خمدار نے سونے ندیا

۲۱۲

کل یہان ناصح سبت یک جھک گیا | حال میرا دیکھ کے بھچک گیا
سنتی سنتی غم تو دل دکھنے لگا | آہ کرتے کرتے سینہ پک گیا
اک سخن کی سیر سے شنوائی تکی | کہتے کہتے حال اپنا تھک گیا
ساقی اپنی آنکھہ دکھلا کے نکہہ | دو ہی ساغر مین تو ایسا چھک گیا
کھینچ کے دل ہلگیا مجھکو بزور | آپ سے اکدن نہ مین وا تک گیا
پڑ گیا آنکھو مین کیا اوس خط کا بال | ٹوٹا میرا شیشۂ عینک گیا
مل گیا وہ غیر سے اب مجھہ سے کیا | اتحاد بھی وہ کھٹک گیا
بدگمان مجھہ سے ہوا کیون اسقدر | یارو کچھہ دل مین تھا اوسکی شک گیا

ردیف الف

سودائی کیون نہ ایسی بن بیٹھے کیے بیچے | سودائی کو جو اپنے دیوے او دھار سودا

۲۱۵ ہمدم تراب کا ہے الفت مین درد و بیدل
ہجران مین سوز و حسرت وحشت مین ہے سودا

سحر آرائی کا کل ہمنے تماشا دیکھا | اوسکی گویائی کا کل ہمنے تماشا دیکھا

مرد جی او ٹھی جسوقت وہ کہتا تھا کہ قم | کیا کہ مسیحائی کا کل ہمنے تماشا دیکھا

ناصحا سانپ اوسکی زلف کا سونگھ و حواس | تیری دانائی کا کل ہمنے تماشا دیکھا

خوش ہوا دیکھکے مہتاب کو دھوکے سے ترے | دلکی بینائی کا کل ہمنے تماشا دیکھا

جیبین تھا کفر کہ بھرا کا نہی پہ زنار پڑا | شوخ ترسائی کا کل ہمنے تماشا دیکھا

دلکی وحشت سے تھا ایک جگہ اوسکو قرار | قیس صحرائی کا کل ہمنے تماشا دیکھا

کی نہ دنیا کی لیے بندگی مولا بخشش | تیری سودائی کا کل ہمنے تماشا دیکھا

۲۱۶ آج او دھر رخ نہین کرتا ہے کوئی شخص تراب
جسکی امرائی کا کل ہمنے تماشا دیکھا

جبتک غیرو نکو اوسنے ساتھ رکھا | کچھ نہ یار و سے التفات رکھا

آپ ہشیار ہار قیبون سے | ہمکو روتا تمام رات رکھا

خوب آغاز خط تلک ہم نے | سدّ باب مکاتبات رکھا

دل گیا ہاتھ سے مرے ہیہات | ہاتھ پرا و سکے جیب مین ہات رکھا

عشق مین کیا تراب کو حق نے
عقل سے حیلہ نجات رکھا

ولہ

[illegible]

نرکھی اوسنے میری چشم تر پر آستین اک دن | میں اوسکے سامنے رقت سے رو دیا بارہا ہوگا
نہوگی وان قدر گنگا کی اے کافر یہی ہر گز | جہان آنسو کسی بے پر مسلمان کا بہا ہوگا
جب آئیگا برائے سیر گل وہ گلبدن میرا | دعا ہے بلبلوں نے باغ میں کیا چہچہا ہوگا
پہنیت ہے مری وصلت ہزاروں جال توڑونگا | مرا دل یار و جبدن اوسکے پھندے میں پھنسا ہوگا
ادہر تدبیر کرتا ہوں اودہر تقدیر کہتی ہے | خدا چاہیگا سو ہوگا نہیں تیرا چاہا ہوگا
مگر عاشق کو تیغ ہجر سے گھائل خدا سے ڈر | بدن ہے گو نہ لگا خون نیا خون بہا ہوگا

۲۲۰ نہ مجنون سے ہوا ہوگا تحمل ہر بیت اتنا
تراب اوسکی جدائی میں جو غم میں نے سہا ہوگا

ولہ
ردیف الف

پھر کچھے اندیشۂ خزان نہ رہا | دل سے جب شوق بوستان نہ رہا
باغ میں تیرے ڈر سے اے صیاد | ایک بلبل کا آشیان نہ رہا
کیا خزان میں چمن گیا برباد | غنچہ و گل سے کچھ نشان نہ رہا
وہ تلوّن مزاج ہے ایسا | ایک دن ہمیشہ مہربان نہ رہا
جب تلک زر سے ہاتھ کھینچے رکھا | پاے بوس اپنا اک زبان نہ رہا
پانوں چومے امیر کے کسنے | جب تلک دست زر فشان نہ رہا
گھر سے آیا کوئی مہینے کے بعد | چار دن بھی مرے یہان نہ رہا
کسطرح کیجے ایسے گھر کو بیا | یار اک دن بھی ہو جہان نہ رہا
مسجد و دیر صومعہ و کعبہ | سب کہیں وہ رہا کہان نہ رہا
یار نے مجھکو اب ہے یاد کیا | پاس جب اور قصہ خوان نہ رہا

[illegible]

٢٢٣

ہر کسب و ہنر جسکا باتون مین لکھا کہتا	مشکل ہے جو کوئی چاہے دل اوس سے بچار کہتا
خوبی نے خدا ماقطا ہے سچ نہین کیا ہے	دانا کو کسی ڈھب سے دیوانہ بنا رکہتا
کون اوس سے کہی ہنسکے جو نہ گندھا سکو	منظور ہے کیا دلکو بالون مین سنبہار کہتا
خود بیٹھے ہاگہر مین ور اس پہ ستم یہ ہے	عاشق کو سدا در پہ مشتاق کہڑا رکہتا
کچھ لاو نعم اوس سے کہتا نہین کیا کہیے	ہر فن دکا نداری گاہک کو لگا رکہتا
کالی بھی ندی جسنے عاشق کو کبھی اچھے	ہر اوس سے محبت یار و امید وعدہ رکہتا
تنہا وہ یہان آدمی ساتھ اور کو مت لاو	پہلے سے یہ بات اوسکو قاصد تو سنا رکہتا
ہر ابتو یہی دلمین ہر جو کوئی چاہے	پیر سے نہ کبھی اپنے دلبر کو جدا رکہتا

جب سے مین شراب اپنے بیٹھے وہ بت دیکھو	
کیا دل کو بناتے ہے پہلو مین چہپا رکہتا	٢٢٤

گل نے جب بلبلون کا شوق کیا	گلبدن نے قفس سے ذوق کیا
خوب آزاد ہین سرو چمن	قمریون کے گلے مین طوق کیا
تو ذاب دل کشتہ خون پہ جمع	کیا اداون سے جوق جوق کیا
گو فلک پر چڑھا ہے بدر منیر	حق نے خوبی مین تجھکو فوق کیا

عشق مین جسکو ہے شراب اتنا	
تو نے پیدا جو ذوق شوق کیا	٢٢٥

مجھے استاد اپنے جو کچھ علم و ہنر پہونچا	سکہا اون سے کوئی سیکھے ستاون جسقدر پہونچا
نہین خالی اثر سے صحبت مرشد کامل ہے	جو گل سے مل کے بیٹھا اوسمین خوشبو کا اثر پہونچا

۲۲۷

سامنے میرے شراب اوس سے یہی کہتی ہین سب
بیدل ایسا نہ کوئی ہووے نہ دیکھو ایسا

نہ پروانہ ہون شمع انجمن کا
مسلمانو مین سچ کہتا ہون مانو
وہ گورے منہ کی آگے ہو گیا خار
کرے ہے یاد میری عشقبازی
مرا دل جانے یا دل اوسکا جانے
مرادا سن ہے تر آنسو سے مت کہہ
کہا ہین کر لگی دل پر مرے چوٹ
انا رب ایک بولا ایک انا الحق

نہ دیوانہ ہون بلبل سا چمن کا
مین آشفتہ ہون طفل برہمن کا
جو گل پھولا چمن مین یاسمن کا
سُنے ہے جب وہ قصہ نل دمن کا
کہون کس سے مین اپنا بھید من کا
پڑھا ہے پاٹ کیا گنگ و جمن کا
جو ہین منکا مرے سمرن کا منکا
پڑا دونون مین قصہ ما و من کا

۲۲۸

شراب اوس سے انا سرزد کہان ہو
جو افسر ہو شریعت کے تمن کا

کچھ نہین اعتبار دنیا کا
نہ دکھاوے منہ اکسیکو شند
حق تعالے نے اوسپہ لعن کہی
مرد دیندار کو کیا نے خوش
وہ سبک ہے نظر مین فقرا کے
خار لگتا ہے اونکی آنکھو مین

ہیچ ہے کاروبار دنیا کا
روسیہ نابکار دنیا کا
ہو نہ کوئی دوستدار دنیا کا
دار ناپائدار دنیا کا
سر پہ ہو جسکے بار دنیا کا
سب یہ باغ و بہار دنیا کا

[illegible]

دل زخمی کے پہر ٹانکے گئے ٹوٹ
کہ یہ شنکر یار گہبرایا تو ہوتا

کڑھاتا ہے مجھے وہ شوخ ناحق
ترے کہنے سے شرمایا تو ہوتا

وہ رشک حوریان آتا کسیطرح
قصور اپنا مین بخشایا تو ہوتا

جو اس سرا مین وہ گرمی سے آتا
مری راحت کا سرمایا تو ہوتا

جو بیگ درد سے غافل ہے پا پیر
وہ بیدردی کو سمجھایا تو ہوتا

دل اوسکا خود بخود دنیا سے وحشتا
ذرا پاس اپنے بہلایا تو ہوتا

۲۳۱ تراب اوسکا بھلا نت چاہتا ہے
کہیں اوسکے حق مین فرمایا تو ہوتا

مجھے نزدیک بلوایا تو ہوتا
مری دوری کا غم کہایا تو ہوتا

الگ ہو مجھ سے کیا دل پاسکے ہے
جو آملتا تو گھبرایا تو ہوتا

سہت کرتا ہے شانہ موشگافی
ذرا زلفون مین اولجھایا تو ہوتا

سہوتا آئینہ ہرگز مقابل
تو اپنا حسن چمکایا تو ہوتا

وہ ظالم مارتا ہے گھاؤ پرگھاؤ
بھلا اک زخم سلوایا تو ہوتا

جب آیا ترس اوسی بولا مخالف
کوئی دن اور ترسایا تو ہوتا

۲۳۲ تراب اوس بن ہین دو لکو ترے چین
کسی صورت سے بہلایا تو ہوتا

چمن مین کھل گئی گل موسم بہار آیا
بہت کیے جانے بستی جو وہ نگار آیا

مین کسطرح کہون بیخود نہین ہے کی ترس
نظر جو اوسکو تری آنکھ کا خمار آیا

ردیف الف

[illegible]

[illegible]

ہمین چاہیے سایۂ سرو قد
ہما کا ہوا سر پہ سایا تو کیا

بسایا نہ لیلی نے مجنون کا گھر
کسی اور کا گھر بسایا تو کیا

جو پایا تجھے بیخبر وار ہے
مین راز اپنا اوس سے چھپایا تو کیا

گئے یاد مین اوسکی ہم سبکو بھول
شا اپنے تئین کچھ بھلایا تو کیا

جو دل مین کسیکے سمایا نہین
سوا اوسکے دل مین سمایا تو کیا

۲۳۵
شراب اوس سے کل جو چھوٹے کبھی
دل اک بیوفا سے لگایا تو کیا

دم دیکھے تیر بر سو وہ حسد دم نکل گیا
بیدم ہوا مین جانگیا دم نکل گیا

کیا جانون کیا رقیب نے اوسکو دیا ہے
تیری گلی سے چھپکے وہ ہمدم نکل گیا

کچھ عشق سے ہی آف نکیا دکھ کے رہ گیا
آنسو سے تو دل کا ذرا غم نکل گیا

اتنی بھی سوزشگافی نہ شانے کو چاہیے
کاکل کا بل گیا و خم و پیچ نکل گیا

ساقی شراب لا نہ بہت غم سے دل ہلا
مطرب تو دف بجا کہ محرم نکل گیا

اب یار گلعذار کا مشتاق کون ہو
خط آگیا بہار کا موسم نکل گیا

۲۳۶
وابستگی شراب کی اچھی ہوئی نہین
عالم کی قید سے جو مسلم نکل گیا

خالق کو ہاتھ سے جو ترے کچھ کل بنا
نقطہ وہی ہمارا سویدائی دل بنا

گل ساز کون تیرے بنانے کو بد گئے
خوش آئے جسطرح تجھے تصویر گل بنا

شاید مرا وہی ہے مین جسکا شہید ہون
داغ جگر کے حصر دستی سے اسجل بنا

ردیف الف

[illegible]

دکھاتا ہی تو اپنی آستین کیا
مین خود شاکی ہون اپنی چشم تر کا

نکلجا پھول سے لالی کا پھٹ جا کے
جو دکھلاؤن مین داغ اپنے جگر کا

سمجھاؤن اوسکو دل مین کیا سمائی
کہ قصد آتا نہین ہرگز ادھر کا

ہماری خاک دل اکسیر جانے
وہ طالب ہی اگرچہ سیم و زر کا

مری آنسو سی دامن آگی بھر لے
اگر شوق اوسکو ہی لعل و گہر کا

نصیبہ ہو تو بن آئی سبھی بات
کوئی پرسان نہین جگ مین ہنر کا

خبر یکو نہین اپنے بھلے کی
گلہ مین کیا کرون اوس بیخبر کا

نکل جائیگا جی عاشق کے تن سے
نکرنا تذکرہ اوس سے سفر کا

کہان تک ہجر مین ہو صبر و تراب
سہے یہ رنج کون آٹھون پہر کا

۲۳۹ تراب اوس سنگدل کو خوف کیا ہو
تری فریاد و آہ بے اثر کا

مجھکو وہ بت شمع جمال اپنا دکھا دیتا
تو شمع اوسکا جلتا قدم پر سر جھکا دیتا

نہ دیکھا اوسکو ایدل بھلا جی حیرت گذری
سنبھلتی مجھسی بھی اوسکی زلف کا فتنہ جگا دیتا

تو شمع یار کی بھی مجھ جلا دان پھر آیا کہن
گلی سے اوسکی مجھکو کون جنت جی دکھا دیتا

محبت پڑ گئی اب مین شب وصل کی بات عشق
نہ وہ گالی مجھ دیتا نہ مین اوسکو دعا دیتا

اگر مین جانتا رنگ حنا سی خون دل ہو گا
تو پھر کاہیکو مہندی ہاتھ مین اوسکو لگا دیتا

جو اوسکا ہاتھ خون مین دیکھتا ہی چوم لیتا
نکرتا ایسی خونریزی جو دیتا خون بہا دیتا

تری نالی و شیون پر نہ مجھکو رحم گر آتا
چمن سے تجھکو ای بلبل مین اکدم مین اوڑا دیتا

ردیف الف

[illegible]

ردیف الف

۲۴۲

بن گیا پتلا ملامت کا شراب
عشق کے پھندے میں جب سے پڑ گیا

خوش ہے مژدہ جسکے سے میرا دل ہوا
چین جسکے سے اپنے گھر داخل ہوا

کیا ہوا ہم پر گئے اوس سے جدا
وہ تو اپنے یار سے واصل ہوا

وہ تو دل لیکر ہوا محبوب خلق
مجھکو بیدل سب نے کیا حاصل ہوا

لوگ کہتے ہیں کہ سیما دم ہے
اپنے عاشق کا وہی قاتل ہوا

اس تجاہل پر ترے قربان ہوں
مجھسے کہتا ہے تو کیا گھائل ہوا

کسطرح کہیے نہیں تو جانتا
دل تو تیرے ہاتھ سے بسمل ہوا

۲۴۳

چین دلسے اور آنکھوں سے سون شراب
دور وہ یا ہے جو اک منزل ہوا

جسطرح دیوانہ اے دل تو ہوا
مجنون ایسا کم کوئی عاقل ہوا

عشق میں جسکے گیا میں بیکلا
یاد سے کیوں کیون غافل ہوا

چھیڑتے ہیں سب دیوانہ جانکے
راہ چلنا مجھپر اب مشکل ہوا

ق
جس سے میں پورو کی کہتا ہوں
قصہ میں ایسا میں ناقابل ہوا

پھنس گیا دل زلف میں اک شوخ کے
پی کے جام عشق لایعقل ہوا

دیکھتا ہے وہی اپ سب کو
یا وہ جو عالم میں سب باطل ہوا

ہنس کے وہ مجھ سے یہی کہتا ہے واہ
تو تو اپنے فن میں اب کامل ہوا

عشق میں جیسا تو بیدل ہے شراب
جگ میں ایسا کون صاحبدل ہوا

[illegible]

ٹوڑوں میں ایک جلیس الفت ابھی تراب
توڑ ہی سی ٹوٹ جاتا اگر دام عشق کا

۳۳۶

یارو میں اگر عشق کا بیمار ہوتا
ہرگز وہ ستمگر سے بیزار ہوتا

عاشق سے اگر وصل کا اقرار ہوتا
تو حشر تلک وعدۂ دیدار ہوتا

گر زلف کا رخ جانب رخسار ہوتا
کافر سے مسلمان کو سروکار ہوتا

ہوتی نہ جو عارض سے زلف کو ساز
حبشی کوئی گورے کا طرفدار ہوتا

لٹ زلف کی ہوتی نہ اگر سحر کا لٹکا
دل اوسکے لٹکنے پہ گرفتار ہوتا

رکھتی نہ نظر میں اگر شیخ جی رشتہ
تسبیح سلیمانی میں زنار ہوتا

ہوتا نہ سفید میں اگر جلوہ مطلق
ہر رنگ میں ہر رنگ نمودار ہوتا

جاتا میں خدا جانی کدھر راہ بھٹک کے
رستے پہ اگر خانۂ خمار ہوتا

واللہ تراب اوس بت رہزن سے بچتا
اللہ اگر اوسکا مددگار ہوتا

۳۳۷

چنگا تو کبھی زخم دل زار ہوتا
گر سبزۂ خط مرہم زنگار ہوتا

اسطرح تو میں شیفتۂ یار ہوتا
خوبوں میں جو ایسا وہ طرحدار ہوتا

مولی اگر تری غفاری کا اظہار ہوتا
جگ میں کوئی بندہ جو گنہگار ہوتا

شبنم کیطرح انکھوں سے جلتے نہ آنسو
سینہ مرا داغوں سے جو گلزار ہوتا

میں شک رقیبوں سے ہوتا کبھی ناخوش
وہ راحت جان مجھ سے جو بیزار ہوتا

رات اوسکو سناتا میں تری اپنی کہانی
سنتا جو مخالف پس دیوار ہوتا

مجھے نسبت کردو دل لگی یار اوستاد آب
تم تو آپ پیر ہوئے تم پہ بڑھاپا آیا

تو وہی یاد دلا ہے کہ مجھے یاد اوسے بھلا دیا
مرے دل کو سے چھیڑ اوسکی طرف اپنی لگا دیا

کبھی عارض اپنا چھپا لیا کبھی منہ سے برقع اوٹھا دیا
کبھی چھپ کے مجھکو بلا دیا کبھی [illegible]

مری عاشقی کا مچا ہے شور کوئی دیکھ سیر [illegible] لگا دیا
جو اوبھار [illegible] بسا دیا

ترے چشم مست سے ساقیا ہے [illegible] کوئی ملا دیا
تو وہ آپ [illegible] عشق کیا [illegible] دیا

اوسے کیا کسی سے غرض رہی وہ کہ [illegible]
کہ [illegible] اپنی [illegible]

مین [illegible] کیا [illegible] سیاہ دام [illegible]
وہ دکھا کے زلف کا [illegible] بال بال پھنسا دیا

کوئی اوسکا [illegible] یار ہو [illegible]
وہ تو ولی ہے یا [illegible] مرے دل کو [illegible] دیا

عجب اوسکی لطف کا حال ہے غضب اوسکی شان جلال ہے
کبھی آسمان پہ چڑھا دیا اوسے کبھی زمین پہ گرا دیا

مین [illegible] افرا [illegible]
کوئی [illegible] یار سے دکھ سوا ترے عشق نے مجھے کیا دیا

مین [illegible] بجھی [illegible]
کہا دور ہو [illegible] مل مجھ سا میں نے بٹھا دیا

[illegible] کیا [illegible]
کہ لباس فقر عطا کیا او گدا کو شاہ بنا دیا

ردیف باے موحدہ

جیسے حق نے کی استقامت نصیب
اوسکو ہوئی سب کرامت نصیب

الٰہی فقیروں کو تیرے نہ ہو
غم سیم و زر تا قیامت نصیب

ترے دوستوں کا جو ہو مدعی
اوسے ایک دن ہو ندامت نصیب

میں کسطرح نکروں تمہسے جی کا دکھڑا
کہ دل کی درد چھپانا بھی کچھ نہیں ہے خوب

ہوا جو عشق میں بیدل اوسی تو جان پڑا
کہ دل کسی سے لگانا بھی کچھ نہیں ہے خوب

ہمارے سامنے غیروں کو پیار کیجیے مت
یہ دل لگی یہ چڑھانا بھی کچھ نہیں ہے خوب

کہو تو رات پتنگے سے شمع محفل میں
ہمیشہ جلا کے بجھانا بھی کچھ نہیں ہے خوب

جہاں نہووے قدر الفت و محبت کی
وہاں تراب کا جانا بھی کچھ نہیں ہے خوب

ہر ستم کا شعار تمکو خوب
ظلم ہے سازوار تمکو خوب

مجھکو تو چاہیے سو پد سے کہیے
میں سمجھتا ہوں یار تمکو خوب

آئنہ دیکھو باغ باغ ہوئے
نظر آئی بہار تمکو خوب

پیارے ہم شگفتہ تمہارے ہیں
چاہیے ہے پیار تمکو خوب

رہ گئی جی میں ہیر کے یہ ارمان
دیکھتے ایکبار تمکو خوب

تم سا بدعہد پر نہیں کوئی
سے کوئی ہزار تمکو خوب

ایک وعدہ کبھی وفا نکیا
کیجیے استہار تمکو خوب

ہو تلون مزاج جان گئے
عاشق بیقرار تمکو خوب

وہ تو جا اور سے تراب ملا
جسکی تھی انتظار تمکو خوب

ہجر کی بات مت سناویں آپ
ناحق اب جیکو مت جلاویں آپ

مجھکو اتنا کڑھاتے ہو ایکاش
اسقدر غیر کو کڑھاویں آپ

ولہ

کیفیت اوسکی کیا تراب کہے
ہے جو سرشار و تشنہ کام شراب

ہے جانفزا سبزہ خوشنما خوب	زیبا ہے وہ سرو قد یہ کیا خوب
دل کیون نہ فدا کرون کہ آیا	بن ٹھنکے وہ شوخ دلربا خوب
ہر وقت وہ خوب آن پہونچا	وعدے کو مرے کیا وفا خوب
پھر کیون نہ دل اوس پہ بدگمان ہو	حاصل ہو نہ جس سے مدعا خوب
دی ہے مجھے درد عشق جسنے	جانے ہے وہی مری دوا خوب
پوچھے ہے جو تسنیم فراق کا غم	ہے دلکے سے مرے خبر خدا خوب
عاشق کو وہ قتل کرکے بولا	اسکا تو مین دونگا خونبہا خوب
جو اہل غرض کی بات مانے	کرتا ہے اوسی سے التجا خوب
حسرت سے مین ہاتھ مل رہا ہون	ہاتھون مین ترے لگی حنا خوب
اوس سے آنکھ ہی کیون نہ آنکھ لگ جائے	ہے جس مین خمار اور حیا خوب
لو آئینہ اپنی آنکھ سے دیکھ	ہے آنکھ تری تو سرمہ سا خوب
جو ریختہ اور دکھنی مین کام آوے	کہتے ہین اوسیکو آشنا خوب
گھر مین مرے کبھی وہ آیا	دل مین تو مرے وہ بسگیا خوب

خوبون مین ہوا وہ خوب نامی
دی جسکو تراب نے دعا خوب

۹
جسنے دل کو مرے لبھایا خوب | ہین سب سے اوسیکو پایا خوب

شک پڑی ہے دل میں تیرے مسی کیا / ہم تو عاشق ہیں ترے بے شک و ریب
گر پڑا دل چاہ میں قد کے ترے / کچھ نہ سوچا اوسکو بالا و نشیب

۱۲
با وجود شیخی و پیری شراب
کیا سے گئے کیا ایک لڑکے سے فریب

پھر جو چاہی تو ہونگے وہ بہشت نصیب / پڑا جو راہ میں اونکے سوا ہے بہشت نصیب
کہو نہ بیٹھ کے مسجد میں یارو سہر خدا / کہ بت پرستونکو ہے کفر و کنشت نصیب
نظر پڑے نہ جسے سر کہیں خدا سو جدا / طواف کعبہ ہے اوسکو سنگ و خشت نصیب
وہ سنگ بخت ہے معشوق جسکا ظالم ہو / ستم کشونکو نگار جفا سرشت نصیب

۱۳
کرو نہ وجد و سماع شراب پر انکار
قلندری میں اگر ہو طریق چشت نصیب

جو نہ لکھتا تھا مری خط کا جواب / منہ پر اوسکے خط نکل آیا شتاب
غم نے اوسکے پیر مجھکو کر دیا / زور برسے اندنوں اوسکا شباب
ہم سے بد خلقی لگا کرنے وہی / جسکو خوبوں میں کیا تھا انتخاب
واہ کیا عارض کو گھیرا زلف نے / پڑ گیا ہالے میں کیسا ماہتاب
جب رقیبونکی ضیافت اوسنے کی / ہو گیا عاشق کا دل جلکے کباب
کیوں نہ رندوں کو خراباتی کہیں / دختر رز نے کیا اونکو خراب
کسطرح پکڑوں نہ دامن شیخ کا / بر میں شیشہ ہاتھ میں جام شراب
دیکھ کے مجھکو نہ ہو چین بر جبین / بیقصور اتنا نگر پیارا ہے عتاب

پھر نہ سنتا وہ کچھ رقیب کی بات | ہوتی مسموع اگر حبیب کی بات

تیرے بیمار کا عجب ہے مزاج | مانتا ہے نہیں طبیب کی بات

یار کی رمز یار ہی سمجھے | گل سمجھتا ہے عندلیب کی بات

کس سے کہیے مصیبت اپنی ہائے | کوئی سنتا نہیں غریب کی بات

دوست یار ہم سے ناخوش ہے
ہے تراب اپنے یہ نصیب کی بات

ردیف تاء فوقانی

جب سے نظر آئی ہے وہ شمشاد کی صورت | بگڑی ہے او سیدنے ہیں آزاد کی صورت

اے بلبلو بچیو آفت ہیں تمھارے | دکھلاوینگے اک دن کسی صیاد کی صورت

اوسوقت کوئی دیکھے گنہگار کی حالت | جسوقت نظر پڑتی ہو جلاد کی صورت

منجدو ہے مشتاق عبث ہوتی ہو یارو | جا دیکھو کسی صاحب ارشاد کی صورت

کسطرح تراب اور کی بھاوے مجھے تصویر
دل میں تو مرے بس گئی استاد کی صورت

اب کے حسین ہوتے ہیں جو چنچل بہت | کرتے ہیں عاشقوں سے وہی چھل بہت

مشتاق رہتے ہیں جو ترے پیار و لطف کے | اون سے رکھائیاں نکرا ہی لاڈلی بہت

اندھیر ہے نحوست سے قیامت کا ہے ظہور | عارض کو تار زلف سے ہے ڈھانپ لی بہت

کہنے لگا ترے مجھکو دیکھ کے بدطلسم | آرام پائی جو ترے سائے تلے بہت

پوچھے کوئی رقیبوں سے کیوں ہو گئے کباب | مجھ سے تو ہم پیالہ ہوا وہ جلے بہت

شامت ہو یا نصیبوں کی ہے خشک ہو گئے | جو نخل عیش باغ میں مجھ سے پھلے بہت

ولہ

[illegible]

کوئی کیا سمجھ کر کچھ اوس سے کہے ۔ تھا نہ جو اپنے لگانے کی بات
تکیہ بیٹھے رہنا میں آتا ہوں جلد ۔ کہ ہے یہ سہارے او ٹھانے کی بات
چھپائی نہ مجھ سے گئی کیا کہوں ۔ محبت میں تھی جو چھپانے کی بات

شراب اور کیا اوس سے زیادہ کہے
سنا دی جو کچھ تھی سنانے کی بات

کس طرح کوئی عشق کے رستے چلا بہت ۔ لو ٹے ہیں دل کے وہاں قافلے بہت
وحشت سے قیس بن میں پھرے پہنچا ۔ پاؤں میں اوسکے پڑے آبلے بہت
سکرات موت و ضغطۂ قبر و عذاب گور ۔ پیش آئے ہیں یہ عشق کے مرحلے بہت
ہر حلقہ اک کمند میں گیسو دراز کے ۔ زلف دراز یار کے ہیں سلسلے بہت
ہلتی نہیں ہے بولتا ہے چمن میں غنچہ لب ۔ بلبل کہے ہزار ہے غنچے کھلے بہت
کہتی ہے وحشت زرین کے زندہ بستی یاد ۔ خالی نہیں ہیں سر سے کہ یہ قافلے بہت
اس سطر پر جو یاد کرے اک غزل میری ۔ مقبول ہوا میر کا پائے صلے بہت
تب جانوں میرے عشق کا قصہ وہ طے کریں ۔ دار القضا میں کرتے ہیں جو فیصلے بہت

سیکی گروسیاں تو ملے وان جز شراب
پیسا گرہ میں ایک نہیں حوصلے بہت

حاصل ہوئی مجھکو تری جدم سے ملاقات ۔ کی قطع میں یکبار کی عالم سے ملاقات
یار مری نزدیک ہی دم غنیمت ۔ جب ہم ہوئے تب ہے ترے جدم سے ملاقات
عشاق سے ملتے ہیں قیس اوسکو اس طرح ۔ جس طرح سے بیابان کو تھی آدم سے ملاقات

ردیف تاء فوقانی

ولہ

[illegible]

[illegible]

کب ہو تراب اونسے خودی وا ثبات
اُولے کسطرح پانی میں ہو جو گھلی ہیہات

شریعت یہ ہو جسکو خوب استقامت
وہ کیونکر ہو اہل کشف وکرامت

ضرورت ہی علم اہل ارشاد کو
کہ جاہل کی نا معتبر ہے امامت

قیامت کی عرصے کا عرصہ نہیں کچھ
ہوئی جس گھڑی وہی دن ہے قیامت

سلامت روی کا ہو جسکا طریقہ
ہی اُس وقت میں وہی اہل ملامت

یہی دونوں کام آتی ہیں عاقبت میں
رہیں دین و ایمان اپنے سلامت

نشان پرلگی اُوسکا تیر دعا کب
نہ چلے کشتی سی جسکا قامت

تراب انتقام عمل ہے مسلّم
جہان میں بلا ہی گناہوں کی شامت

١١

لڑائی ہی جب سی قاتل کی صورت
تڑپتا ہی دل مرغ بسمل کی صورت

ترسے دیکھنے کی کرے ہی وہ ارمان
جو دیکھے ہے آتی ہی گھایل کی صورت

کسی تاب ہے جو مقابل ہو دیکھے
قیامت ہی اوس شمع محفل کی صورت

کبھی روٹھتے ہے کبھی ہنس پڑے ہے
عجب اندنون ہی مرے دل کی صورت

نہ پاؤں میں طاقت نہ دل میں ارادہ
تراب اب کہاں قطع منزل کی صورت

١٢

لب پر اوسکی رکھا ہی آب حیات
جان ہی اوسکی ہونٹھ کی کیا بات

جاتی ہیں بزم سی تمھاری لو
بندہ پرور ہماری تسلیمات

[illegible]

ردیف تاء فوقانی

جسکو حق نے کیا ہے سیف زبان — ہاتھہ مین کیون لے وہ کچھ اور بیت

۱۵
جانی ہین اہل حق شراب جہان
بیٹھ اگلتے ہین وہ اسپر بیت

وہ ہی دیتے ہین آکے پیچ وہان — جس سے ہی ہین آپ بدگمان بہت
چشم تر سینہ خشک ٹھنڈی سانس — عشق سے ہین ترے نشان بہت
کس سے کہیے یہ کون سنتا ہے — ہے مرے درد کی داستان بہت
ہم سے نا مہربان رہتے ہین — کیا ہوا گر وہ مہربان بہت
جسکو پاتے ہین عاشق صادق — اوس سے لیتے ہین امتحان بہت
یار وہ شوخ لعل آفت ہے — جسنے مارے ہین نوجوان بہت
اوسکی کوچے مین لوٹتے ہین پڑے — ہم سے بدخواہ ناتوان بہت
کچھ نہین ہے فقیر کو کمتی — ہے فقیرون مین عشق و شان بہت

۱۶
رہتے ہم جاہتے شراب جہان
حق نے ہمکو دیے مکان بہت

بلبلون کو بہار ہے نعمت — ہم کو دیدار یار ہے نعمت
جسنے پائی نہ زلف یار کی بو — اوسکو مشک تتار ہے نعمت
قدر صحت مریض سے پوچھو — تندرستی ہزار ہے نعمت
دکھ مین سکھ ہے جو یار ہووے ساتھ — صحبت یار غار ہے نعمت
کس سے کہیے مزہ فقیر کا — فقر بے اضطرار ہے نعمت

۱۸

چھپا ہی رخ پہ تری طرۂ گیسو کی شکست ہی خوشا بخت سلیمان پہ ہندو کی شکست
یار کی مہر کے ہوتی ہین آنکھہ لڑائی اوس سے رم ہوا مجھسے نخجلا ہو گئی آہو کی شکست
ایک ہی وار مین پل گھاگئی تلوار تری نہ چڑھا تیوری نہ کھلا خم ابرو کی شکست
جیطرح غم نی تری توڑ دیا دلکو مرے کسطرح ہوگی درستی آہ پہلو کی شکست
ایک لاحول مین شیطان ہی سو کوس فرار پڑہکی سو بار نہ ہو نفس بلاکو کی شکست

جسکو دردار نہ ہی ہم نہ پہچہ رہی توڑ کی بازون
ہی پسند اوسکو تراب اپنی دو زانو کی شکست

19

دم تری عشق کا بھرتا تھا جو دن رات بہت ہچکیان اوسکو نہ مرتی ہوئی سکرات بہت
مجھکو اک بات بھی کہنی نہین دیتا ہی وہ شوخ کون کہتا ہی وہ سنتا ہی مری بات بہت
اب تلک شام سی ہین دیکھ رہا اوسکی راہ یار آتی کا نہین ہو گئی رات بہت
یار کی دل مین تصرف کرو تب جان پڑے شیخ جی ہمکو نہ کھلاؤ کرامات بہت
صاحب حال نہ ہمکو نظر آیا کوئی دیکھ پڑتی ہین جہان میں خوش اوقات بہت
منہدی ہاتھون مین لگاکر نکرو خونریزی دل تو پامال ہوئی جان ستم ہاتھ بہت
آہ کی گرمی ہوا سے مری بچتا نہ کوئی مدد اشک سے ہوتی نہ جو برسات بہت
بچ گئی جیتی رہی داؤن تیرے اک ہم ہارے سب عشق کی بازی مین پیادی مات بہت

اک نظر دیکھنی کو جسکی ترستی ہین رقیب
ہم تو رکھتی ہین تراب اوس سے ملاقات بہت

20

نہین کچھ ہمکو حرص خوان نعمت ہی اپنی خشک روٹی نان نعمت

ردیف تاء فوقانی

ولہ

[illegible]

ایکدن جبسے ملکے ہوش گئے ۔ اوسکا وصل مدام ہے آفت

کیون نہ سب سے الگ رہے تراب
صحبت خاص و عام ہے آفت ٢٢

خیال ابرو کا جسکے ہوا ہے دلمین نشست ۔ وہ طفل خوب جوان بخت ہے او پیر پست
مین اوسکو ہاتھ سے پکڑکے حوالہ کیون نکرون ۔ ملی ہے پیر ورن سے نعمت مجھے جو دست بدست
نہ انکھ اوٹھا کے دیکھو تم اوسکی آنکھ کی طرف ۔ کہ ہے وہ ترک بڑا شوخ دیدہ و بدمست
وہی جو چاہے تو ہو انتظام ہندوستان ۔ کرے جو زلف پریشان کا اپنی بند و بست
تجھے پسند ہے جیسی مری شکستہ دلی ۔ مجھے بھی بھاتی ہے اوسکی زلف پرشکن کی شکست
نہ ہو سرگین تو ایسی ترک چشم سے جسکو ۔ لگا نہ تیر نگہ دل پہ سیر سینہ کے شست

کوئی تراب کو چھیڑے نہ از برای خدا
وہ ایک ندغرابات ہے او مست الست ٢٣

کیونکر اب تنگ ہون یارو مین جینے سے بہت ۔ بڑھ گئی ہجر کو دن چار مہینے سے بہت
اوسکو چھاتی سے لگانا کبھی یاد آتا ہے ۔ اوٹھتی ہین شعلۂ حسرت مرے سینے سے بہت
کیا کہین محبوب کی لال ہے کٹھرا سر تک ۔ خیر ہے آج بدن تر ہے پسینے سے بہت
کوئی بھلا آدمی کسطرح ملے اوس سے جاکے ۔ اختلاط اوسکو ہوئی ایک کمینے سے بہت
دل مین اوسکے مین جگہ پاکے کہین بیٹھ گیا ۔ غیر بیٹھے تھے وہان اپنے قرینے سے بہت
غیر کے ہاتھ سے مجھکو نہ پلا جام شراب ۔ نشہ آتا ہے ترے ہاتھ کے پینے سے بہت
بیٹھ کے آنکھ مین میری تو لب دریا دیکھ ۔ ہے اگر ذوق تجھے سیر سفینے سے بہت

ردیف تاے فوقانی

یہی شراب لگائی گلال منھہ پرداہ
وہ لال مجھکو دکھاتا ہی کیا سنگار بسنت

بہار آئی قبا زرد یار نے پہنی
یہ رنگ دیکھہ ہوا مجھکو اعتبار بسنت

وہ زرد ستی سی پہنے ہی خرقۂ رنگین
لگا شراب یہ کیا گرد اور غبار بسنت

٢٦

پھبتی آنکھہ مین کس لال بنی کی صورت
بس گئی دل مین جو ہر جال بنی کی صورت

کسطرح بگڑدین مین اوس سے جو بن گھہ آیا
بعد از مدت یکسال بنی کی صورت

لٹ پٹی پگڑی کھلی بال بندھا ہی سہرا
بن گئی دلکی لیے جال بنی کی صورت

کیون وہ نوشہ کیطرف رخ نکرے اک عالم
ہی ز سر تا قدم اقبال بنی کی صورت

کیون نہ عاشق ہو بنی کیا ہی بنی ہی یارو
بارخ و زلف و خط و خال بنی کی صورت

کیا سراپا وہ نزاکت کی ہی سانچے مین ڈھلا
حسن خوبی مین ہے ٹکسال بنی کی صورت

امی بنی شرم نکر جھانک لے گھونگٹ سے ذرا
کھولکر پردہ سکھیال بنی کی صورت

ناچ مین دیکھے کوئی اوسکی شتابی رفتار
وہ تو چلتا ہی عجب چال بنی کی صورت

ہاتھہ مین چھپی لیے باندھے کمر مین جمدھر
کیا قزلباشی ہی تمثال بنی کی صورت

ہاتھہ مانی کا قلم ہو جو لکھے اوسکی شبیہ
ہی غضب پیکر قتال بنی کی صورت

رنگ و روپ اوسکا قیامت ہی نہ پوچھہ تیرا
کرتی ہی مجھکو تو پامال بنی کی صورت

٢٧

وہ نوکرتا ہی حبیب کے صید پہ چوٹ
کھیلتا ہی شکار پیر دکی اوٹ

ناصحا کیون اودھر نہ پھر ندیکھون
ہوگیا دل تو اوسکو دیکھہ کر لوٹ

ردیف تای فوقانی

ولہ

٢٩

زلف و رخ کے خیال میں دن رات
خوب عاشق کی کٹتی ہے اوقات

۳۳

ردیف تاء فوقانی

دیوان تراب

گرجنا اور چمکنا اور برسنا	دکھا ساون میں یہ سامان رحمت
نہ کر انساک سے یاران کے دل تنگ	کشادہ رکھ سدا میدان رحمت
میں بندہ ہون ترا تو ہے ہمارا دینہار	مرا ہاتھ اور ترا دامان رحمت

توکہ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ
تراب بس تجھ سے ہے خواہان رحمت

ہاتھ سے جسکے پای زلف شکست	گر سکے ہند کا وہ بند و بست
دلمیں اک عشق کیا ہوا پیوست	آرزوئیں تمام ہو گئیں پست
ہستی حق کے سامنے ہیں نیست	دیکھ پڑتے ہیں جو بصورت ہست
بحر وحدت میں جو ہیان ڈوبا	وہ کریگا وہان صراط سے جست
کسکو طاقت ہے جو پھرے اوس سے	ہو گیا جو قرار روز الست
محتسب اونکو زور ست دکھلا	نہیں ڈرینگے رند بادہ پرست
کیون نہ ساقی کا پانون لغزش کھائے	دختر رز نے کر دیا بد مست
جی اوٹھاوے کوئی نہ اوس سے خدا	جسنے کی ہو ہماری پرین شکست

۳۱

ہاتھ میں جوانی تراب کا دل
جگ میں سب سے رہے وہ بالا دست

دعا جو چاہے تو انعام دے کسیکو بہت	نہ بد زبان ہو نہ دشنام دے کسیکو بہت
جو ایک جرعہ بھی ہمکو دے نہیں سکتا	وہ اپنے ہاتھ سے کب جام دے کسیکو بہت
میں انتظار میں بار اپڑا لکھوا دے	نہ اپنے آنے کا پیغام دے کسیکو بہت

ترابؔ اپنی گلی میں دیکھکر مجھکو وہ کہتا ہے
بہت کم آجکل میری طرف آنا ہوگیا عبث

یار و دنیا کرلی اتنی شفقت ہی عبث
طلب سیم و زر و خواہش دولت ہی عبث

چند گز ثوب کفن قبر میں لیجاتا ہے
نوشی خانی میں پوشاک کی کثرت ہی عبث

قبر کیواسطی کافی ہی کئی ہاتھ زمین
یہ زمینہ ارہی و تعمیر عمارت ہی عبث

کسقدر کھاوگی خوشخور میں کیا پاوگے
نان و حلوہ کی طرح سے حلاوت ہی عبث

گنج قارون کا نہ کام آیا گیا ساتھ قرطی
مال و اسباب بہت حشمت و شوکت ہی عبث

جو مقدر ہی ملیگا وہی بی سعی و تلاش
روز و شب غذغہ و فکر معیشت ہی عبث

زندگی تھوڑی ہی کیا جانیے کب آوے موت
اسقدر طول عمل ہوت ہی غفلت ہی عبث

جسکی صحبت میں نہو کچھ اثر و کچھ حاصل
دور رہنا ہی بھلا اوس سے کہ صحبت ہی عبث

عاقبت کام نہ آئیگا کوئی حق کے سوا
خلق سے تجھکو ترابؔ اتنی محبت ہی عبث

ردیف جیم

خفا ہے بیطرح وہ تند خو آج
نجانے کوئی اوسکے روبرو آج

وہ بیٹھا ہی غضب تیوری چڑھائے
خدا عاشق کی رکھے آبرو آج

عبث غنچہ دہن کہتی ہیں اوسکو
سنی ہی میں نے اوسکی گفتگو آج

بہار آئی کہ یار آیا چمن میں
گلوں کا ہی کچھ اور ہی رنگ و بو آج

صبا ست کر پریشان زلف کے بال
پھنسا ہی دل مرا یاں مو بمو آج

ولہ

ردیف شین معجمه

ولہ

یار باشی یار نے راجہ سے کی
کسطرح اوسکا نہو عالی مزاج

اوسکو تو نے کردیا ہی عشق لال
ہمسر اب وسکو رہی کیا احتیاج

کوئی نہوتا اوسکا پروانہ کہین
گر نہ ہم اوسکو بنا دیتے سراج

عشق نے جب سے بہان تھانا کیا
اوٹھ گئی دلسے حیا و شرم و لاج

پا برہنہ در بدر اوسکو کیا
سر پہ جور رکھتا ہی سرداری کا تاج

بیکلی مجھکو ہوئی کل سی تراب
دیکھہ کیا بے چین ہون پی بین آج

ردیف حاے مہملہ

زلف مشکین شام ہی اور عارض گلفام صبح
دھیان ہی میرا یہی لیل و نہار و شام صبح

لیلۃ القدر اوسکو جانون یا شب وصلت کہون
دم مین آخر ہوگئی جھٹ آگئی ناکام صبح

صبح ہو یا شام ہمیں سب لیتا ہوں اوسکا نام
کیہی اوسکو مبارک شام و نافرجام صبح

غم سے پروانے کیا ہی جو گذرا شمع پر
رات بھر جلتی رہی پائی ذرا آرام صبح

شام تک بیخود رہون دن بھر کیئے آرام سے
یار تو مجھکو دیا کر بھر کے ہم اک جام صبح

رات پاس وسکے گیا مین یکسر مطلب کے لیے
ق ہنسکے بولا اب تو گھر جا بیجیو انعام صبح

صبح جا پہنچا تو نا خوش ہوکے یون کہنے لگا
کیون گھر دھم یہان تو آیا کیا تھا ایسا کام صبح

ہی چمن کی سیر خوش وقت طلوع آفتاب
جلوہ گر ہوتا ہی گلشن مین وہ گل اندام صبح

دوپہر تک وہ نہین گھر سے نکلتا ہی تراب
مفت کی جاتی ہین وان ناحق برای نام صبح

کرتاہی تجھپہ وار مری بات سے وہ شوخ — عاشق کو مارتا ہی عجب بات سے وہ شوخ

کل اک ادا عجیب ہوئی یار سے ادا — آنکھوں مین بس گیا ہی مری اس ادا سے وہ شوخ

کیا بات اوسکی یار نہ بھولا کہو اوسے — ماہر ہی اپنے فن مین تو ہر بات سے وہ شوخ

دلبر ستمگر اوسکو کہے کسطرح کوئی — لیتا ہی دل تلطف و مدارات سے وہ شوخ

اسطرح خوش نہوگا کوئی ملکے یار سے — خوش ہو وہ جیسے میری ملاقات سے وہ شوخ

لیکن قسم نکھائیے اوسکے نصیب کی — ہمدم ہو جسکے حق کی عنایات سے وہ شوخ

معشوق ہو ہی بس مین جسکے کہین تر آب
بس مین ترے ہوا ہی کرامات سے وہ شوخ

اوس بت کی انگوٹھی پہ ہے کیا خوب نگین سرخ — ہاتھ آیا بھلا لخت دل اوسکو کہین سرخ

آنکھون مین مری عکس پڑا ہی ترے لب کی — آنسو ہے اے لعل مری آنکھ مین سرخ

خود ہو گئے ترے سرخ ہین جون لعل بدخشان — کرتا ہی تو کیون پان سے لعل شکرین سرخ

تھم جا نہ بہت رو نہ ڈبا دامن صحرا — اے دیدۂ خونناب کر رو ہو زمین سرخ

ہوتی ہی نہین کم ہی سفید آنسو کے قطرے — یاقوت سے بہتر ہین نکلتی ہین جو ہین سرخ

خورشید اوسے دیکھکے چھپتا ہی شفق مین — جیسے ہی جو ڑا وہ سر پردہ نشین سرخ

جلتا ہی ترا آب آلی ترے شعلۂ غم سے
گرمی سے نکر ملکے ہی گو اے زہرہ جبین سرخ

پھر او دھر اج نہین ابروے خمدار کا رخ — پھر گیا ہی کدھر یار کی تلوار کا رخ

تا صبح منہ نہ اودھر ہی مین کبھی پھیرونگا — رخ مرا ہوگا اوسیطرف جدھر یار کا رخ

زبسکہ جال ترا چارون طرف پھیلا ہے — چمن مین ہی ترے ہاتھون سے الامان صیاد
قریب بلبل سکین نہ کسطرح کھاوے — جو باغ سبز دکھاتا ہو باغبان صیاد
بھلا نہ کسطرح بلبل اسیر ہو اورٹکے — جو لیکے پھولونکی بدھی پھرے وہان صیاد
خدا سے ڈرنہ بہت عرصۂ زمین کر تنگ — پڑے ہر نہ ٹوٹ کہین تجھپہ آسمان صیاد
بہت مرغ چمن کے گلے مین پھانسی ڈال — پڑینگی پانو مین تیرے بھی بیڑیان صیاد
یقین ہے کہ قفس بھولجاے بلبل سے — اگر بہار مین ہو اوسپہ مہربان صیاد
چمن کا لطف تو ہم جیسے سے بلبل کے — وہ باغ کیون نہو سونا بسے جہان صیاد
نہ زور اور نہ شکار رکھتا ہون نہ پھڑکنے کا — نہوگا مجھسا کوئی صید ناتوان صیاد
طمع سے دانے کی پھنستے ہین صید بیچارے — جو اہل حرص ہین اونکو ہے اک جہان صیاد
تراب کیون نہ گرفتار ہو بیر و جوان ہو — کہ زلف دام ہے اور روی دلبران صیاد

ردیف دال مہملہ

کہیے ہے پیر اوسے جو ہو بیدرد — سرخرو ہے وہی جو ہو رخ زرد
مرد ہے عشق کا سخن کیا ہے — عشق رکھتا ہو سوز ہو یا درد
ہجر مین اور کیا ہو عاشق سے — نالہ گرم ہو وے یا دم سرد
جیتین یا ہارین ہوئی ہو سو ہو — آپ تو ہم کھیلتے ہین عشق کی نرد
سب سے چھوٹا جو آپ کو جانے — میرے نزدیک ہے بڑا وہی مرد
کسطرح بیعمل رہے درویش — چاہیے مرد کی تئین اک کرد
نرہا ہے جیسے وو دی کا علم — کہیے اوسکو تراب فرد الفرد

[illegible]

ہمکو بیدل کبھو نکرتا یار	اوسکو ہوتی جو بیدلی کی درد
شوخ بیدرد جسکو کہتے ہین	خوش لگے ہی مجھے اوسی کی درد
کھل گیا دیکھکے رقیب کو وہ	مجھہ پہ ہے کل سی بیکلی کی درد
دوست اپنا مین کب وہی جانون	وہ تو رکھتا ہے مدعی کی درد
دلسی یارو نکو اوٹھہ گئی یا نکل	آشنائی او دوستی کی درد
کون ہمدرد ہو تراب ایسا	کیجیے اوس سے جو اپنے جی کی درد

ردیف دال مہملہ

دیر مین جو کرے خدا کو یاد	رام پور اوسکو ہو الہ آباد
دوسرا کوئی نظر نہین پڑتا	کیجیے کس سے یار کی فریاد
وہ مری داد چاہے دیوانہ دے	مین تو دیتا ہون اوسکو عشق کی داد
آپ معشوق آپ عاشق ہے	کون شیرین ہی کون ہی فرہاد
ہم سے کیا قیس آگے بڑھکر چلے	کہان شاگرد اور کہان استاد
باغبان بند کرلے دروازہ	جانے پائے نہ باغ مین صیاد
لائی پھر مژدہ بہار صبا	بلبلو نے کہو مبارک باد
اوسکی تصویر دیکھہ اور گئی ہوش	گئے حیرت مین مانی و بہزاد
جو تصور مین اوسکی خوش ہے تراب	وہ ہمیشہ رہے گا شاد ان شاد
یار تو ہی مری نظر سے بعید	کس سے ملکے بھلا کرون اب عید

ولہ

[illegible]

ولہ

[illegible]

ردیف دال مهمله

[illegible]

وہ اک جان و قالب ہوا اور سے
کہو اوس سے بیداد کرتا رہے
مین افشان و خیزان پڑی زور سے
فقط ظاہری دوستی اوسکی ہے

نہین یار کو مجھسے کچھ اتحاد
کسی دن تو دیگا خدا سیری داد
گلی مین گیا اوسکی جون گرد باد
وہ باطن مین کہتا ہی مجھسے عناد

۱۱
شراب اوس سے سیر اتو دل اوٹھ گیا
مری طرف سی کہیو اب خیر باد

پھر اوس سے کیا ہو کسیکو توقع بہبود
دکھائی یارنے کیا ایک شان بھیری
شیخ ادھر وہ کرے ہی نہ پوچھتا ہی ریاست
پھیری طرف سی پیغام کون دے اوسکو
نہ قتل کرکے اوسی کلمۂ شہادت پڑھے
جو شور اوسکو نہ کرتا تھا چاہ شیرین کا

جو راہ و رسم مدارات بھی کری مسدود
جہان سی نام محبت کا ہو گیا مفقود
بھلا اب اوس سے ہو کیونکر مجال گفت و شنود
رہی ایاز جو بندہ بنا تو ہے محمود
جو تجھکو دیکھکے پڑھتا تھا بار بار درود
تو جو ہی شیر سے کیا کوہکن کو تھا مقصود

۱۲
تو اپنی عشق کی دولت شراب دل مین چھپا
کہ جگ مین ہوتی ہین اہل دول کے لوگ حسود

قامت بالا مین ہے کچھ اور ہی مضمون بلند
پاہتا یار کی خوبی پہ سر گرم عروج
عشق مین دل نے ڈبویا پند نامہ عقل کا
عاشقونکی درد کا احوال اوس سے پوچھیے

کرتے ہین اللہ والی عالم بالا پسند
ہی طناب زلف مشکین حسن عارض کا کمند
ناحق اب عشاق سی کرتے ہین ناصح وعظ و پند
ہاتھ سی خوبونکی جسنے کچھ بھی پایا ہو گزند

ردیف ذال معجمه

[illegible]

[illegible]

صفت دیتا ہون تجھی تشبیہ ترش ہوتا ہے | لوگ لیبائی ہین دوسکے سٹھائی تعویذ

مجتبی مجھکو بھی شراب یاں فراغت کا عمل
نقش یا سبطا کا تجھی لکھدے دو یا کی تعویذ

پرچھہ کی خط یار کا کل جینے بنایا تعویذ
اس سے بہتر کوئی الحب کا نبایا تعویذ

گرم جوشی سی کسیدن نکلا مجھسے وہ
آگ مین جسکے لیے جینے جلایا تعویذ

شاید اوس بت کا دل سنگ مین پانی ہو
اس لیے بحر مین لکھکے بہایا تعویذ

اک عمل بھی نچلا اوسپہ مرا کیا کیجیے
گرچہ سو طرح محبت کا لکھایا تعویذ

تلخی کوہکنی سے جو ہوا شیرین سے
اوسکی تربت پہ بھی مہر لگایا تعویذ

چشم بد دور نظر میری تو ہوا اوسپہ لگی
تار مقیش سے کیون تونے گندھایا تعویذ

ہاتھ سے دل تو لیے گئی زیر دستون کے
بند دست اپنے کا تونے جو دکھایا تعویذ

بدگمان مجھسے زیادہ وہ ہوا گھبرا کے
پاس میرے کہین اوسکو نظر آیا تعویذ

لیگیا تو مرے بازو سے جھپٹ اوسکو
پھر کیا یا نہ مجھے ایسا چرایا تعویذ

نچلا میرا کہا اوس سے مین کہتا ہی رہا
جان میری کوئی لیتا ہے پرایا تعویذ

یار میرا نہ کبھی مجھسے خفا ہووے شراب
مجھکو بتلا دے کوئی ایسی دیا یا تعویذ

وہ ظالم گر نہ ڈالے پھیر کاغذ
کہو دے لکھے مری تصویر کاغذ

مرا خط پڑھکے اوسنے کیون پھاڑا ہو
گیا جل مین بلا تقصیر کاغذ

مین اوسکی ہاتھ دون بیدل کا رقعہ
چھوا نگے وہ بت دلگیر کاغذ

[illegible]

ہوگیا عشق مین تراب فقیر
حسن مین کیا وہ بادشاہ بنا

[illegible]

ولہ

ساقیا دور ہے [illegible]
[illegible]

ردیف را

ہجر کے اب سفر مین کیا بلا نازل ہوئی مین فغان کرتا ہون وہ افغان بچہ سنتا نہین	انتظار وصل مین گذرا محرم تا سفر آہ میری آہ کا کچھ بھی نہین ہوتا اثر

حسن مین کیا شہرہ بازار ہے وہ بھی تراب
عشق نے جیسے مجھے رسوا کیا ہے اسقدر

ے

بیمار محبت کی دوا وصل ہے یا صبر	گر وصل نہ ہاتھ آئے تو کر دیکھو ذرا صبر
روئے نہ اگر ہجر مین عاشق تو کرے کیا	کہتے ہین نہ رو صبر کر آسان ہے کیا صبر
کچھ پوچھ نہ احوال وہ جسپہ ستارا	آرام گیا جان ہے اور دل سے گیا صبر
دل کیون نہ دے آس دلارام نہین	ہر شے پاس کرے کیسے بھلا صبر
سنتا ہون کہین اوسنے بھی آنکھ لگائی	صد شکر کہ معشوق ہے عاشق کا پڑا صبر
چاہون تو سزا دون اسے چاہون تو بخشون	کرتا ہون تامل کوئی دیکھے تو مرا صبر
تنگی مین جو ہوا ہے تو حاصل ہو گیا	بندے پہ بلا بھیجے تو دے اوسکو خدا صبر
ہر آن کی جیسے جسکی وہ کرے شکر	ایسی جو بلا ہے کرے اوسکی بلا صبر

کیونکہ تراب اوسکی محبت مین ہو مضطر
انصاف کرو یارو کیا عشق و کیا صبر

ے

ہر شہید نگہ کو رہین تا شمسیر	ترے کشتے کی خاک ہے اکسیر
منہ نہ پھیر آئینے سے دلکے مر	دیکھ لے اوس مین اسکی ہے تصویر
مین دوانہ ہون حسن عارض کا	مجھکو دکھلا نہ زلف کی زنجیر
مجھ سے بخشا نہ ہو قصور فراق	گور مین ہم کی کرتے ہو تدبیر

[illegible]

منہہ سے جو مرد نکلی ابھی راز حقیقت | کافر ہو مسلمان تو مسلمان ہو کافر

اسطرح شراب پا اوسکو مصاحب کرو اپنا
جو آفت دین فتنۂ ایمان ہو کافر

شعر

جسنے دیکھی ہو بیتابی سیماب کی سیر
عشق میں دیکھے وہ سیر دل بیتاب کی سیر

رو رو آنکھوں سے ہی کیوں آنسو نہیں دیکھے بیتاب
دیکھنے جاتا ہے وہ کشتی غرقاب کی سیر

سب گل بو دامن کے اوسی لگتی ہیں خار
جسنے دیکھی ہے تری چتون محراب کی سیر

خود فراموش تھی ہر چند زلیخا غم میں
یاد یوسف تھی دہی اوسکو وہی خواب کی سیر

آئینہ دیکھکے کل اوسنے کہا آہستہ
یارک اللہ عجب ہوتی ہے مہتاب کی سیر

سرخ بگڑی کا عجب رنگ تھا گورے مکھ پر
تھی غضب سینہ سپیہ کا کل پیچ و تاب کی سیر

دور باطل میں گر چہ نہ فلک کو ہے
دیکھو تو ہوتی ہے کیا گردش دولاب کی سیر

اہل قبلہ کو جو چاہو اوسے چاہو کاشر
دلکو بھاتی ہے بہت ابرو محراب کی سیر

عشق میں اک بت بیجانی کے روتا ہے شرار
دیکھ لے آنکھ سے اوسکی کوئی پنجاب کی سیر

شعر

گھر سے دولت ابھی نکلی جسنے باندھی ہے سرپر
کچھہ خبر اوسکو نہیں ہوت گھڑی سیر

کل تھا چیرہ پیچ پر سرپہ مرصع باندھے
آج دیکھا اوسے اک بگڑی سی ٹری ہے سرپر

حشر میں ہوگا وہی عرش کے سایہ کے تلے
جسکو سایہ میں یہاں کوئی گھڑی ہے سرپر

دل کا دیوانہ بنا دیکھکے کہتے ہیں سبھی
کیا بلا کون پری اسکے چڑھی ہے سرپر

کچھہ بھی ہے عشق ہی یاں جسکو سرد کار شرار
اوسپہ سو طرح بلا ٹوٹ پڑی ہے سرپر

ازل ردیف راء مہملہ

[illegible]

[illegible]

جو کسی بندے ہیں اونکی تو کیفیت ہے یہ
کہتے ہیں یا کسی تو سہو مرا خدا شکرار

تا ہم لیوا اپنی حرکت سو نہو دن نام کہون
تا ہم سے بلکتے ہیں جسکو اوسی سے رکھتے ہیں لگار

چپکے یارو بنتے اور سیر وبنتے دعا کرتے ہیں
کیا کسی سے ہو کوئی اسوقت ہیں امیدوار

دن قیامت کا قریب آئے زمانہ بدلگا
دیکھیے کیا النفس میں کی شناسین لاتی ہیں بار

تیغ عزلت میں تراب اب بیٹھ رہ سب سے الگ
ہے ترا مرشد نگہبان ہے ترا اللہ یار

۱۱

کہیں تو خار ہیں ہم کہیں ہوئے گلزار
کہیں ہیں دار وہ ہم کہیں ہوئے کسکے تئین آزار

کوئی تو رند ہمیں بوجھتا ہے کوئی زاہد
کوئی تو مست کہے ہے کوئی بہت ہشیار

کوئی تو دیکھ کے ہمکو نظر چراتا ہے
کوئی تو مست ہے ہمپہ ہے طالب دیدار

کہیں تو پیر مغان ہیں کہیں حسن شیخ حرم
کوئی ہے معتقد اپنا کسیکو ہے انکار

کوئی ہے ہم سے مخالف کوئی موافق ہے
کوئی ہے یار ہمارا کسیکے ہم ہیں یار

حقیقت اپنی کہوں کس سے کون سمجھیگا
بھلا ہوا ہنوا ہم سے کوئی واقف کار

تراب آگے کچھ کہہ جو کچھ کہا سو کہا
زیادہ کہنے کے لائق نہیں ہے یہ اسرار

۱۲

گرنہ شوخی سے اولجھتی اسمیں لگتی بار بار
کیوں نکلتی زلف کی منھ سے صدا ہے بار بار

اوسکی چشم مست نے کیا مجھکو حیران کردیا
نرگس او دیکھتی ہے کیوں آنکھیں پہچانا

اے جنون وہ کیوں شد امنگیر ہو تیرا ابھی
ہاتھ سے تیرے ہوا جسکا گریبان تار تار

کسطرح ہوں چار چشم اوسکی کیلئے آنکھ سے
چبھتے ہیں جسکی مژہ سے دل میں سے کے خار خار

[illegible]

وله

[illegible]

مرے منصور کو ظالم نے سولی پر چڑھایا ہے
نہیں ہے یاد لخت دل او سکی نوک مژگان پر

تراب اب تو زوں بید ہے پریشان خاطری تیری
تو دیوانہ ہوا ہی کیا کسی زلف پریشان پر

سجادہ دربدر یاد رکھیو دو آستان پیر
عقیدہ گر نہو راسخ محبت گر نہو صادق
سنبھال اور کو ہر گز نہ یاد وہ اپنی مرشد سے
رکھیو مرشد کو راضی تم اطاعت میں اوسکی کم
نہ رکھو غیر سے امید یک در گیر و محکم گیر
اثر صحبت سے کیا ہو وے گر ہو ارشاد کیا تا
کہ ہر رات دن میں ہی اسکے بھی تقصیر
رضائے حق اگر چاہو تو ہو اوسکی بھی تدبیر

جو بن دیکھے رہے غمگین تصور سے نہو تسکین
تراب اوسکو دواہی پاس رکھو پیر کی تصویر

ہو گئی کتنے جہان سے باہر
حسن ہی اوسکو کوئی نہیں لگتا
وحشت اوسکا میں کیا کہوں ناصح
باز آیا میں تجھ سے اے ظالم
دور سے دیکھ صورت صیاد
عشق کی بات یار و جی میں رکھو
پھر اولٹ کر وہ گھر نہ آوے گا
کیا میں اوسکا نشان بتلاؤں
بالیقین ہے تراب سب میں وہ

وہ نہ نکلا مکان سے باہر
ہے وہ سارے جہان سے باہر
وہ تو ہے کچھ بیان سے باہر
تیغ مت کر میان سے باہر
آ دے مرغ آشیان سے باہر
بات نکلی زبان سے باہر
تیر ہو بے کمان سے باہر
بے نشان ہے نشان سے باہر
ہی جو وہم و گمان سے باہر

گرچہ آغاز نوجوانی ہے — اوسپہ ابتک ہے لڑکپن کی بہار
حور و غلمان سے ہو گیا دل سیر — دیکھہ اک طفل برہمن کی بہار
لیسے خوش آ ہے مجھکو اوس گل بن — نرگس و لالہ و سمن کی بہار

۲۲
روح کی سیر جسکے لیے ہے تراب
دیکھتا ہے وہ کب بدن کی بہار

درد دل کی تو دوا کامل ہے صبر — ورنہ اگر دل ہے تو لا حاصل ہے صبر
صبر کرنا عشق مین دشوار ہے — صبر کس سے ہو سکے مشکل ہے صبر
صبر کیا جینگا کہ لگا زخم عشق — عشق کے ہاتھون سے خود بسمل ہے صبر
ہے دوا مجنون کی لیلی کا جمال — خلط سودا کا کہان مسہل ہے صبر
کیا کرون مجھسے نہین چلتا ہے زور — سیطرح دل سے مرے راحل ہے صبر
زور بے صبری ہے یارو عشق مین — صبر کی طاقت کسی کا ہل ہے صبر
یار کا منہ دیکھتے ہی کیا کہون — ہوش سے اوڑ گئی زائل ہے صبر
ہے قدم رکھنا کٹھن اس راہ مین — تھک گیا جی کیا کڑی منزل ہے صبر

۲۱
صبر کر جو ہو سکے تجھسے تراب
باعث آرام جان و دل ہے صبر

نقاش نہ لکھہ بلبل و گلزار کی تصویر — تصویر مری کھینچ مع یار کی تصویر
دل لیکے مرا منہ نہ دکھایا کبھی جسنے — خوش لگتی ہے مجھکو اوسی دلدار کی تصویر
ہرگز نکرے لیلی و شیرین کی حکایت — دیکھے جو مرے یار طرحدار کی تصویر

ردیف راے مہملہ

[illegible]

ولہ

[illegible]

صید کرتے نہ کہ خدا جانے
بولتا ہی نہین کسی سے صنم
چاہ خوبان کی کچھ گناہ نہین
ایک چیتون نے اوسکی کام کیا
جہد سی اپنی گرد پھیر آئے
شہر دسی جو گرم صحبت ہے
تو نے رسوا کیا مجھے ایسا
گر دہی جسکے آگے دولت سب

یہ دل مبتلا ہی یا نخچیر
یہ بت غنچہ لب ہی یا تصویر
عشق کہتی ہین اوسکو یا تقصیر
سحر کہیی پھر اوسکو یا تاثیر
اوسکو تدبیر کہی یا تقدیر
ہی وہ زلف سیاہ یا گلگیر
ہی یہ انعام عشق یا تعذیر
یار کی خاک پاہے یا اکسیر

٢٤ دل مین پھر درد عشق اوٹھتا ہے
الٰہی خیر جلد اے تراب کر پیر

ردیف را مہملہ

نہ عاشق پر بہت جور و ستم کر
بہت رسوا ہوا یاری مین تیری
تو اپنے بیدلون پر اے مسیحا
نہ اونکو دیکھکے محجوب ہو جا
ہری شاخ اوسنی گل کی کاٹ ڈالی
پھرا ابتک نہ گھر سے یار ہے ہے
ترے صدقے مین ایسی اخبار دو اے
کہان تک ہجر مین غمگین رہے دل

لگا لے اپنی چھاتی سے کرم کر
تو خاطر اوسکی ست غیر و نشی کم کر
دعا ہی قسم باذن اللہ دم کر
نہ اپنی عاشقی مین شہرہ کر
تو بلبل ہاتھ مالی کے قلم کر
گیا تھا مجھ سے کیا قول و قسم کر
یہ غفلت اوسکی پرچے مین رقم کر
الٰہی دل سے میرے دور غم کر

[illegible]

ولہ

[illegible]

[illegible]

کسکا مُنہ ہے جو قیل و قال کرے
ہوئی پہچان ہے اوسکو نسبت کیا

زلف کو دور اور تسلسل پر
ہے یہ بہتان محض سنبل پر

بچہ ہے شانہ سانپ کا لے سے
ہاتھ رکھیو سنبھل کے کاکل پہ

وہ مجھی جان سے بھلاتا ہے
کیا کہون یار کے تجاہل پہ

داغ کھایا اور منہ سے اُف نکلا
آفرین دل ترے تحمل پہ

اوسے کیا ہو شراب فکر معاش
جسکی گذران ہو توکل پہ

جسکا اقبال ہو تنزل پر
وہ چڑھے فوج لیکے کابل پہ

اوسے کیا بند و بست ملک کا ہے
ہے جو مسند نشین تغافل پہ

ہو گئی گفتگو ہے دست نگر
ساقیا ایک ساغر مل پہ

محتسب جھکے لوٹ پوٹ ہوا
وجد آیا صدائے قلقل پہ

واہ کیا گریہ سے کرتا ہے
غش ہوا ان میں یار کے تحمل پہ

دیکھ دریا پہ چاندنی کی سیر
یار آگے چراغ کو پل پہ

میں تو صدقے ہوں جان و دو سرا
حسن پر شہسوار دلدل پہ

ہم انہیں لطف سے دیر جو نکار سے بھگا
لگا کہ نگرمین ہا گھمین مرا توجینا ہے نظر
کبھی روتا ہون جا کے مین کبھی تکتا ہون

دوانہ کیسا ہو میں ہے یار مرا تماشا دیکھو
سر پہ ہے گذر تو ہے میں گئی ہے راتیں خدا
پھر چپکا لگی ہے دوانہ میں ہی الٹی ہے مرا

[illegible]

[illegible]

کمند وہ نکر ہو بالکی و ہاتی پر
نگاہ جسکی ہو دنیا کی بے ثباتی پر

عبث ہو فوج پہ مغرور اپنی شاہ زمان
غرور دولہ کو ہوتا کہین براتی پر

اوسیکو ناز ہی اپنی جمال عارض پر
خیال جسکو نہین کچھ کمال ذاتی پر

عجب جواب لکھا مجھکو یار نے یارو
گلہ لکھا تھا مین اوسکی کم التفاتی پر

تراب پھر نہ کبھی مجھکو نامہ لکھنا اور
جواب نامہ یہ دھر رکھیو اپنی چھاتی پر

۳۲

نوک مژہ یار سے نشتر کے برابر
خونریزی مین ابرو بھی ہی خنجر کے برابر

ہر چند گلستان مین گل اندام بہت ہین
خوش قد نہین کوئی سرو صنوبر کے برابر

کیا آپ ہو کیا پاس ہی جوہری آ دیکھ
آنسو مین مرے لعل او گوہر کے برابر

ہر گز ہی عشاق کسی سے نہ ہوا نرم
خوبون کا دل سخت ہی پتھر کے برابر

دل اوس مین پھنسین چاہی تو جیسی ہی پھنسے با
کوئی جال نہین زلف معنبر کے برابر

عشاق گلی مین ہی کیون خاک بچھا پر
ہر خاک سر در کی او نہین زر کے برابر

کیا شور قیامت ہو عجب فتنہ ہو برپا
جب یار کھڑا ہو مرے بستر کے برابر

وہ صاحب لولاک ہی اور ختم رسالت
ہر گز نہین کوئی بھی پیغمبر کے برابر

آزاد مشائخ مین تراب ایک نہ دیکھا
کوئی اہل ملامت ہو قلندر کے برابر

۳۳

مین تجھسے مانگتا ہون خدا خاتمہ بخیر
کردے کرم سے اپنے مرا خاتمہ بخیر

ایمان کی سلامتی ہے خیر و عافیت
میری تو ہے ہمیشہ دعا خاتمہ بخیر

[illegible]

ست کہی ہی کوئی یار کے جانی کی خبر | اور جاہی سو کہو ساری زمانی کی خبر
صبر و آرام گیا دل سی نکل عشق مین آہ | عقل سی کہدو کہ ہی اپنی خزانی کی خبر
حال مجنون سی خبر لی کبہو لیلی نے | کون پہونچا ہی وہان اور دوانی کی خبر
دلکو مارا ہی بہون سے نہ کہہ کان سے ہا | لی ہی چہتکی سی کمانداز نشانی کی خبر
کہول دی آنکہہ ابہی ہوش کہین ہی جسکے | کان مین اوسکے جو کہدون سرانی کی خبر
ہی وہ الان کا کان نہ آیا سمجہہ گیا | پہ تری مجہہ صادق سی ٹہکانی کی خبر

ہم سی خوبیا وہ نہ تہی یاد فراموش ترا
ہی فقط اوسکو مری یاد بہلانی کی خبر

۳۷

کوئی شہر نہین شہر مدینی کی برابر | ہر ذرہ وہان کا ہی نگینی کی برابر
جب سی وہان کی ہی محمد نی سکونت | تثرب ہوا تابوت سکینی کی برابر
حبیب ماہ مبارک مین ہوئی اوسکی ولادت | ہو کون مہینا وہ مہینی کی برابر
گر نوح کی کشتی تہی بڑی لیکن وہ چوبی | لیکن نہ محمد کے سفینی کی برابر
سمجہہ کوہ طور کی کوئی فضیلت و قدر | کیا مسجد نبوی کی ہو زینی کی برابر
معراج مین فرش پہ تیرا کب ہو عرش | دہر بل تہا سا ئیس کمینی کی برابر
ہاتہہ آوی ہی خاک محمد کے قدم کی | رکہی وہ کفن مین اوسی سینی کی برابر
ای صل علی اوسکی گل اندامی کی کیا بات | پہونچی نہ گلاب اوسکی پسینی کی برابر

پہر عمر ترا اب اوسکی اطاعت مین جو گذرے
پہر تو کوئی نعمت نہین جینی کی برابر

[illegible]

بد مجھکو نہ کہتا وہ اگر نیک سمجھتا — مشکل کا بھلا ہو کہ جہالت سے ہی لاچار
ہیں غلبۂ احوال سے ہون صورت منصور — مغلوب تو اظہار حقیقت سے ہی لاچار
نا حق نہیں منصور پہ سولی کا ہوا حکم — مفتی تو ہیان امر شریعت سے ہی لاچار
بالطبع مجھے بھاتی ہے اک شکل کرون کیا — ہر نفس بشر اپنی طبیعت سے ہی لاچار
مجنونکو کہہ لیلی سے بدنام ہوا کیون — رسوائی بمقدر تھی وہ قسمت سے ہی لاچار

ہان ہین بت کافر سے ہی نفرت تجھے زاہد
واللہ تراب اوسکی محبت سے ہی لاچار

اوٹھاتی ہین سب غنچہ و گل کا بار — سینے اوٹھایا نہ بلبل کا بار
سیہ زلف نے کر دیا منہ کو لال — لطافت سے ہی گل پہ سنبل کا بار
بناوٹ کرے کیا وہ نازک بدن — بدن پر ہو جسکے تجمل کا بار
نہ مشاطہ کھول اوسکی چوٹی کے بال — نہ ڈال اوسکی گردن پہ کاکل کا بار
وہ نرگس تھی خود شرم سے چور ہے — اوٹھی اوس سے کب نشۂ مل کا بار
ہوئے فارغ البال مے پی کے ہم — دیا جو نہ بھٹی مین قلقل کا بار
مجھے کیون یہ سوپیچ و خم لگا کے زلف — پڑا اوسپہ دور تسلسل کا بار
نہ کی یاد میری نہ گھبرا اوٹھا — سہا دل نے اوسکی تغافل کا بار

وہی ہے تراب اپنا نعم الوکیل
دھرا جسنے ہم پر توکل کا بار

لگا آنکھ مین جیسے رونی کا تار — مژہ سے ہے موتی پرونی کا تار

[illegible]

اسکی سدا سبز گری ہی کان مین جسکے	
خوش آئی تراب اوسکو کہان صوت ہزار ہے	

اودھر او سپہ ہے نوجوانی کا زور	ادھر مجھہ پہ ہے ناتوانی کا زور
مجھے عشق کرتا نہ اتنا ضعیف	نہوتا اگر طرح ثانی کا زور
مری بیدلی پر نہین کچھ نگاہ	دکھاتا ہی وہ دلستانی کا زور
گھٹا عشق مین دل سی صبر و قرار	بڑھا حسن سے یار جانی کا زور
تو کب عذر میرا کرے گا قبول	تری دل پہ ہے بدگمانی کا زور
رقیبون کو ناز زور کر دون ابھی	جو پاؤن تری مہربانی کا زور
نجا چھوڑکے مجھکو روتا کہین	کہ ہی اشک جاری سی پانی کا زور

تراب اگر نہ اڑنی کے جاؤن گا	
اودھر سی ہے گو لن ترانی کا زور	

اہمیت عاشقون سے ناز نکر	وعدہ دور اور دراز نکر
اسقدر مجھکو منتظر اپنا	نہ کر اے یار دلنواز نکر
شمع کی طرح مت جلا اور رولا	غم سے دل کو بہت گداز نکر
جسکی خدمت سی عاقبت ہو بخیر	اوسکی صحبت سے احتراز نکر
پیر کی بات مان اے لڑکے	بہت دنیا کی حرص و آز نکر
سر تو محمود کے قدم پہ جھکا	سرکشی اوس سے اے ایاز نکر
پاس یارونکی آکہین ست جا	ملک غیرون کو سرفراز نکر

[illegible]

ولہ

[illegible]

جب سے آنکھ اوس سے لگی پھر نہ کسیکو دیکھا ڈھونڈتی پھرتی ہین گلیون مین اوسے کیا کیجے	غم لگانی کا رہا کچھ نہ لگانی کی فکر ہے طرح ترگون کو ملتین ووانی کی فکر

فارغ البال ہو رستے سے الگ بیٹھ شراب
اوسکو آنی کا نہ کر ذکر نہ جانی کی فکر

پھر قاصد کو خدا کی لیئے غمناک نکر	دیکھ لے خط کو مرے گرم نہو چاک نکر
ابھی سے ہین ستم ہاے کوئی آزردہ	ناخوشی اوس سے تو اے ظالم سفاک نکر
ہونگے عشاق قیامت مین سر دامنگیر	دور دامن سے بہت گردش افلاک نکر
گرد ہوکے بین لپٹا ہون سر دامن	جھاڑ دامن کو نہ برباد مری خاک نکر
جی تو عاشق کی چلا جاتا ہے ہمراہ رکاب	دیکھ گلگون کو بہت تند اور چالاک نکر
پڑگئی ہوگی کہین رند کے گھر دختر رز	محتسب اوسکی بہت جستجو و تاک نکر

اسقدر اوسپہ نہ ہو جان کہان ہان شراب
منہ لگا مت نہ اوس شوخ کو بیباک نکر

کیا ہے کسکو نشانہ تمنے خدنگ چتونکو سیر سا کر	پھر اوٹھائی کیسی کمان ابرو کمان چلہ چین جبین چڑھا کر
نہ جا کہین یار تو مجھ سے زاید کہ درد آنکھونمین [illegible]	لگائی تو نے ہے آنکھ شاید کسی سے پی کسنے [illegible]
چلا وہ آئینہ لجا کے تمام شکل حیا بنا	چھپا کسی سے چھپا [illegible] دل [illegible] چھپا کر
نہین ہین طالب ہم سیم و زر کا [illegible]	[illegible] جاہت [illegible] اکر
[illegible] سو داغ اوسکی دل [illegible]	کر اپنے ہاتھون سے [illegible] وہ دستہ گل [illegible]
[illegible] لب کی [illegible]	[illegible] شب کی [illegible]

[illegible]

توڑ کے پھر جوڑنا دشوار ہے ممکن نہیں — شیشۂ دلکو مرے کیا اے سنگدل ظالم توڑ
دلکا رشتہ جانکو میں نے ترا کیا تھا ہاتھ — تار جاتی ہیں نہیں چھپتا نظر باز دیتی ہیں جھڑ
توڑ دو مر رشتہ محبت کا مری اے پریمن — گر ترا زنار ہے ہر تار تار الفت کی توڑ

دل تو عاشق ہے تراب اوس جبین پر اسطرح
چاند کی صورت پہ صدقے ہو کہیں جیسے چکور

۵۲

چھیڑ مت بلبل کو اے صیاد ہنگام بہار — صبر کر چندے گذر جانے دے ایام بہار
کیوں شکستہ ہیں بلبل و گل کو خلل ڈالے ہے تو — دور کر ظالم چمن سے دام یا دام بہار
دیکھ تو کیا جی اٹھی پژمردہ باد خزان — باغ میں لائی صبا جب لسنی پیغام بہار
گل کھلیں ہیں کیوں نہ مرغ چمن کو ہو کلی — پھول جاتی تھی خوشی سے شگفتے جو نام بہار
آ چمن میں یار ہے گر آج ہے روز بسنت — لے کٹوری زرد نرگس کی بنا جام بہار
لڑکپن سے تا جوانی یوں رہا اوسکا جمال — جسطرح گل ہو وہم آغاز و انجام بہار

اسطرح وہ رنگ و بو ہر گل کا زائل ہو تراب
جو کبھی صبح خزاں دیکھی کبھی شام بہار

۵۳

حسن عارض کو ہے زوال آخر — خط کے آنے سے ہوا جمال آخر
کیوں نہ شیرین سے دل پڑے پھیکا — عشق کا ہو گیا کمال آخر
جسنے چاہا نہ دوستی کا نباہ — چاہ او سے ہوئی وبال آخر
جسکو دعوی تھا بے نیازی کا — وہی کرنے لگا سوال آخر
باز آیا نہ عاشقی سے تراب — ہو گیا غم سے پایمال آخر

رقیبوں پر کرم مجھ پر ستم ہے	لگا دی سب پہ اک ٹکس برابر
نہ دو بالا نکر عاشق کے دل کو	ذرا جو ہی تو اپنی کس برابر
دو شالے کو کم از کملی وہ جانے	جسے ہو صوف اور اطلس برابر
تفاوت کچھ نہیں ذات الشجر میں	درخت کہنہ و نورس برابر
ترا دل اوس سے کیا کم ہے نفرما	کوئی تجھ سا نہیں پارس برابر
وہی دل وہی آخر ہے ہوہو	نہ کوئی کسطرح سارس برابر
ہوا فرہاد کو ہی قیس وشتی	تھا اون دونوں میں کو انکھرس برابر
تراب اپنا وہاں بستر لگے گا	جہاں ہوگی زمین چورس برابر

ردیف زای منقوطہ

کرے عشق محمود پر کب وہ ناز	کہ اپنی قدر جانتا ہے ایاز
وہ کہتا ہے میں تو ہوں اور تو ہے میں	کہے کس سے بندہ یہ مولی کا راز
کریم سے جو سوالی کے ہو سر فرو	وہ عالم میں کیونکر نہو سرفراز
عبودیت انسان کا ہے کمال	کہ حق بندگی کا ہے عجز و نیاز
ہے وہ مرد دیوانہ یا بے شعور	نہو نیک و بد کا جسے امتیاز
تو اوس نا خدا کو نہ کہہ یا خدا	گناہوں سے جسکا لدا ہو جہاز

ترے کام سب بن پڑینگے تراب
کہ درویش کا ہے خدا کارساز

بنیازی یہ کیونکر ہم سے کہاں عزیز	دلنوازی پہ ٹک ہم تو ہیں قربان عزیز

[illegible]

بوسہ خط کے لیے جان دے کیوں نہ دل — زخم کے لب پہ کوئی بھی نہیں مرہم سے عزیز
ونکو مرجھاتے ہیں گل تابش خورشید سے گل — رات گلزار میں ہے ریزش شبنم سے عزیز

دین و دنیا سے غرض کچھ نہیں عاشق کو تراب
ایک معشوق وہ رکھتا ہے دو عالم سے عزیز

امیروں کو ہے گر امیری پہ ناز — فقیروں کو بھی ہے فقیری پہ ناز
جو زلف سیہ میں ہوا ہے اسیر — وہ کرتا ہے اپنی اسیری پہ ناز
حکومت پہ نازاں تھے جو اسقدر — گیا اڑ سب اونکا [illegible] پہ ناز
خدا نے جسے پیر و مرشد کیا — نہیں اوسکو کچھ اپنی پیری پہ ناز

مجھے دست بیع اپنا کر لے تراب
کروں میں تری دستگیری پہ ناز

حسن پر کر لے گھمنڈ اے یار جانی چند روز — ہے یہ شوخی و امنگ و نوجوانی چند روز
منہ دکھاتا ہی نہیں اللہ رے تیرا غرور — بندہ مسکین سے کر لے لن ترانی چند روز
چند روزہ ہے یہ تیرے حسن کا باغ و بہار — ہے یہ گل رخساری و غنچہ دہانی چند روز
اڑ گیا باد خزاں سے رنگ و بو گلشن کا جھٹ — لالہ و گل پر رہی بلبل دوانی چند روز
عشق نے میرے تجھے نازاں کیا ہے حسن پر — کر لے مجھ سے بدظنی و بدگمانی چند روز
مبتلا ہم ہو گئے تیرے قد بالا کو دیکھ — پڑ گئی ہم پر بلائے ناگہانی چند روز
داغ دے لے دل پہ میرے جسقدر منظور ہو — کچھ تو میرے پاس ہو تیری نشانی چند روز
یار تجھسا نا قدر دان ہمنے کوئی پایا نہیں — کبھی تونے کی نہ میری قدردانی چند روز

[illegible]

[illegible]

سرگذشت اپنا کہا تنک مین کبھو بن تجھ سے شراب
قصہ عاشقی طفل برہمن ہے دراز

ردیف سین مہملہ

١

حرص سے پھرتا رہیگا کب تلک مثل مگس
ہو کی قانع بیٹھ رہ اللہ بس باقی ہوس

بندگی مین اور اس سے زیادہ کیا ہو سود و نفع
ایک حسنہ یان ہی کوئی تو وان ہوہین دس

غیر کے شعلہ کی بجلی چمن مین جا لگے ہی
اسقدر بیزار گیا ہی یار سے کر دل مین بس

چاہو دریا پہ چلو چاہو ہوا پر جیون طیور
کچھ نہین مشکل ریاضت سے کرو دم کو حبس

اختیار اوسکو ہر آنام ہی تہمت ہی بلکہ
فی الحقیقت ایک ذرہ بھی نہین بندے کا بس

دم غنیمت ہی عزیزو کوئی دم غافل نہو
یاد ہی مین اوسکی گذرے کاش ہر دم ہر نفس

غم اگر ہی تو یہی پیرانہ سالی مین شراب
حیف غفلت مین ہماری کٹ گئی اتنی برس

٢

نہو کے کبھی جہان سے اوداس
ہم تو اب ہو گئے زبان سے اوداس

پھر اوداس ادہ کب لگا نے دیان
ہو گئے آزاد جسم و جان سے اوداس

گل سے کچھ اور ہی رنگ ہے گل کا
آج بلبل ہی گلستان سے اوداس

چھانکتا [illegible]
ہو گئے ہین [illegible] آشیان سے اوداس

دل [illegible] اودا سی [illegible]
شاہ بولا [illegible] زبان سے اوداس

یار [illegible] نہ پوچھو [illegible]
دل مرا اب ہوا کہان سے اوداس

[illegible] نزدیک کچھ نہین دنیا
وہ تو رہتا ہے اس جہان سے اوداس

[illegible]

[illegible]

کیا نام خدا دھری اوسکی صدا ہے	کوئی فکر کرے بوجھے تو کیا کہتی ہے سارس
جو اہل ارادت ہیں سو مرشد کی طلب میں	کوئی ہند کو آتی ہیں کوئی جاتی ہیں فارس

پایا ہی تراب اوسکو تو ہم گہری نہیں اب
کہتے ہیں جسے مرشد اللہ خدا رس

جس یوں تو ہیں اہل حسد کو نہ دو نکی پایا	جس طرح جو خاص اہل ہیں پہچان نہ دو نکی پایا
خادم و مخدوم میں کچھ تفرقہ تو چاہئے	بیٹھے کسی کے ہیں [illegible] خاوند نکی پایا
شیخ کی جس [illegible] ہم چاہو آؤ اسطرف	چاہو [illegible] بوجھے [illegible] نکی پایا
سنہ چھپاؤ ہیں [illegible] ہمکو دکھتی ہی دور سے	جاتی ہی سو [illegible] ایسی [illegible] بندہ نکی پایا

گو پہ فقرا کی جاتی ہیں سو دیپ سو تراب
دست بستہ جس طرح جاتی کوئی زندہ نکی پاس

جس طرح مری نکلے گی یار سے افسوس	آنسو دکی آتی ہیں [illegible] ایسی افسوس
جی بھر کے جمال اپنا دکھایا نہ کسی نے	ارمان ہی رہ گئی دلدار سے افسوس
یہ درد کسی شخص کو اللہ نہ دیوے	کہتے ہیں یہی سب ترے بیمار سے افسوس
عاشق پہ اثر کچھ دعا ہے نہ دوا ہے	بچتا نہیں کوئی عشق کے آزار سے افسوس
کہتا تھا دم نزع کل اک یار کے در پر	کرتے تھے سب افسر در و دیوار سے افسوس
درجہ نہ شہادت کا ملا جان گئی مفت	قاتل نے نہ مارا مجھے تلوار سے افسوس
بس کر ستم ای بندہ خدا کے تو ذرا ڈر	یہ حرف کہے کون ستمگار سے افسوس
ابا و سے یہ آئین نکالی ہے نرالی	غم کھانے بنا دہر کوئی غمخوار سے افسوس

[illegible]

[illegible]

رحم کر جا کسی بلبل پہ بہت باغ کو پھونک	جلد اتنا نہ چل اے باد خزان سو سو کوس
یوں ہی ظالم کا پڑے جب قدم شوم کہیں	کیوں نہ ویران ہو آباد مکان سو سو کوس
چوہیان ہاتھ پہ گل کھاتے ہیں اوباشی میں	اوس سے وان بھاگتی ہیں جو سجنان سو سو کوس
شرق تا غرب تو مشہور ہے اکاظم شاہ	ہو گئی اوسکی کرامات عیان سو سو کوس

اسقدر فقر میں نامی بھی ہوتا ہے تراب
جسکی ہستی سے ہے مٹنا نام و نشان سو سو کوس

غم کی ہم کرتے رہے نالہ و زاری افسوس	اوسنے اک دن بھی خبر لی نہ ہماری افسوس
اوسنے اکبار بھی وعدہ نکیا مجھسے وفا	بیوفا سے ہوئی ناحق مجھے یاری افسوس
مر گیا عاشق مہجور گلا کاٹ کے ہاے	یار نے ہاتھ سے تلوار نہ ماری افسوس
کہیو قاصد اگر احوال مرا پوچھے یار	غم سے کرتا ہے وہ اوقات گذاری افسوس
دیکھکر شکل تری لوٹ گئی حور و پری	جلتے ہیں تجھسے سبھی نوری و ناری افسوس
یار کا توسن چالاک تھا یا بجلی تھی	دیکھنے پائی نہ ہم اوسکی سواری افسوس
آشیان بلبل بستان اجڑ جاے نہ کیون	پھر بسا باغ میں صیاد شکاری افسوس
باغبان دیکھ تو کیون غنچہ و گل مرجھاے	اوڑ گئی باغ سے پھر باد بہاری افسوس
سہہ نہیں سکتا کسیطرح وہ اب مجھسے نباہ	مدعیون نے مری بات بگاڑی افسوس
دیکھیں کسطرح لگے پار خدا خیر کرے	ہو گئی ناو گنہگار کی بھاری افسوس
جو کسی کو نہ کبھی آنکھ دکھاتا تھا تراب	اب دکھاتا ہے وہ تلوار کٹاری افسوس

ردیف شین منقوطه

ردیف شین منقوطه

ولہ

[illegible]

ردیف شین معجمہ

درویش کو اللہ نے سب طاقتین دی ہین
آزمائی نہ و اللہ کوئی طاقتِ درویش

کامل کہین گر اسکو ناقص تو ہے کامل
درویشی کا دعوی ہی ہے غفلتِ درویش

درویش کو کچھ کہنے اگر سو دین تو کچھ دے
ہم سے تو یہی کہہ گئے اک حضرتِ درویش

ہو شاہ گدائی کہین بند دستی ہو سائل
یہ شباہت درویش ہے اور ذلتِ درویش

برلائی شراب وصل خدا حاجتین سب کی
برلائی جو کوئی صدق سے اک حاجتِ درویش

اس زمانے مین ہر شخص کو دنیا کی تلاش
بس غنیمت ہے جسے کچھ بھی ہو عقبی کی تلاش

مالدارون کو زیادہ ہے طمع دنیا کی
ہر دو محتاج کو ہے روزی فردا کی تلاش

گرچہ گاڑھا غریبون کو ہے سطلو لباس
نازک اندامونکو ہے جامۂ زیبا کی تلاش

خلعتِ فاخرہ لیلی پہ سزاوار ہے
اوسکے مجنون کو تو ہے دامنِ صحرا کی تلاش

محتسب کو ہے ادھر جستجو بادہ کشان
مے پرستونکو ادھر ساغر و مینا کی تلاش

مارتا ہے وہی عاشق کو جلاتا ہے وہی
یار کے ہوتے کرے کون مسیحا کی تلاش

خوش پوشش عمدہ نہین اونکو زیبا
فقر یہ کہتے ہین جو درجۂ اعلی کی تلاش

گاڑھے پوشش اوسکو نہ کہے وہ لباسِ فقر
جو گدا ہو کرے اطلس و دیبا کی تلاش

اس جہان مین کوئی ہوگا طلب سے خالی
کہین اعلی کی طلب ہے کہین ادنی کی تلاش

زاہد اللہ سے دعوت اسما نہ کر
چاہیے شام و سحر تجھکو مسمی کی تلاش

فی الحقیقت کہ جسے نفس کی بندی مین ہے قرار
بندۂ حق ہے وہی جسکو ہے مولی کی تلاش

ردیف ضاد منقوطہ

اکدن نہ رقیبونسی اکیلا اوسے پایا — ساتھ اوسکے لگے رہتے ہیں دو چار تخصیص
رندان وخراباتی واوباش جدھر ہون — زاہد نہ اودھر جائیو زنہار تخصیص
آئیگا عیادت کو کسی روز تو معشوق — عاشق تو ہوا اسکے لیے بیمار تخصیص
حکمت سی نہین خالی ہر فعل اوسکا کہو کیا — آزار مجھے دیوے ہر دل آزار تخصیص
کسطرح کہون آئی ادھر یار نہ دشمن یار — جائی جو کوئی اوسطرف اغیار تخصیص
دیکھا نگیا غیر سے مجلس سے گیا اوٹھ — بیٹھا جو مرے بر میں کبھی یار تخصیص

محروم نرکھیو اوسکو شراب اپنے کرم سے
آدمی جو شر سے وریا گنہگار تخصیص

تیرے مشتاق کیون ہی ہی دیدار کی حرص — جسطرح ہو کسی مجتا جکو دینار کی حرص
آپ وا فی کے لیے آپ پھنسا جال مین ہاے — دشمن جان ہوئی مرغ گرفتار کی حرص
دیکھکر اشک مسلسل سے لڑی موتی کی — دیکھی نلسے ہماری در شہوار کی حرص
اپنے مشتاق کی خواہش ہو معشوق کو کیون — ہر دکاندار کو ہوتی ہے خریدار کی حرص
اسطرح یار کا منہ تاکے ہاے زاہد — طعنہ خوش ہو جسطرح سی بیمار کی حرص
دل لیا جان لیا تو بھی نہین قانع ہے — جیطرح ہے مرے معشوق طرحدار کی حرص
واقعی آدمی ہوتا ہے بڑھاپے مین حریص — ہمکو پیری مین ہوئی ہمدمی یار کی حرص
غم سے ہجران کے جو مرتا ہو نہ کوئی پرسان — کسطرح اوسکو ہو مشتاق غمخوار کی حرص

گدڑی اور کفنی بہت خوب ہے ازار ہو
کیون شراب اوسکو ہو جبہ و دستار کی حرص

چمک ہی آئینے میں سادگی سے — صفائی ہے مدار حسن عارض
خدائی دی ہے جسکو حسن خلقی — وہی ہے شان دار حسن عارض
رخ خوبوں پہ تل کہا ہے نہ کیوں لت — یہ کافر تو ہی مار حسن عارض
رخ اوسکا کیونکر برقع جو دیکھا — ہوا عاشق شکار حسن عارض

تراب اوس میں جو دیکھے جلوہ حق
نہو کیونکر نثار حسن عارض

ردیف طاے مہملہ

اب تو کچھ رکھتا نہیں وہ بیوفا میری غرض — آشنا اوسکی بہت ہیں اسکو کیا میری غرض
ایکدل تھا سو لیا اور کردیا مجھکو فقیر — کیوں مجھے بیفائدہ اب دلربا میری غرض
جب تلک اوس نے نہیں دی دل دیا تھا خوب سا — تب تلک رکھتا تھا البتہ ذرا میری غرض
وہ تو ہی خود غرض اوسکو کچھ نہیں پروا مری — عشق میں کس طرح ہووے سوا اوس سے روا میری غرض
مجھکو کہتا ہے دوانہ جانکے صاحب غرض — پھر بلا لو ایسے کیجیے خدا میری غرض
بیغرض جب سے ملا میں اوسکو پایا آشنا — ہو گئی نا آشنا سن آشنا میری غرض
ہاے اب تو بات بھی میری نہیں کوئی پوچھتا — ایکدن تھی تجھ سے شاہ و گدا میری غرض
عشق نے محتاج مجھکو کردیا معشوق کی — اور سے ہرگز نہیں اوسکے سوا میری غرض
مجھکو لادی اوس گل خوش رنگ نا فرمان کی بو — اسقدر ہی تجھ سے ای باد صبا میری غرض
دل دو ہمرکا ہے کہو کچھ ذرا چھاتی پہ — کچھ تو نکلی تجھ سے اوسکے بھلا میری غرض

ہجر میں مشکل مری آسان کریا بو تراب
ہے یہی تجھ سے علی مشکل کشا میری غرض

اور مین کسکو تراب اپنا بناؤن شاہ
عشق کا ہے تو شاہد ہی وہی یار فقط

۱۳
کارخانہ اس جہان کا ہے سب پایا غلط
ایک غلطی ہو تو کہیے جز وہی سارا غلط
آج مستی سے تیرے پاؤن ساقی کا غلط
کیون نہ اس کے سے ہو کا دفتر کا
اسطرح جسکا خیال آنا ہے پیدا عقل سے
غیر سمجھتا ہے اوسکو حال ایسا واقعی

دل لگانا پان تو بیجا ہے اور ستایا غلط
غلط غلط مضمون غلط انشا غلط املا غلط
خود غلط مجلس غلط ساغر غلط مینا غلط
قول و فعل اونکا غلط لکھنا غلط پڑھنا غلط
قاصد اوسکی آمد آمد کی خبر لایا غلط
یار کی نزدیک ہے پر تو سب کہنا غلط

واقعی جز حق نہیں کوئی ادھر اودھر تراب
ماسوا تو باطل ہے سب تیرا غلط سمجھا غلط

۱۴
جو عاشق ہی کرتا ہو اختلاط
رقیبو نسے ہی یار کی دل لگی
مین پھرتا ہون اوسکے لیے در بدر
جو راہ شریعت سے باہر ہو

مین کسطرح اوس سے رکھون ارتباط
مرے دل کو ہو کسطرح انبساط
وہ گھر اپنے کرتا ہے عیش و نشاط
اوسے کچھ نہیں خطرۂ پل صراط

وہان حور و غلمان ملینگے تراب
یہان خوبرویون سے کر احتیاط

۱۵
ہمنے اوس دلدار سے دلکی لی یاری کی شرط
راہ و رسم مہربانی دلبرو نسے ہو کہان

اونسے دل لیکر ہمارا کی دل آزاری کی شرط
بیدلون کے ساتھ ہے اونکو جفا کاری کی شرط

نہین چھوڑونگا یار کا گھر مین
ہو سکتا ہی عقل کی تدبیر
ہوش اڑ جاہی گم ہو عقل تری
تو مجھہ پر بہت پڑے افسون
دین وایمان جسے مین دی بیٹھا
حیف تیری بھی آنکھہ لگ جاتی
تو نے شیوراج کو نہین دیکھا

ق

چاہیے آپ اپنے گھر واعظ
عشق سے تجھکو کیا خبر واعظ
تو بھی دیکھے اوسے اگر واعظ
ہو ایک بھی اثر واعظ
وہ تو ہی بہر بہین بسر واعظ
ہیہ پڑا وہ تری نظر واعظ
ہے وہ خوبان مین نامور واعظ

بہت پیر و جوان سراب ایسے
غش ہین اوسکے جمال پر واعظ

رہون کیونکہ مین تری جور و جفا سے محفوظ
کیا عجب دل جو ہوا نوک مژہ سے زخمی
نہین بچتا ہی کسیطرح ادا کا مارا
حال عاشق پر نظر کرکے سخن
شمع چھپتی نہ اگر پردۂ فانوس مین رہ
جتنے موجود ہین نا اونکو عدم ہی لازم

عشق مین کون ہوا رنج و بلا سے محفوظ
کون جانبر ہو بچا تیر قضا سے محفوظ
رکھہ عاشق کو خدا بانکی ادا سے محفوظ
اپنے بیمار کو رکھہ تلخ دوا سے محفوظ
رہ کب بال پتنگون کے ہوا سے محفوظ
آکے دنیا مین رہا کون فنا سے محفوظ

کسطرح کہیے دعا مین نہین کچھہ اثر سراب
اب تلک ہم تو رہے تیری دعا سے محفوظ

لالۂ وگل سے ہو وہ کیا محفوظ
جو اوسے دیکھہ کے ہوا محفوظ

پتنگا جل ہوا دیکھ آیا رحم کچھ اوسکو | بظاہر اسقدر نرم و بدل ایسی کڑی ہے شمع
جوان و طفل محبوبی میں یکساں ہیں نہیں کچھ فرق | برابر روشنی میں جسطرح چھوٹی بڑی ہے شمع
شراب ایسے چھپا بیٹھے ہیں چھپ کر بیٹھ خلوت میں | ہوا سے خائف و لرزاں ہمیشہ ہر گھڑی ہے شمع

عشق میں سر کے گدا اونکو نہیں زر کی طرح | قطرۂ اشک ہے کیا کم نہیں گوہر کی طرح
پاکباز اونکو نہیں کچھ ہوس لمس و کنار | ہے فقط دور سے نظارۂ دلبر کی طرح
جسم او ... کی خوشبو سے کیا تازہ دماغ | نہ غرض مشک سے ہے اوسکو نہ عنبر کی طرح
قدر ... اوسکو سوا ... نہیں کچھ پروا | باغباں اوسکو نہ کشمیر و صنوبر کی طرح
ہم فقیروں کی یہ گدڑی ہے لباس شاہی | کیوں کریں اطلس و کمخاب و مشجر کی طرح
طالب وصل کی تو دو عالم سے کنارہ کش ہے | نہ ادھر کی ہے طرح اونکو نہ اودھر کی طرح
ہیں تو فرزند ہوا ساقی کوثر کا شراب | جس سے ہر شخص کو ہے جرعۂ کوثر کی طرح

وہ ہمسر کہیں ... کا جیا ہے داغ | یاقوت میں ... کی لگی اوسکو حنا ہے داغ
... اوسے اٹھا گیر ہو کیونکر عاشق | ہو ورکش ... سے ہم آغوش قبا ہے داغ
مجھکو کیا کیا نہ کیے اوسنے ستم کیا کہیے | کہتے ... نہیں کچھ صبر و رضا ہے داغ
گر خفا مجھسے وہ رہتا ہے ہمیشہ دن رات | چھوڑوں کس طرح ملاقات وفا ہے داغ
یار آہ ہے خدا خلق کے ملنے سے شراب | کام ہے اوسکو اگر خلق خدا ہے داغ

[illegible]

ای جنون تو نی کیا تھا قیس کا گھر بیچراغ
عشق تیری یا تجہ سی تھا کوہکن کے دل پہ داغ

کیا بتاؤن دیکھکر اوسکو ہوا کیا دل کا حال
گم ہوا ایسا کہ پھر ملتا نہیں اوسکا سراغ

کیفیت جنت کی کیا ہی گر نہو دیدار حق
یار بن خوش آ کے کیا عاشق کو سیر بہشت باغ

کیون نہ بلبل چہچہاوی کیون نہ ٹہنچی پھول کے
پھر ہوا ہی شبنم و گل سی تر و تازہ دماغ

ہی چمن جسطرح بلبل کے لیے آرام گاہ
ویسی ہی دیوانہ ہی بوم و جنگل ہی فراغ

اوسطرف سی ہو ہدایت سطرف سی تربیت
چاہیی مرشد کی صحبت ما علیہ الا البلاغ

اوسکو ذکر و فکر سو لی لی کہان ہی مست تراب
کار دیار نفس سی جسکو نہو اک دم فراغ

حسن سے ہے وہ سپہر کا فروغ
اوسکے رخ سی ہو گیا قمر کا فروغ

زلف سی رخ چھپا گئی ظلمت
رات جاوی تو ہو سحر کا فروغ

دیکھ کے یار کا سنہرا روپ
اڑ گیا دل سی سیم و زر کا فروغ

لب و دندان کے سامنی اوسکے
کچھ نہیں لعل اور گہر کا فروغ

کوئی موسی کلیم سے پوچھے
کیسا آئینہ میں تھا شجر کا فروغ

پانی پانی ہوا خجالت سے
سنکے جیحون یہ چشم تر کا فروغ

کیا عجب ہے جو گلشن الحق سے
ہو تراب ایسے بے ہنر کا فروغ

ردیف فا

نت سنہ رکھی ہی یہ دل بیکل اوسطرف
قبلہ نما سی اسکی کجی ہی کل اوسطرف

پھر نہ ہاتھ اسکے پڑا اون شراب
ہاتھ آئی گر تجھے خاک نجف

بکھرا جو اوسکا گیسو پہ ایسا نقاب صاف
روشن ہے جسطرح سے شب ماہتاب صاف

سب دیکھنے ہیں اوسکو وہ بیہوش اوٹھ گئے
کیا منہ جو اوسکو دیکھے وہ سکو حجاب صاف

سنبل نے خوب صفحۂ عارض پہ دی بہا
منظور خوشخطی سے ہوئی کیا کتاب صاف

ساقی میں کب سے مدہوش ہوں کب تلک بھلا
بھر کے کبھی تو جام میں دے شراب صاف

ہرگز ثبات ہستی موہوم کو نہیں
اک دم میں کالعدم ہے وجود حباب صاف

روز حساب سے نہ ڈرائے مجھے کوئی
کیا ڈر مجھے ہے ہو جسکا حساب صاف

کچھ تو غبار یار کے دل میں ادھر سے ہے
دیتے جو ہر سوال کا پھر جواب صاف

کہتا ہے مجھسے تو ہی بڑا یار ہے مرا
بندے سے یہ خطاب ہے اوسکا عتاب صاف

خاطر اوسکی جگ میں مکدر نہو کبھی
رکھے جو خواہش تو دل اپنا شراب صاف

پڑتی ہے جب نگاہ مری یار کی طرف
جھٹ دیکھنے لگے ہے وہ تلوار کی طرف

اوس طرف جو گیا نہ پھر آیا ادھر کبھی
اے دل سمجھ کے جائیو دلدار کی طرف

بنہم شراب پی کے نہیں جاتے شیخ جی
رکھیو خیال جبہ و دستار کی طرف

اگلا رہے وہ کھا کے لیتا ہے دل سے دور
پھر دیکھتا نہیں وہ خریدار کی طرف

جینگا اوس سے جو اگر ہے مایوس کیوں نہو
جب رنج ہو طبیب کا بیمار کی طرف

ق

رستے میں ملگیا وہ پری زاد گلبدن
جاتا تھا ایک روز میں گلزار کی طرف

ردیف فا

کسے طاقت ہے انکھہ اوس سے لڑانے
قطرہ سے مارے خنجر بے تکلف

جیا اوسکی قامت بالا کو دیکھے
جھکی سرو صنوبر بے تکلف

خدا اوس سے بچائے دام دل ہے
خم زلف معنبر بے تکلف

چمن میں جب ملین اوس گلفام کرسانتھہ
گیا جیون باد صرصر بے تکلف

کہا بار ہے تجھے میری بدولت
ہوی جنت مسخر بے تکلف

بنا ہے محتسب پیر خرابات
لیے پھرتا ہے ساغر بے تکلف

جھکادے مجکو اس دور میں ساقی
پلادے جام کوثر بے تکلف

تکلف برطرف مجنون کو جیسے
دکھایا خنجر بے تکلف

قطعہ

تراب اوسکی تجلی دیکھتا ہے
ہمیشہ دل کے اندر سے تکلف

جو دل سے ہے تو نگر بے تکلف
لٹاتا ہے دہی زر بے تکلف

کریگا جو یہان ترک غمروان
پیے گا آب کوثر بے تکلف

شفاعت اپنی امت کی محمد
کرینگے روز محشر بے تکلف

قدم مضبوط رکھہ اے شیخ چلی
نہو جنت سے باہر بے تکلف

کھڑا ہے راہ میں شیطان خبردار
لگا بیٹھے نہ ٹھوکر بے تکلف

ریاسے نفس کو فربہ نکر تو
ریاضت سے ہو لاغر بے تکلف

خلاف نفس کرنا جیتے مرنا
یہی ہے موت آخر بے تکلف

کرے صیقل گرے دل کی جو چاہے
نکالے اوسکی جوہر بے تکلف

یارو آخر جہان کو جانا ہے	دل لگاؤ اوسی جہان کیطرف
اپنے نام ونشان سے جب گذرو	راہ تب پاؤ بے نشان کیطرف
کھچا دل پہ کھچہ شراب کا زور
لگیا پھیر وہ دستان کیطرف

اوسنے پھول لیکے کاکل کو دکھایا کیا صاف	چاندنی رات مین کالا نظر آیا کیا صاف
آئینہ اوسکی صفائی کو نہین لگتا ہے	عارض یار کو خالق نے بنایا کیا صاف
واہ اک ترک سیہ چشم کمان ابرو نے	تیر چتون کا مرے دلپہ لگایا کیا صاف
کوئی واقف نہوا حال سے میرے ابتک	عشق کا داغ مین سینہ مین چھپایا کیا صاف
نہین کھتی ہین کسی سے وہ کدورت ہرگز	صوفیونکے دل صافی کو مین پایا کیا صاف
یاد کرتا نہین بھولے سے بھی عاشق کو کبھی	ہجر مین مجھکو تو دل سے بھلایا کیا صاف
عشق مین یار کو بیخطرہ ہوا ہے شراب	خطرۂ غیر کو خاطر سے مٹایا کیا صاف

ردیف قاف

محبت مین جو کوئی ہوتے ہین صادق	اونھین پر ہوتے ہین معشوق عاشق
مخالف پھر ہمارا کیا کرے گا	ہوا جب یار ہی ہم سے موافق
نہین کرنیکا اب وعدہ خلافی	کیا ہے اوسنے ہمسے عہد واثق
دکھاؤ یارو میرے دلکو لیجا کے	طبیبونمین اگر ہو کوئی حاذق
کرے تشخیص دیکھے نبض اوسکی	ق	غم اوسکو جگر کیا یا ہے تپ دق
وصال اوسکا کسیدن ہوگا سنیو	جدائی کی مرض ہے جسکو لاحق

سراپا مدعی اوس کا ہی ہے — فدا ہی جسپہ سرتا پائی عاشق
گلی سے یار کی باہر کہان جائے — کہ ہے وہ جنت الماوائی عاشق

تراب اوسکی توجہ کب دہر ہے
کہان معشوق کو پروائی عاشق

ردیف قاف

مین کسطرح سہون عشق مین بلائی فراق — کہ آشنائی کیا مجھکو آشنائی فراق
وہ شمع بزم سے دیکھو کدھر گیا ہے — کہ چارو طرف ہے مجلس مین ہائی ہائی فراق
وہ آپ مجھسے جدائی کا دکھ سناتا ہے — مین جسسے جا کے سناتا ہون ماجرائی فراق
فقط مجھی کو نہین غم ہے ہجر کا اوسکے — کسیکو خوش نہین آتی ہے یہ ادائی فراق
کسی بلی سے بچہر بازائی یار سے — سوائی اسکے نہین اور کچھ دوائی فراق
تراب تجھسے خدا جانے کیا ہجھکر دل تھا — کہ ہی تھا ایک دل فگار مبتلائی فراق

تری زبان مین اثر ہے مین جانتا ہون خوب
نہ دے خدا کے لیے مجھکو بد دعائی فراق

ہمکو اوس ظالم سے ہی لطف و کرم کا اشتیاق — وعدہ دیدار پر جھوٹی قسم کا اشتیاق
بلہوس ہے وہ جو لطف و پیار کا مشتاق ہو — عاشقونکو ہے سر جور و ستم کا اشتیاق
ہم ازل سے ہین سر مشتاق کچھ اب سے نہین — تجھسے ظاہر ہو گا اپنا دمبدم کا اشتیاق
پانون اپنے چومنے دے اور کچھ ہمسے نہ پوچھ — یان تلک لایا ہمین تیرے قدم کا اشتیاق
راہ مسجد چھوڑ کر جاتا ہے بتخانے کی طرف — دل مین ہے جسکے کسی کافر صنم کا اشتیاق
یار کو جو مین نہ ہو سیر گل جی بھر کے کی — اوٹھ گیا ہے دل سے اب باغ ارم کا اشتیاق

[illegible]

سو چھ چال نفس و خلق و شیطان	یہ تینوں ہیں طریقت میں مہالک
سلوک و جذب دونوں راہ حق ہیں	تراب اوس کا جو ہو مجذوب سالک

مجھے تو مارا اچھا تیری اکڑ کا مجھسے حجاب کب تک
دکھاؤ گے مکھڑا اوٹھاؤ گے پردا [illegible] منہ سے نقاب کب تک

بھلا پوچھے کوئی صنم سے ہوئی ہے تقصیر کون ایسی
جو بار آتا نہیں ستم سے ظلم و جور و عتاب کب تک

[illegible]
کبھی وہ آتا نہیں ہے گھر ہو رہیں غم سے خراب کب تک

مریں [illegible] ہوا [illegible] شراب خواری
بھلا میں کیسے کرون [illegible] کباب کب تک

امنگ بھری تیری جوانی تو [illegible]
[illegible] شباب کب تک

[illegible]
[illegible] کب تک

جہان فانی [illegible] بقا
وجود دریا کو دیکھو کیا ہے [illegible] حباب کب تک

[illegible] ظلمت سے نور [illegible]
[illegible] تراب کب تک

مجھے تو آتی ہے [illegible] اوسکی [illegible]
وہ دائم صورتیں فی الحقیقت [illegible] تراب کب تک

ہوا یاس [illegible] عاشق ہوا ہے زرد خشک
آنسو اوسکی گرم تر ہیں آہ اوسکی سرد خشک

چشم [illegible] کوئی گریہ غم سے تر ہے
آستین اپنی کرے اوسکو [illegible] خشک

ہے پسینہ عارض گلرنگ کا تیرے گلاب
شبنمی [illegible] کرتا ہے [illegible] خشک

حرکت شاطر سے ہے رفتار و کردار اوسکی سب
[illegible] خشک

[illegible] تو دامن [illegible]
[illegible] گرد خشک

ردیف کاف تازی

[illegible]

کہو زلف میں دل ہاتھ نہ آیا اب تک — دی میں چشم میں پھر پھر کے ہزاروں دستک
نام جنت کا نہ جہان میں رہی جائی گی — جا تو کہتا ہی خدا حافظ و اللہ معک
تو نہیں ہونگا میں الشفیع ترا دامنگیر — خاک پر یاد نہ کر میرے دامن کو جھٹک
یار جس دن کہ میں کہتا تھا نہ کچھ کہیو — ہجر میں آج وہی دن تو دکھاتا ہی فلک
ہجر کی شب ترے میں سوتا نہیں روتا ہوں — نیند آنکھوں سے گئی اور نہیں لگتی ہی پلک
آنکھ جاتی کا کچھ اوسکے تماشا نہ پوچھ — وہ تو بجلی سا مرے سامنے جاتا ہی چمک
ان کو سودا میں پریشان ہمیشہ رہتا ہوں تراب — دل لگا جب سے مرا یار کی زلفوں اٹک

نالہ پہنچا نہ کبھی جسکے لب بام تلک — کون پہنچاوے خبر میری قد گلفام تلک
انتظاری میں گذرتی ہے شب اوٹھ کر پھر — شام سے صبح تلک صبح سے لی شام تلک
دل مشتاق کو آرام کہاں سے آوے — وہ تو جانا نہیں پاتا ہی دلارام تلک
پھنس گیا زلف میں دل دیکھتے ہی اوسکا سوا — صید فرصت نہ مہلت کشش دام تلک
غمسے جل جل کے ابھی خاک ہوا جاتا ہوں — منتظر کون رہے ہولی کے ایام تلک
کامیاب دست ہو و کام سے میں کیونکر — وہ تو آتا نہیں مجھ عاشق ناکام تلک
نام لینے سے میں بدنام ہوا ہوں جسکا — پھر کوئی لا ہی تراب اوسکو بدنام تلک

ردیف کاف فارسی

عشق آیا تو پھر کہاں ہر ننگ — عقل کا قافیہ یہاں ہے تنگ
جو کہ عشق سے ہوا سرشار — ہر کچھ ادھر کی طرح سے اوسکی ترنگ

ولہ

شراب اوسنے تو دھویا ہی دل کی خون سے ہاتھ
حنا سے سرخ نہین ہے کف نگار کا رنگ

نہیں ملتی ہو تم اور رہتی ہو ہم سے الگ
تا صبا اشک روان کو نہیں ہے جائی در آب
اوٹ رکھتی ہین عبث لوگ اوسکو میری آنکھ سے
کوئی دوا نہ جانکی مجھسے نہین ملتا ہی آب
کل عرق پکھڑی پہ اپنی دیکھکے کہتا تھا یار
جسکی باعث سے ہوی آدم الگ فردوس سے

ہو دل غمگین مرا کسطرح اس غمسے الگ
آستین رکھتا ذرا اس دیدۂ نم سے الگ
وہ تو رہتی کا نہین اک دم مرے دم سے الگ
عشق نے مجھکو کیا سب یار و محرم سے الگ
رکھون مین کیونکر گل رعنا کو شبنم سے الگ
یار اب وہ دشمن رکہنے والا آدم سے الگ

حق نے فرمایا ہی مین تو سبہین ہون سبکے پاس
کسطرح دیکھون شراب اوسکو دو عالم سے الگ

ردیف کاف فارسی

اوسنے شوخی کو ہی عاشق کا جیا سر سے الگ
دیکھلو اوسنے نہ کہا کہ مین طالب ہون ترا
توڑ ڈالی ہے قفس اوسنے کئی وحشت سے
تیری کوچے مین کسطرح ہو نہ آؤن کیونکر
یہ تو مانگی ہے جو پیانہ وہ دیتا ہے گالی
ہاتھ مین اوسکے ہی دارو تری بیماری کی

ہے غضب یار و مسیحا کو ہے بیمار سے لاگ
وہ تو رکھتا ہے ہمیشہ اپنے خریدار سے لاگ
کیون شہ صیاد کو ہے مرغ گرفتار سے لاگ
عشق مین تیرے ہوئی کسطرح دو چار سے لاگ
محتسب کو نہین بیفائدہ میخوار سے لاگ
شیخ جی تجھکو عبث اتنی ہے خمار سے لاگ

چین جے آرام گئی دل سے شراب اپنے تمام
ہاے کسطرح لگی اوسکو کسی یار سے لاگ

ردیف لام

ولہ

اونسے کی ہے دل کی خونریزی بہت | ہاتھ قاتل کا نہیں مہندی سے لال

کبھی دیکھی نہ تھی ہمنے شراب
جو دادا اونے دکھائی ایکی سال

۲

یارو یہ بات کی اک ہے اصل الاصول | یا دہین اوسکی رہو ایسے کہ سب کر جاؤ بھول
نفس و شیطان کی اطاعت میں ضلالت ہے حصول | تابع امر خدا ہو پیرو حکم رسول
جو خدا کے لوگ ہیں اونسے بلو خدمت کرو | اس سے بہتر کوئی نہیں ہے خدا راہ وصول
حرف حق گو تلخ لگتا ہے پہ شیرین ہو جینا | جو کرے تمکو نصیحت مان لو مت ہو ملول
دفع ایذا جسقدر ہو آپ سے کرتے رہو | دور کر دو گر پڑا ہو راہ میں خار ببول
بار خاطر ہو کسیکی صحبت میں کو نہیں مت | بلکہ دیوان ہو کسیکے بانی پر او تر ایسے پھول

اول و آخر شراب اوسکا ہمارا ساتھ ہے
جو ہمارا یار ہے جسکو کیا ہمنے قبول

۳

عقل کا علم ہے اودھر تو بچانا ایدل | عشق کہتا ہے کہ پھیر وانسو نہ آنا ایدل
عقل خارج ہو گی جسوقت ہوا عشق کا جلوہ | آنکھ لگتی رہی ہوگی ہوش ورانا ایدل
گر یہ مت کر نہیں ہونیکا غم یار فرو | ہر گھڑی پانی سے یہ آگ بجھانا ایدل
بیٹھ کہتا تھا کہ اک روز تو رسوا ہوگا | اسقدر او سیہ ہوا کیون تو دوانا ایدل
طعن و تشنیع رقیبون سلامت ہے محال | عشق بازی ہے ملامت کا نشانا ایدل
بازآ مان کہا اوسکی طرف پھر مت جا | کیا نہیں اور کہیں تیرا ٹھکانا ایدل
کیون تو مجنون ہوا ہو اعشق میں انگشت نما | نام رکھتا ہے ترا ایک زمانا ایدل

ولہ

ردیف لام

واہ کیا داغو نسی یان پھولی ہین لالی بلبل
آیہ پھولون کو تو چھاتی سی لگالی بلبل

العطش کرتی ہی کیون پیاسی لو پیالہ گل آ
بھری شبنم سی ہین پھولونکی پیالی بلبل

دیکھو یارو کہین گلچین تو نہین آ پہونچا
کرتی ہی شور و شغب شیون و نالی بلبل

زرد ہی دیکھہ ترے گل کو نظر آتی ہے
ہین ترے چوچلے دنیا سی نرالی بلبل

تجھ گل کی قدم بوسی کی تمنا سے
نوک سی کھودی ہی پھولونکی جو چھالی بلبل

شاخ پر گل کی تو کیا پھول کی بیٹھی ہی فقط
اوسکی ہین تجھسی بہت چاہنی والی بلبل

خواب مین مجھکو وہ گلفام جو دیکھے اگر
بھیجتی تو گلشن کیطرف آنکھ نڈالی بلبل

آگ لالی کی دہکتی ہی چمن مین بیدرد
اوڑ گئی آج اپنی پر و بال بچالی بلبل

باغبان اوسنی تو توڑا ہی نہین ہاتھہ سی گل
کیون تو صیاد کی کرتا ہی حوالی بلبل

بلبلین لڑتی ہین آپسمین نہین ڈر گل کا
کیا لڑائی کی لیے پارنی پالے بلبل

گرتی ہین خاک پہ جھڑ جھڑ کی چمن سے
بیٹھی گل کی تو آنکھونسے اوٹھالی بلبل

جسطرح چاہی گلستان کو قلم بند کرے
خط گلزار سے لکھتی ہی قبالی بلبل

کیا ہوا گل جو ہوکر طرۂ دستار شراب
خار تو چومے ترے پانونکی چھالی بلبل

عزیزو عشق مین بیڈھب پھنسا دل
کیا دل ہاتھہ سی میرے گیا دل

الٰہی جون مرا دل مبتلا ہے
نہو وے یون کسیکا مبتلا دل

کوئی دشمن نہین عاشق کا ہرگز
اگر ہی تو اوسیکا دیدہ یا دل

وہ دلبر گر جدا مجھسے نہوتا
تو ہوتا کسلیے مجھسے جدا دل

ردیف لام

پتلی ہے میری انکھہ کی عارض کا اوسکی تل
سودائی ہون کرون نہ جو اوس خال کا خیال

ہوتا ہے قطرہ قطرہ روان چشم سے سرشک
لاتا ہون جب وہ تار بھری جال کا خیال

کیا خوشخرام قامت موزون ہے یار کا
رہتا ہے ہر قدم پہ جسے تال کا خیال

اپنا تو نا وصال رخ و زلف یار سے
کب عشق مین ہے اور مہ و سال کا خیال

عمر دراز چاہیے فکر دراز کو
تا چند رکھون زلف کی ارسال کا خیال

آتی ہے خوب دل مین خجالت سے اے تراب
کرتا ہون اپنے جب برے اعمال کا خیال

ردیف لام

زہر کھا کر مرگیا اک دردمند ہجر کل
یار و مرتا کیا نہین کرتا ہوئی ہجر مشکل

مر کے کوئی جیتا نہین ہے پر یہین عشق مین دیکھین
کیون نہ ہو عاشق کہ غم ہجر انکا بدتر از اجل

پر یہین دل سے ہو تو اندیشہ نہین کچھ موت کا
دور ہو آنکھون سے تو جینا کٹھن ہے ایک پل

منہ دکھا کر چھپا جو ہین چھپ گیا چلمن مین وہ
آنکھ کی پردے سے آنسو کے جھڑے آکر نکل

ایدل آشفتہ گر مشتاق ہے دیدار کا
چار چشم اوسکی گذارہ پڑھ کہ الحب عمل

نوک مژگان سے ڈر اور ابرو کی خم سے نہ پھیر
زخم تیغ و تیر سہنا ہو اور سید الشہید نکل

کاروان جب کوچ کرتا ہے تو کہتا ہے جرس
دیکھنا پیچھے نہ رہنا اے مسافر آگے چل

دوستی مین تو اگر پگڑی ہے سے بدلی ہے تو کیا
دلکو اپنے ہے کے دل سے اس گھڑی لے بدل

جب تصور اوس گل خندان کا کرتا ہون تراب
دل مرا کھلتا ہے ایسا جیسے پھولی ہے کول

جو یہان بوئیگا تخم اوسکا وہان پائیگا پھل
وہ جہان دار الجزا ہے یہ جہان دار العمل

وله

[illegible]

بیٹھے ہیں لذت دنیا میں اہل دنیا یوں
تغیر ہوتی ہے ہر وقت میری کیفیت
خداشناس تو کل اللسان ہوا آخر
بڑا ہی نام وجود و عدم ہے عالم کا

ہو جیسے طعمۂ مردار پر غراب کا حال
جو دیکھتا ہوں مانی کو اضطراب کا حال
جو لنگ ہو وہ کبھی کیا کسی ہی خواب کا حال
جو پھر دیکھیے پڑا کھل گیا حباب کا حال

فنا کی ذکر میں ہستی کی فکر میں ہے
نہ پہنچے ہے کوئی اندرون تراب کا حال

دیکھ تو کیسی ہے کیا پیرنگ دل
چین و آرام اس سے کیونکر کوسوں بھاگ جائے
نفرت کرو کیوں چھپے نہیں دیتا جواب
گوشِ دل سنتے نالہ الفریاد مجزون داد دے
یکا یک بیدل کی دلبر اپنے گھر چلا گیا
کیوں ملامت کرتے ہو یارو نہیں کچھ چارہ
قتل او سے کر یا نصیب گھائل ہوئی ماری گئی
ہ تو [illegible] ہیں [illegible]
حال اس کا سن کر دلربا کہنے لگا
جسکو بیمار و ناتوان کی غم کچھ پروا نہیں

اے بت بے رحم ظالم بے مروت سنگدل
دور ہو دلبر ایسی جبین تنگدل
اے گل غنچہ دہن بلبل کو ہے تنگ دل
ناله شبگیر کیا ہے [illegible] آہنگ دل
کاش [illegible] سنگ دل
[illegible] دل
[illegible] دل
طاق [illegible] دل
آپ تاب [illegible] دل
لگ گیا [illegible] دل

جب سے دیکھا ہے تراب اس شوخ بت [illegible] رنگ
پا گیا اک رنگ میں سو جلوہ پیرنگ دل

قوله

[illegible]

حسن کی جسکے ہو کبھی سزاوار
عشق میں مثل شمع جلنا تھا
کیا ہے یہ دو عاشقی کا کمال
ہجر کی آگ میں جلاوے یا مال

ولہ ۲۱

ہای عجب احوال عاشق آج کی
ہجر دیکھا ہے وہ میں وصل کی
کون بیٹھے در پہ اوسکے منتظر
ہو گیا جی جان سے عاشق نکل
اوسکی عجب سندی نگاہی ہاتھ میں

دیوان ۔ ردیف لام

وہ تیر نیچہ خونریز کو نہ کیون چومے	کہ دست بیسی ہے قاتل کی خونبہا بے قتیل
وہ کالی زلف کو اندھیرے ہے کیے رات	وہ گورے منہ کو نہ ہو ماہ سے کوئی تمثیل
کہان وہ گال عارض کہان بیاض ادھا	وہ اپنی خوبی میں ہے یار دو بی نظیر و عدیل
ہم اوسکے سائل ہیں کبھی نہ دیا	نہوگا ایسا کوئی مالدار حسن بخیل

شراب حسن پرستی تو حق پرستی ہے
میں کیون نہ دوست رکھون حسن کو خدا ہے جمیل

۱۹

وہ گھر اپنے سدھارا ہے تامل	کیا ہم سے کنارا ہے تامل
صباکی کی قباحت کچھ نہ سمجھا	مجھے اس غم سے مارا ہے تامل
دعائیں دون بلائیں اوسکی لیتا ہون	جو پھر آئے وہ پیارا ہے تامل
کہون کیا دیکھتے ہی زلف اوسکی	گیا پھنس دل بچارا ہے تامل
ہیچ پیچ و تاب ہو اوس طرف سے منہ	کر اوسکا نظارا ہے تامل
میں جیتا ہون کہ تجھ سے ہوئی بات	جو دل اوس میں ہارا ہے تامل
کیا اوس شوخ پر قربان میں نے	حیا و ننگ سارا ہے تامل
شتیت میں ملاست کا طریقہ	ہوا اب گوارا ہے تامل

شراب اوسکو اگر پروا نہ تھی کچھ
لیا کیون دل ہمارا ہے تامل

لیگیا یار گنج دولت و مال	دیکھ گیا مجھکو اک جھلک دکھلا
سلطنت لیکے بینوائی دی	یار و کیا کہیے تم سے اسکا حال

لال لب پریان کی لالی غضب
وصف مین اوسکو زبان ہوتی ہی لال

سبز پوشاک اوسپہ دیتی ہی بہار
چاہیے سبز سبز سرو نونہال

سکر اوپر ہی اوسکی جو دہیان
دور ہو خاطر سی سب رنج و ملال

کان کا بالا تکا ہی دیکھنا
چاند کی ہالی کو دی ہی گوشمال

کیا سنہرا رنگ ہی کیا روپ ہی
کیجیی اوس پر تصدق جان و مال

چاند اوسکی منہ کو آگی گھٹ گیا
ابرو خمدار ہین شکل ہلال

آسمان پر کی اوڑی زہرہ او
ایک قدم یاوی اگر باہر نکال

دل مین میری بس گیا کیا جان ہی
برق کا ایک جا ٹھہرنا تھا محال

آنکہہ شربیلی کہان وحشی کہان
چہپا یا وی کہان چشم غزال

پانو تا سر ناز سی انداز ہی
عالم بالا کا کچہہ پوچہو نہ حال

قد بالا کی بلائین لیجیی
اوسکا بالا پن ہی کچہہ یہی دل

کیا قد بالا ہی اوسکا خوش نما
حسن بالا کی پہ کیجیی اشتمال

سرو کو اوس سی جو کچہہ تشبیہ دون
اسپہ آپ ہی خوشی سی ہو نہال

کبک اوسکی پانون پر دہرتا ہی سر
اوس سی آگی ٹہیر جلی کسکی چال

خوش خرامی پر ہین اسکی سب فدا
جہکا خوش گلشن ہی اوسکی ...

دہ صبا و گلگشت سی ہی ...
اوس سی ... کسکی ...

ہر قدم اوسکا ... پایا جو یون
جب طرح ہی آمد در رفت خیال

کیا تنزل کرتی ہی ... واہ
... کی دستی ... ڈال

[illegible]

جسنے ڈالا دل مین پھندا عشق کا ۔ حسن کو اوسکی نہ ہو یارب زوال
جسکی الفت مانگتا ہے مجھسے وہ ۔ دے وہی اپنی محبت جی مین ڈال
حور و غلمان کی رہے سنگت مین ہان ۔ خوش ہو دنیا مین با اہل و عیال
تا سو برس ہو ہرہ ور ہو مال سے ۔ جسطرف جاوے وہ پاوے رنگ و دوال
سرخرو گر پیر سے اپنے رہے ۔ ہووے مقبول جناب لایزال
ہو مدد پر اوسکے پیر دستگیر ۔ پاوے اوسنے ہے جو کچھ اوسکا سوال
دے یہ گدڑی بخش کیا اوسکو دعا ۔ سر پہ ہو جسکے پڑا شالی رومال
دھر قدم اوسکا ہمارے ساتھ ہو ۔ ق ۔ گذرے اچھی طرح اوسکا ماہ و سال
بین حقیقت مین نہین صورت پرست ۔ دیکھتا ہون سب کہین حق کا جمال

رند ہون بگڑا قلندر ہون تراب
یاد تم سے کچھ نہ میری چال ڈھال

طفل نادان اک مجھے سونپا دیا اپنا دل ۔ اوسکو دل کہہ دیا مین تو [illegible]
پیار کیا پیچھے اوسکو نہ ہو کچھ جسکو تمیز ۔ سو وہ اوسکے [illegible] کو کی کیا ما صل
اوسنے ہمکو کبھی جسکے برابر جانا ۔ پیر [illegible] کی [illegible] ہوئے اوس [illegible]
ہو [illegible] اوسکی گردن جھپانے ہو ۔ لاج اگر [illegible] کبھی کی نکر دانے [illegible]
آن بان [illegible] دور کہے ہون اوسکو ۔ ہے بچہ ہر آن نگہبانی نہ ہو میری غافل
جھلس [illegible] بنا اگر [illegible] ۔ ہجر میں جسکی ہے تاریک ہماری محفل
آپ کیا کون ہے [illegible] جدائی کی تراب ۔ عشق کی راہ مین پیسے گڑی ہو منزل

[illegible]

سیکڑون پژمردہ خاطر جی اوٹھے — لب سی تیرے سنکے اک آواز قم
لعل درآتش ہو وہ دوڑ ہی دور سے — دیکھکر عاشق تری گھوڑی کو دم
چاہیے ستون کو سجدہ شکر کا — سر فرو وہ کیون نہ ہون دریا ہم
چیچہی بلبل کے سن کو کو نہ کر — یا نسی اوڑاہی فاختہ الو کی دم

عید ہم شوال مین کرتے تراب
گر نہوتا ہجر کا ماہ دہم

نہین ہجر مین خلد و دوزخ سے کم — کہ ہے یار بن خار باغ ارم
رہی جب پہ یار و خدا کا کرم — جہان مین وہی سب سے ہے محترم
توجہ کری خود بخود جب پہ یار — نصیبے کی اوسکی مین کھاؤن قسم
مری ساتھ غیر پر اوسکا لطف — غضب ہے بلا ہے جفا ہے ستم
سدا دل مین رہتی ہے فکر بتان — ہوا کعبۃ اللہ بیت الصنم
خدا دین و ایمان قائم رکھے — نہین ہمکو دنیا کا جانے ہے غم

تراب اپنا احوال جانے ہے خوب
نہ تم اوس سے واقف ہو یارو نہ ہم

ہوا جو کوئی محو ذات قدم — نہین اوسپہ لگتا وجود و عدم
وہ کب آنکھ اوٹھاتا ہے ایدھر اودھر — جو رکھتا ہے ہر دم نظر بر قدم
کل اک بیوفا نے بھلا وصل کا — کیا مجھسے وعدہ دیا مجھکو دم
نہ آیا کٹی انتظاری مین رات — سر شام سے لیکے تا صبحدم

جاؤ ہیں ستوا اگم طرف سے شتابی کی طرف
پیر شیخ کو دیکھو کعبے جاہے خالی کر کے خم

شیخ یا ہو کر رہا ہے صاف ذکر ہو شراب
کو کتی ہے کو کو اندھی فاختہ الو کی دم

تمہیں ہر طرف ہو جدہر جائیں ہم
خفا ہو کے تیسے کدھر جائیں ہم

نہیں کچھ مزا یار بن زندگی میں
یہی جی میں آتا ہے مر جائیں ہم

نہ دیکھے کوئی اوسکے کوچے میں ہمکو
اگر جوں نسیم سحر جائیں ہم

ہمارے ہی بیٹھے سے اوٹھ جاتی ہو تم
نہ بیٹھیں کہو اپنے گھر جائیں ہم

تراب اوس پری کا جہاں نت گذر ہے
نہ آدمی کبھی وان اگر جائیں ہم

وہ شاہباز ہوا پر رکھے دلیر قدم
ہوا ہے نفس کو اپنے کرے جو زیر قدم

یہ نفس تازی کہ چالاک اپنے کام میں ہے
خدا کے کام میں ہے سخت سست و دیر قدم

زمین پانون رکھوں میں عرش پر اوڑ جاؤ
رکھے جو سر پہ مرے وہ خدا کا شیر قدم

غرور جسکے قدم کی ہے خاک سر چشمہ
کوئی کہ آوے مری طرف اوسکا پھیر قدم

ہوا ہے پیر ستی سے سرفراز جو شخص
اوسی کو چومتے ہیں لوگ گھیر گھیر قدم

نگر گدی کا وہان دخل کیا جہاں ہو شاہ
رکھے ہے شیر کے رستے میں کوئی بھیر قدم

جو نفس و خلق سے نکل سو عشق سے لگ جاوے
رہ وصول تو ہے سالکوں کو ڈھیر قدم

طریق فقر کی آسان نہیں گلشن ہے بہت
رکھو نڈر ہو نہ کوئی بر سر شند پیر قدم

دلی تو ہوے قدم پر کسی پری کے فقیر
تراب کاش ہوا اپنے پیر کا زیر قدم

پسینے مین ترے شبنم کی بو ہے | تجھے ہے گلبدن کہنا مسلّم
کوئی دیکھے تری پوشاک کی سیر | لباس حسن کا ہے ادہی عالم
تجھے اللہ نے دولہا بنایا | بنہ شادی مین تیری شادمان ہم
پہن کے لال رنگا رنگ جوڑے | نئی چھبا بنی دکھلا اہکو ہر دم
تراب اپنا نہ بہولا جان مجھکو | مین تیرے روپ سی ہون خوب محرم

۱۳

بہر رنگی کہ خواہی جامہ مے پوش
کہ من آن جلوہ قد می شناسم

پر بین تیری بیٹھنے دین کیسی بیگانی کو ہم | پان وین کہانی کو رہی گالیان کہانی کو ہم
زلف و خال اپنا دکھلا ہرغ دلکو بت پھنسا | کیا نہین پہچانتی ہین دام اور دانی کو ہم
اسی جنون تجہ نی اوجاڑا قیس کا گھر جسطرح | عشق مین آباد کر دیتی ہین ویرانی کو ہم
باندھ کر دل کو مری زنجیر کاکل مین نکھیہ | کیجیے کیونکر سفید ایسی دیوانی کو ہم
محتسب ایسی قدم رکھتا سمجھکو سنگھری | سر پہ توڑ ینگی تری شیشی اوپیالی کو ہم
بت پرستی بھی ہماری خالی از حکمت نہین | ایکدن مسجد بنا دینگی بتخانی کو ہم
وہ تو ناگن کیطرح ڈستی ہی اور کہاتی ہی بل | زلف پیچان پر لگا دین کسطرح شانی کو ہم
ہم سی پیچھی جو یہان آئے تھے وہ آگے گئے | رنگتی یان سب سے پیچھے آہ مرجانی کو ہم

۱۵

سوز پروانہ پہ دیکھا شمع کو روتی تراب
شمع پر روتا نپایا ایک پروانی کو ہم

جان دینے پر سبھی ہین عاشق ناچار گرم | سر و مہری سی تری ہی سوت کی بازار گرم

ردیف میم

ردیف میم

ذکر کرتی ہی ترا گھیرتے ہین مجھکو رقیب — لینی پایا نہ کبھی منہ سی ترا نام تمام
ہای کل بھی وہ نہ آیا نہ کیا وعدہ وفا — انتظاری ہی رہی صبح سی تا شام تمام
رنگ بو کو تری کوئی ایک نہین لگتا ہے — چمن دہر کے دیکھے ہین مین گلفام تمام
برہمن پوچھتے ہین شیخ تجھے مانتے ہین — زلف و رخ سی ترے ہے کفر اور اسلام تمام
عاشقون کو تری لکنت کی ادا نے مارا — نہ سنا لب سے کسی نے ترے دشنام تمام
رات کو تھے یہ ذرا جھڑکو وہ چھپا لگاتا — ہوگیا مطلع انوار لب بام تمام

اک سخن سنتی ہی قاصد سی کہا یار نی بس
پھر تراب اوس سی کہو کون یہ پیغام تمام

دشمن کفر ہوی مدعی اسلام کے ہم — عاشقی مین ترے ہاتھ کسی کام کے ہم
کسطرح اوس بت کافر کو رضامند کرین — دل دیا تو بھی نہ بھائی وہ دلارام کو ہم
سو پھو پھانس کے مشکل ہی رہائی اوس سے — بیطرح قید ہوئی زلف سیہ فام کے ہم
ساقیا اپنی میں غیرے کالی نہ دلا — کیا ترے منہ سی نہین لایق دشنام کے ہم
ساقیا خوب چھکی ہوگئی سب مست الست — رنگے تشنہ ترے دور مین اک جام کے ہم
ذکر مین تیرے حلاوت ہی عجب نام خدا — توہی ہے ورد زبان صدقے ترے نام کے ہم

اب بھی گر دھیان لگا اوس سے غنیمت ہی تراب
صبح گر سوتی بھلا بھولی ہوئی شام کی ہم

گور مکھ سی ہی غرض زلف سیہ فام سی کام — عاشقی مین ہے یہی صبح و اسی شام سی کام
مین وان جا ہی سکون وہ نہ یہان آہی سکی — رہگیا اب تو فقط نامہ و پیغام سی کام

ردیف میم

اوسنی آغاز جوانی مین لیا پیر کا دل
دیکھیی یارب اس آغاز کا کیا ہو انجام

۲۱
کبھی معشوق تراب آپ نہ تو بن بیٹھا
عشق بازی مین گئی عمر تری ہای تمام

آرہا اشک سی اب دیدۂ نمناک مین دم
ہمدمو عشق نی میرا تو جگر ٹکری کیا
زلف مین پھنسکے نہین ہوش گیا ہو لگا
وہ ہری خاک سی کل جھاڑکی دامن اوٹھا
شوخ چنچل نے جو ہین ہاتھہ مین لی اوسکی عنا
باغبان شاخ ہری کاٹی انگور کی مت
کٹ ہی اوسکی زبان تجھسی جو یہ بات کہے
صبحدم آو ہی عیادت کی لیے وہ شاید

کر دیا ہجر نے کیا کیا نہ مرا ناک مین دم
کیسی مین غم سی رکھون سینۂ صدچاک مین دم
رہگیا لوٹ کی نخچیر کا فتراک مین دم
مل گیا ہی اوسیدم سی مرا خاک مین دم
ہوگیا اوس ہی تجھہ توسن چالاک مین دم
خون ٹپکا نہ کہین ستون کا ہی تاک مین دم
بید لو لگا ہی تری خنجر سفاک مین دم
اٹک رہا عاشق بیدم کا اسی تاک مین دم

۲۲
کیون نہ ہر دم رہون قدمونکی تلی اوسکی تراب
بس گیا اب تو اوسیکے قدم پاک مین دم

جسکی حسن کا پھیلا ہی جگ مین نام تمام
خدا کری نہ کوئی چار چشم اوسکی ہو
وہ رات کہہ کر اٹھا تھا کہ صبح آونگا
گیا جو سامنی اوسکی سو ہو گیا خنجر
یہ تھوڑی عقل نے ساقی مجھی خراب کیا

کیا ہی عشق نی اوسکو مرا تو کام تمام
کہ اک نظر مین وہ کرتا ہی قتل عام تمام
مین انتظار رہا صبح تا بہ شام تمام
نہ کہہ سکا کوئی اوس سی مرا پیام تمام
تو بھر کر دی مجھے اک وزمی سی جام تمام

نام و نشان جسکا کسی سے بیان نہو
آخر تراب کو ہے اوسی بے نشان سے کام ۲۵

درد مند اوسکی ہین جو اونکو دوا سے کیا کام
ہین جو دشنام طلب اونکو دعا سے کیا کام

یار دو اوس بت کو دلا وے نہ خدا کی سوگند
ہے جو بہر در یجو دا وسکو خدا سے کیا کام

گرچہ ہو وعدہ خلافی کا عبث اوسکی گلہ
وہ وفادار نہین اوسکو وفا سے کیا کام

گر وہ گستاخ ہو عاشق سے برا مت مانو
شوخ چشمون کو بھلا شرم و حیا سے کیا کام

جسکو خوش لگتی ہو ظاہر مین فقط صورت خوب
وہ حقیقت سے یقین ہے نہین ناز و ادا سے کیا کام

وہ تو کہتا ہے بلا سے مری مر جائے کوئی
عشق مین اوسکو مرے رنج و بلا سے کیا کام

بارہا عشق مین مر مر کے جیا ہے جو تراب
اب وہ مرنے کا نہین اوسکو فنا سے کیا کام ۲۶

کرتا ہے مجھپہ جھٹ وہ جو بیرون نگاہ گرم
اٹھتے ہی مرے نکلتی ہے جسوقت آہ گرم

چلجاوے ہے بلہوس نہ رکھے اک قدم یہان
از بسکہ ہے یہ عشق و محبت کی راہ گرم

گرمی سے عشق کی نہ کوئی منہ سکو لگے
کرتی ہے سرد دلکو جہان سے یہ چاہ گرم

غم کی طپش سے یون ہے مرا جسم بال بال
جسطرح جابجا ہین ہو زمین گیاہ گرم

مین سیر تیرے ہاتھ قسم کے لیے دھرا
ہوتا ہے کیا سمجھ کے تو اے کجکلاہ گرم

روتے ہین اہل درد و ہم سے تیرے مرے
بھاتی نہین مجھے یہ تری واہ واہ گرم

جا گھر کو ان کی نہ بہت کر تراب سے
کرتا ہے کیون فقیر کا دل خوانخواہ گرم

ردیف میم

حسن میں لیلی ہے گر آپ سے کوئی بات میں کم — عشق میں ہم ہو نہیں قیس سے کچھ ذات میں کم

آنکھ ساقی سے لگی منہ سے لگی دختر رز — ہم سا مستو الا کوئی ہوگا خرابات میں کم

مجھکو دشنام رقیبوں کو عطا کر انعام — نہیں پرسش کے کامیں اور روشنی سنایات میں کم

میرے آنسو سے نظر کر سینا آنکھ سے دور — گھر سے نکلے ہے کوئی شدت برسات میں کم

ہجر کا خوف مجھے آٹھ پہر ستا ہے — نہیں ہوتا ہے کسی وقت یہ دن رات میں کم

خوش نصیب گر مجھے ملا دے کوئی اوسکا دن — مجھ جو برسوں کا گئے ہو ایک ملاقات میں کم

بات کیسو کا سے ہم سنا سے اون کو جھکتے — جھکتی ہیں ہے جو تعظیم و مدارات میں کم

معرفت اہل ملامت کی بہت مشکل ہے — مشتہر ہوتے ہیں وہ کشف و کرامات میں کم

پھر تو کیا غرق ہوا یار کی سمرن میں تراب — اندنوں ہیتی ہے تسبیح کی حرکات میں کم

ردیف نون

یار کو دیکھے جسدن وہ ہے وہی ہے اچھا دن — ہجر میں جسکا حال ہو یہ آج ہو کل وہ مرد انا

وعدہ جو صبح کا کر کے جاہے وہ دوپہر گذری تب بھی آتو — صبر کہاں سے عاشق آئے باقی ہے جب شور اذان

دل تو ہوا خاکستر جلکی ایک نظر میں پی جنجل کے — دیکھی کیا ہو آگی جلکی عشق کا ہے یہ پہلا دن

جب سے میں نے دیکھی ہے اوسکی چھاتی سرگردان ہے مثل فلک — صبح سے لیکر شام تک پھرتے ہیں ٹکڑے سارا دن

دیکھا اوسکو منہ کا سنگار مجھے بھی زلف کی تار — دل لگیا لیلی نہاں کی جرات کا دن

بچھوڑے پر لٹ تیری خوشبو سلسل ہو گیا — وہ شب ہی یا قمری رات تیری چھوٹا دن

مجھکو تراب پیر او نے ستایا یکبار وہ مری گھر آیا — پیار کیا چھاتی سے لگایا اسکو ملا ہے ایسا دن

ردیف نون

دو عالم ہی سر رخسار کا حلقی میں لفو نکی
کسی جرأت ہی جو انکھین لڑا وی یار سی ہیرے
چمن میں باغبان صیاد کو آنی نه دی ہرگز

شیر ہی جیسی سلمان ایک وہنت دو گہر ہین
اولٹ دیتا ہی صف کی صف وہ اک جتو نکی پہیرین
خلل پڑ جائیگا پہر عندلیبو نکی بسیرین

تراب وس لاتعین سی پرا ہی ذات حقکو
وہ کب غفلت سی پڑتا ہی تعین کے بکھیڑین

اودہر وہی ظالم وکشش لیے تلوار بیٹھے ہین
کبھی اوسنے ہمیں قتل پر باندھی ہی بسم اللہ
ہوا اخر کو وہ سودا شروع لیکی جو سودا
کرین کسکس سی جھگڑا ہم انکھین کسکس کا شکوہ ہم
رقیبا وسکی خصو اور ہم ہون اتنی دور کیا جیسے
کدہر ہو وہ متوجہ کدہر انکھین ملا وہی وہ
سنا ہی ہمنی اے بلبل یہان آئیگا گل وہ گل

ادہر ہم سر جھکا کی ناتوان بیمار بیٹھے ہین
کہ جی دینی پہ ہم بھی مستعد تیار بیٹھے ہین
دکان پر یار کی ہی جو کوئی یکبار بیٹھے ہین
سبھی مجلس میں اوسکی اپنے برہم کار بیٹھے ہین
جہان اوسنے بٹھایا ہم وہین لاچار بیٹھے ہین
کہ چار و طرف اوسکی طالب دیدار بیٹھے ہین
چمن میں اسلیے پوشیدہ ہم جون خار بیٹھے ہین

تراب وحشت سی کہدینا سمجھکر یان قدم رکھے
یہان کتنی برہمن توڑ کے زنار بیٹھے ہین

کیا بتاؤن کہان مین جاتا ہون
غیر سے یہ کہا نہیں جاتا
لوگ دیوانہ جانتے مجھکو
باغ پھولا چمن مین آئی بہار

تو جہان ہو وہان مین جاتا ہون
یار کی پاس ہان مین جاتا ہون
چھیڑتے ہین جہان مین جاتا ہون
پہر سو بوستان مین جاتا ہون

ردیف نون

ولہ

ہمارے یار ہو دشمن کو کیا طاقت برائی کی
کرم ہے جسپہ پیرون کا وہ پیارا ہے فقیرونکا
چمن میں دوستی گل کی ہوئی جانسوز بلبل کی
نہیں کچھ تاب ہے وہ بیدد میری دردمندی کی
بدولت یار کے ہنسکے اوٹھایا درد و غم اتنا

کہ خود شامت سے اپنی خانمان ویران ہے دشمن
حسد سے اوسکو آپی جل مواحیران ہے دشمن
کہ لائی زلگائی آگ نافرمان ہے دشمن
کرون من سوکی میں دیکیا دوا درمان ہے دشمن
جسے میں دوست کہتا تھا وہی آن ہے دشمن

تراب وشی مرادل لیکیا انکھین چرائی ہین
حجاب آیا اوسے شرمندہ احسان ہے دشمن

۹

کیا بلا اوسکی آشنائی ہین
راہ ورسم وفا وہ کیا جانے
کج خرامی روش ہے خوبون کی
خار وحسن چوستی ہین اوسکی قدم
جبطرح رخ پہ عکس زلف پڑی
شاہ ہوتی ہین یا ہوس گدا

عمر آخر ہوئی جدائی ہین
منتخب ہو جو بیوفائی ہین
خوشنمائی ہے کج ادائی ہین
خوش ہے مجنون برہنپائی مین
تیرگی چھائی روشنائی ہین
ہے عجب سلطنت گدائی ہین

ناحق اوس بت کی دوستی ہین تراب
لگ گیا داغ پارسائی ہین

۱۰

آہستہ بلا تم شکر ین بیار کی باتین
کیا چین جبین ہوکر مجھے آنکھہ دکھائی
ہنس ہنس کے وہ اوس منہ سے نہین کچھ بھی کہے ہے

کس منہ سے بیان کیجیے اوس یار کی باتین
کی پیچ جو اک نرگس سرشار کی باتین
یوسف کیطرح سنکے خریدار کی باتین

ردیف نون

ولہ

لہو کون اوس ستمگر سی تپاک باہر نکل گیا ہی
دگر نہ ہجر مین ہزاروں جان جاتی ہین

کہی تیری ہین اوس سب تراب آتا ہی لو پجر اب
ہم اوسکی پاس جسدم مسکرہی جسں آن جاتی ہین

چمن مین یار کی خلقتی سی ہی یہ جی کلیان
بہلا کیونکر نکھاوون یار کو مین اوسکی تیر آ
چمن مین یار کل آیا لگا کی مہندی ہاتھو مین
عدم دی ہمکو اسی جھوٹی یہ بوسی دینکی ہین تیچ

لگی ہی کسکی شمشیر کو کل ہمین کیون کھلتی ہین کلیان
دوانی دلکو تیر بہاتی ہین کون ہاتھ کی کلیان
گلوں کی رنگ حسرت سی ہتیلی اپنی ملیان
وگرنہ کیون لگی شمشیر سی سر کی اتنی قلیان

تراب اب کیون نہ جل بجھین پروانہ تیری غم سی
ہزاروں شمع مجلس مین تیری آگی کھڑی جلیان

گالین اوسکی گریان سی نکلی ہین نہین پریان
بجز کافر ستی اور کچھ بہاتی نہین دلکو
دکھائی یار نی جب تیغ ابروا پنی آنکھوں کو
جھلکتی ہین یاری نازکی گلعذار ہر دم

ہوتی ہین ستن پہ اوسکی ہماری اشک کی لڑیان
بتونکی صورتین یارب اوسی جب نظر پڑیان
پلک یاری شوخی سی تنک بھی وہ نہین ڈریان
نہین پہ قدخوبان ہین الست کی ہین گلچھڑیان

تراب آنکھوں پہ دلکی مطرح یہ رخم آ بیٹھا
نہین معلوم کسکی چشم خونخوار و سنی جا لڑیان

صیاد ہو بند جانیگا اکدن کسی فتراک مین
کیا ملا تیرا شمشیر سے دل صد چاک سی
اوس سبزہ کو کوئی مدرک کہہ کیا جانکی

اپ دل ہی مرنی سی سوین دل چاک مین
یار کی شکلین نظر پڑتی ہین ہر سر چاک مین
جو نہین آتا کسیکی فہم اور ادراک مین

[illegible]

داغ دل دیکھکے وہ کہتا ہے / یہ تو میرے چمن کے لالہ ہین
وہ تو دشمن ہے دین و ایمان کا / کسکو اوس برہمن کی لالی ہین
گرچہ وہ راہزن ہے دل کا تمہارا / ہمکو اوسی راہزن کی لالی ہین ١٨

وہی بیدل ہے کہیں وہی دلارام کہیں / وہی ہے نیک کہیں ہے وہی گلفام کہیں
ہم دل و جان سے بندہ ہیں اوسکی مولیٰ / جسکو ہم کہیں کہتے ہیں اور رام کہیں
اول و آخر اوسے کیون نہ سمجھے یارو / وہی آغاز کہیں ہے وہی انجام کہیں
نیک و بد اور کسی کو ہم نہیں سب تجھے / ہمیں ہیں نیک کہیں اور ہمیں بدنام کہیں
پیچ کی بات ہے یہ کون سمجھتا ہے تراب / آپ ہی ہم صید ہوئے آپ ہی ہوئے دام کہیں ١٩

پاوے کس طرح سے عاشق کا دل آرام کہیں / خود ہو بیچین اگر اوسکا دلارام کہیں
گل و شمشاد سے پھر بلبل و قمری کیسے / باغ میں جا ہے جو وہ سرو گل اندام کہیں
بوے گل سے یہ مہکتی نہیں آتی ہے صبا / لیے جاتا ہے کوئی یار کا پیغام کہیں
ست بہت گرمی سے رندونکی طرف جاتا / محتسب دیکھ نہ جا تجھ سے سلام کہیں
آج میخانے میں دیکھا تو ہے کچھ اور ہی رنگ / ساقی ہے لوٹے کہیں بادہ کہیں جام کہیں
بیقراری سے ایسا نہیں عاشق کا قرار / دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں
سودا دیوین تراب اوسکی عوض یار کو ہم / وہ اگر دیوے ہمین ایک بھی دشنام کہیں ٢٠

کبھی وہ طوق پہنے کبھی پہنے ہے زنجیر میں / رسا ہے دل یہ پھنسا اوسکی [illegible]

ردیف نون

[illegible]

[illegible]

ننگی تلوار بھووں کی وہ دکھاتا ہے مجھے
داغ سے دل کے اگر لیکے سپر جاتا ہوں

ہو غضب گر وہ کمان کھینچ کر پھینکے تیر اودھر
جسکو میں چاہتا ہوں دیکھکے ڈر جاتا ہوں

شیخ تو بھر خدا جا کہ خدا گنج میں بیٹھ
میں تو اک بت کے لیے راہ نگر جاتا ہوں

یا الٰہی نہ مجھے خوبوں سے پھر کام پڑے
ملک خوبو نسے میں جنجال میں پڑ جاتا ہوں

عشق نے شہر میں ایسا مجھے بدنام کیا
چھیڑتے ہیں مجھے ہر ایک جدھر جاتا ہوں

کہتے ہیں لوگ کہ ابتک نہیں پر ساتھ گئی
جس طرف لیلی ہیں دیدہ تر جاتا ہوں

پھر انا الحق ہی نکلتا ہے مرے منہ سے تراب
جسگھڑی اپنی خودی سے میں گذر جاتا ہوں

میں اوسکی ترک عشق کی تدبیر کیا کروں
دیوانہ مجھکو کرتی ہے تقدیر کیا کروں

دن رات آہ کرتے گذرتی ہے عشق میں
اک آہ میں مری نہیں تاثیر کیا کروں

مجھکو شکار کرکے تو کہتا ہے کیوں حرف
دلکو ترے بنا کے میں نخچیر کیا کروں

پیاری ہے تیری باتوں سے مجھکو کیا ہم عشق
کاغذ پہ لکھکے میں تری تصویر کیا کروں

مجھکو ہوس ہے یار کے پاؤں کی خاک کی
لیکن حسود سے میں اکسیر کیا کروں

یاروجہاں مجھے نظر آتا ہے خواب سب
اس خواب کو میں کیا کہوں تعبیر کیا کروں

بھاتی ہے مجھکو درد تراب اک جوان کی
اسکی دوا بتا مجھے اے پیر کیا کروں

سوز دروں کے اپنے میں تحریر کیا کروں
طاقت نہیں بیان کی تقریر کیا کروں

اوس دلربا کی ناز نے بیدل کیا مجھے
دل لیگیا ہے تسپہ دلگیر کیا کروں

ردیف نون

[illegible]

ایسے قاتل سے کب تلک تڑپیے	زیادہ طاقت نہیں یہ بسمل میں

٢٧ آگے وہ کیا سفر کریگا تراب
تھک گیا ہے جو پہلی منزل میں

عشق سے تیرے ہاتھ سے جو خستہ و دلریش ہیں	اونکو چاہیے سوکھے وہ بیخود و بیخویش ہیں
بد وہی ہیں آپ کو جو جانتے ہیں سب سے نیک	آنکو جو سب سے کم سمجھیں وہ سب سے بیش ہیں
دوستو اب کسطرح اپنا گذارا ہو وہاں	اوسکی مجلس میں تو دشمن پھر وہی درپیش ہیں
دشمنوں کی میٹھی باتوں پر نہ کیجے اعتماد	شہد کی مکھی ہیں ویکو نکر کہوں بے نیش ہیں
رات دن جو خواب و خور میں کرتے ہیں اوقات بسر	آدمی اونکو نہ کہیے وہ تو گاو میش ہیں
منکروں کی آنکھ میں گو بیقدر ہیں صوفیہ	قدر اونکی ونسے پوچھو جو ارادت کیش ہیں

٢٨ کام درویشی کا ہے حیف نہ بن آیا تراب
اس لباسی فقر میں کتنے کو ہم درویش ہیں

ردیف نون

خدا کی جنکو خوبی دی وہ برقع منہ پہ ڈالے ہیں	کمال اپنا چھپاتے ہیں کیونکہ جو اللہ والے ہیں
نہ کہا اے منکر فقیر از بان سے اپنی بیگانہ	کہ درویشوں نے ہر بات کو مرد سب نے پکھی سنبھالے ہیں
تو ارباب ملامت کی بھلا حیثیت کیا واقف	بغل میں جنکی شیشے ہیں اور ہاتھوں میں پیالے ہیں
تو کیا جانے کسے مجذوب کہتے ہیں کسے مجنون	کہاں اندھے کو سوجھے یہ کہ گورے ہیں کہ کالے ہیں
ولی کو بجز ولی ہرگز نہیں پہچانتا کوئی	جو بندے خاص ہیں حق کے وہ دنیا سے نرالے ہیں
ہزاروں اولیا کو ہم حسد سے اہل بدعت ہیں	اونہیں سے خیر و برکت ہے وہی دنیا سنبھالے ہیں
چھپے رستے ہیں سب سے اہل حق اونکو کیسے ہیں	نبی ہیں جو ہدایت کیلیے وہی سر نکالے ہیں

ردیف نون

اوسکی صحبت مین ہو جسسے ہدایت پاؤ
جگ مین اوباش بہت لائق صحبت کم ہین

یکجہان خواہش دنیا سے سراسیمہ ہے
خالی از آرزو دولت و حشمت کم ہین

جنکو وسعت ہے وہ تنگی سے بسر کرتے ہین
اہل دولت ہین بہت اہل سخاوت کم ہین

کسکے ساتھی ہین کہ کا تو نہین کوئی کسیکا
یار راحت کے ہین بہت یار مصیبت کم ہین

کیا کسی کو کوئی اسوقت مین کیجے امید
بیمروت ہین بہت اہل مروت کم ہین

کوچۂ یار مین عشاق ہین رسوا جیسے
تماق مین ایسے بھی رسوا و فضیحت کم ہین

اہل حق اگر زمانے مین ہزارون تھے تراب
اس زمانے مین خدا دان سے شناسا کم ہین

سوا تیری نہین رکھتا کسی سے الفت ہون
ہوا مین خلق مین رسوا تری بدولت ہون

مین کسطرح کہون دل پر ستم نہین ہے اب
کہ مبتلائے پریزاد و سرو قامت ہون

جو وعدہ وصل کا وہ دور و دراز کرتا ہے
مین اوسکی وصل کا مشتاق تا قیامت ہون

تو جسطرحکہ ہمیشہ مجھ سے جاتا ہون
نہ کہہ مین دشمن جان ہون بلا ہون آفت ہون

نہ دل لگی کرو ہنس ہنس کے مجھسے ہے یہ مذاق
مین اپنے یاران سے کرتا ہی نصیحت ہون

وہ دلکو لوٹکے کرتے ہین دین کو غارت
مین اونسے ملکے ہوا اسطرح فضیحت ہون

رقیب مجھکو سناتا ہے بار بار کیا
کہ اپنے یار کا مین مورد عنایت ہون

تو اپنے لطف و کرم سے نہ رکھ مجھے محروم
کہ آشنا ہون ترا واجب الرعایت ہون

نہ ہوگی مجھ سے کسی اور کی ہوا خواہی
فقط تراب ترا مین طالب محبت ہون

۳۵

گوری بلکھ لیسی اوسطاز لت کو پیاری نہ کہین
جی سی مت جا ہو کسی شخص کو گھائل کرنا
کون کہتا ہی تجھی شہر مین بدنام کیا
یار شاطر نہ بہت خوبون سی ہو ڈرتا ہون
یار دیوانہ بناؤ نہ مرے دل کو تم
ڈو جاؤ کا سدا خوف و خطر رہتا ہے
اسلیے یار سی ملتو نہین دیتا ہون او
سامنے یار کے اسواسطے رہتا ہون کھڑا

دل زخمی کو مری چاندنی مارے نہ کہین
چوٹ لگ جاے میان لیہ تمہارے نہ کہین
ڈر سی تیر کے عاشق تو بچارے نہ کہین
عشقبازی مین تو دل یکو ہارے نہ کہین
بیڑیان پانو مین کوئی ڈالی ہمارے نہ کہین
گھر بناؤ نہ کوئی دریا کی کنارے نہ کہین
مدعی میری بنی بات بگاڑے نہ کہین
غیر کا نام نہ لی جسمے پکارے نہ کہین

گھر تو لایا ہون شراب و سلو یہ و ظرف کا ہے مجھے
پھر خفا ہو کی گھر اپنے وہ سدھارے نہ کہین

۳۶

یار و گوری مکھ پہ اوسکے زلف بکھیری نہین
یار کی پلک سیری نہین لگتی کبھی
دیکھ پا انکھون سی مجھکو دیکھ لے اوسکا جمال
آیا سمجھ کرتا ہی دل اوسطرف سی پھیرتا ہون
ایک کو ناوان دیکھی ہم تو ایک ہی
کیون فن کہتا ہی مگر پھر جا بسے جدا
ایسی یا تو نہین وہ میرا دل لیے جاتا ہے شراب
وہان سی جو یہان سیر و سفر کرنے کو آئی مین

چاندنی نکلی ہے دیکھو رات اندھیری نہین
دیدہ مشتاق کو دیدار سے سیری نہین
اے دل شیدا یہان تقصیر کچھ تیری نہین
یار نی میری طرف سے انکھ کچھ پھیری نہین
وہ تو مصر ہی ہمارا انکھ کچھ دیری نہین
مین نہین پانون گا جیسے آپ بتیری نہین
دلربا ایسا کوئی بستان تقریر کی نہین
کوئی دن رہ کے پھر جانا مگر میرے کو آئی مین

ردیف نون

[illegible]

[illegible] ہون [illegible] کی نگاہ تری
[illegible] پہ [illegible] بار ہو
[illegible] جان اوجھا [illegible]
[illegible] اور نہ [illegible] پہچان
[illegible] اوس سے زیادہ نہیں کوئی ساودان

۴۳

کبھی [illegible] ایسا ہون کوئی [illegible] سنتا نہیں
[illegible] عشق کی [illegible] کوئی [illegible] کرتا نہیں
[illegible] عارفی کی چال [illegible] پیا رہی
[illegible] دیوانہ [illegible] سو دا نہیں
[illegible] عشق [illegible] پہنچا [illegible]

ردیف نون

۴۰

دل کو ایسی درد ناحق سے کہ چین اک دم نہیں — عشق کا وہ زخم ہے جسکا کوئی مرہم نہیں
ایک بھی سیدھی لگا اوسکی نہیں چٹی اجھ — کس طرح کہیے جو ہے آج کل برہم نہیں
یار سے میری برآمد کیون نہیں کرتا ہے رقیب — مدعی اک وہ بنا تو ہی مین یا ہم نہیں
خود بخود یاری ہے اوسکی ہمکو بیزاری ہے جی — حال دل کس سے کہون اوسکا کوئی محرم نہیں
پھر وصل اب تیرے برابر ہو گیا جاتی سو ہو — جب خیال اوسکا اوٹھا دل سے تو کچھی غم نہیں
پھر کوئی جاوے نہ بھاوے شانی ہمکو کاش — فقر کے عالم میں بہتر اس سے کوئی عالم نہیں

زیادہ اس سے تم رلہائی مت کرو اوس سے تراب
جی کو ٹھہراؤ کوئی اوسکی سبب ہے کم نہیں

۴۱

سرگروہ عاشقان مشہور دربار میں نہیں ہون — آیا جاتا جب سے میں تجھ بو تکی سرکار میں نہیں ہون
کون اوس سے کہے کہ یہ تو غلط کہتے ہیں آپ — ہو وفا کوئی اور ہو گا میں تو وفادار میں نہیں ہون
مجھے ناحق کہتے ہیں عاشق ستمگاری کا نام — دلبری کرتا ہون سبکی کو دل آزار میں نہیں ہون
پیکے جام عشق بیخود ہو گئے فرہاد و قیس — میکدے میں عشق کے میں یک ہشیار میں نہیں ہون
شیخ پائی تونے قید شریعت سے صلاح — میں تو بھوا ایک کافر کا سیہ کار میں نہیں ہون
کون میں جنجال سے چھٹا اکا کی جز خدا — بس گیا یہ چھپ میں [illegible] سر تار میں نہیں ہون

ناز اپنی حسن و خوبی پر ہیں جسکو تراب
میں تو ایسی نازنیں کے ناز بردار میں نہیں ہون

۴۲

ہنسکے جب وہ چلا وہ راحت جان — روکے میں نے کہا خدا کی امان
اے کمان ابرو اسطرف پھر دیکھہ — ہون خم و چم پہ تیری میں قربان

[illegible]

ہجر میں قاصد مری حالت ہے تنگ	بات کہنے کی رہی قدرت کہاں
اوسکو یاں لے آ قدم رنجہ کر کے	مجھکو جانے کی وہاں طاقت کہاں
عشق نے ہمکو کیا صحرا نورد	دیکھیں لیجاتی ہے یہ وحشت کہاں
بیقراری میں کٹی ہے رات دن	چین کسکو کہتے ہیں راحت کہاں
اب تو بھائی لذت سیر و سفر	گوشۂ عزلت کہاں خلوت کہاں
جو قناعت کر کے بیٹھا اپنے گھر	اوسکو پروا ہے در دولت کہاں

کیوں نہ درویشی میں خوش ہے شراب
اسقدر آرام و یہ عزت کہاں

ردیف نون

گور میں لیجا کے وہ صورت بری دکھلاتے ہیں	روح سے پوچھتے ہیں جو فرشتے آتے ہیں
کہتے ہیں من ربک سے وہاں منکر نکیر	جو خدادانی ہیں ہم نام خدا بتلاتے ہیں
حشر میں غفار کہکے پکارینگے تجھے	کیا ہوا گر عاصیوں میں ہمکو یاں پاتے ہیں
کیوں نہ ہو عفو و کرم تیرا اوسکو آسرا	وہی تو امت میں ترے محبوب کے کہلاتے ہیں
یاد پڑتی ہے گنہگاروں کو جب رحمت تری	دل سے سب خطرے عذاب گور کے سٹ جاتے ہیں
قبر کی تنگی و تاریکی سے اونکو ڈر کہاں	جو یہاں حجرہ میں بیٹھے ہیں نہیں گھبراتے ہیں

بندگی ہوتی کی ہم سے کچھ نہیں ہوتی شراب
دعوی اوسکی بندگی کا کیا کریں شرماتے ہیں

مرے دل پہ داغ اوسنے دیے ہیں	جو ہاتھ لے ہیں میں گلدستہ لیے ہیں
گرہ وہ آرزو کا غنچۂ عشق	پیالے زہر کے جسنے پیے ہیں

[illegible]

ولہ

[illegible]

کسطرح کہیے اوسکو بھلا سایۂ خدا — گر عدل و جود و مہر نہو بادشاہ مین
دنیا کی سلطنت کو سمجھتے ہین یون فقیر — تو شا کبھی بنے کوئی جیسے بیاہ مین
ہشیار سیکڑون مین نہ پایا کسیکو آہ — بیخود کوئی نظر نہ پڑا خانقاہ مین
تقوی پر اپنے شیخ تجھے اسطرح ہے ذوق — فاسق کو جیسے ملتی ہے لذت گناہ مین
اک دن جا کے در پہ خرابات کے تو بیٹھ — کب تک پھنسا رہیگا مشیخت کی چاہ مین
عاشق کا حال یار کسی دن تو پوچھتا — تاثیر ہوتی کچھ بھی اگر اوسکی آہ مین
عرفان حق سے جسکی ہوئی ہے نظر بلند — ہفت آسمان پست ہین اوسکی نگاہ مین

یان کیون نہ ذکر یاد ہمیشہ ہے اے تراب
کرتا ہون نفی غیر ہین ہر لا اِلہ مین

ولہ

کیا مجنون الٰہین قیس کے پانو مین زنجیرین — وہ مجنون ہی کہ ہاسر جسنے لیلی کی تدبیرین
نکالو مار دیوان کی تنہا [illegible] ہی کہدو — زبان اوس سے کیا ہونگی ترے عاشق کی تقریرین
ملین اوس سے کیا کہون [illegible] نہین [illegible] پایا ہو — وہ کہتا ہے مجھے تیری نہین بھاتی ہین تقریرین
زبانی اوس سے کیا کہیے عرائض لکھ کے کیا بھیجے — نہ پہنچاتی ہین تقریرین نہ کچھ بنتی ہین تحریرین
چمن مین آ کے جب وہ گلبدن بیٹھا تو یا کہوتے — دوانا کیون نہو بلبل گریبان کیون نہ گل چیرے
بغل مین ان کے ہے [illegible] کمانی کا مرقع ہے — بھری ہین اوس مین رنگا رنگ کیا خوبون کی تصویرین
تو اپنے ہاتھ سے عاشق پہ گر اک وار مارا ہے — جنازے پر تجلی اوسکی جا کی کہدی چار تکبیرین
اجل آئی ہے کسکی کون ہووے چار چشم اوس سے — وہ ترک چشم [illegible] شمشیرین
مری خواب پریشان سنکے کہنے لگا وہ یوسف — کوئی کہتا رہا کب تک ترے خوابون کی تعبیرین

ردیف نون

[illegible]

کنج مخفی کا ہے ظہور عیان
دیکھتا ہون مین اوسکا نور عیان

یار دیدار کی ہو جان چاہو
ہے تجلی کوہ طور عیان

ہر جگہ مجھکو سوجھ پڑتا ہے
وہ پری چہرہ رشک حور عیان

ق

حال میرا کوئی صنم کے لیے
مست کرتی یار کے حضور عیان

ہے وہ عالی دماغ و نازک طبع
بلکہ سر تا قدم غرور عیان

شیخ ... دم کھائیگا نہ بولیگا
ہوگا پھر ایک دن فتور عیان

یار تجھسے تراب کیون نہ رکے
عشق ہے خود ترا قصور عیان

سـ٥

دام میں بلبل کو گلشن کی خبر ملتی نہیں
گل کی خوشبو کیطرف باد سحر ملتی نہیں

جسکی قسمت میں پڑا ہے عشق از روز ازل
راحت اوسکو اس جہان میں عمر بھر ملتی نہیں

الفت اوسکی کسطرح دل سے اوٹھ گیا کیجیے
اس مرض کی کوئی دوا ہی کارگر ملتی نہیں

آہ کھاتا ہون جگر کو بات آنسو نکلی دیکھا
جوہری ایسی کہیں سلک گہر ملتی نہیں

لیلی و شیرین کیا اوسکو کوئی تمثیل دو
صورت پیکر سی کوئی شکل بشر ملتی نہیں

... کیون دل میں عاشق کے سما
کیا تجھے کوئی اور جا ہی مختصر ملتی نہیں

اوس شکر لب کے کہا گل سے ناحق ترش رو
کیا مزہ لیجیے تجھی کان شکر ملتی نہیں

اہل دنیا کو بھی کیونکر تلاش سیم و زر
اونکو آسایش یہان بے سیم و زر ملتی نہیں

اس جہان فانی میں بے ہنر ونکو ہی دولت نصیب
کون کہتا ہے کہ روزی بے ہنر ملتی نہیں

یار دیکھ غیر ونکی طرف کس وقت ہو اوسکا خیال
یار سے فرصت مجھے آٹھوں پہر ملتی نہیں

ردیف نون

کیا بہادر ہین سپہ سالار ہین شمشیر جنگ | جنگو وقت جنگ تلوار و سپر ملتی نہین

نفس کی اصلاح پہلی کر ریاضت سی شراب
بی شکست نفس امّارہ ظفر ملتی نہین

ایضاً

جسکی زبان پر ہو دن رات نام شیرین
نکلی لب اوسکی سنہ سی غیر از کلام شیرین

فرہاد بیستون پر کیون جا کی سر پٹکتا
ہوتا کہ زیر چوں اوسکو بالای بام شیرین

بیٹھی کبھی تو ہوتی تیشی کی دھار اوسکی
اک دن کوہکن کو پہونچا سلام شیرین

انعام خوب دیتا شدّاد اوسکا جوم لیتا
قاصد سی گرچہ سنتا کچہہ بھی پیام شیرین

کتنی ہی کا پیالا فرہاد نوش کرتا
خسرو اگر نہ پیتا ہنس ہنس کی جام شیرین

اوسنی مزہ نہ پایا شیرین کی چاہ مین کچہہ
رکہا خدا نی اوسکو تشنہ کام شیرین

شیرین کی بندگی مین پہونچا شراب کیا حر
خسرو بھی ہو گیا تہا دل سی غلام شیرین

ایضاً

ہم دن رات یار سا طر ہین
ہم ہین اک اوسکی بار خاطر ہین

جسطرح چاہو اوسطرح کی لو
ہم گنہگار عشق حاضر ہین

جسکو دیکہا سو ہو گیا مفتون
پیار سی آنکھین تری تو ساحر ہین

گو چہپاتی ہین عشق اپنا ہم
پر تمہاری نظر مین ظاہر ہین

بیر رکھتی ہین اہل دین سی شراب
یار کی زلف سخت کافر ہین

ایضاً

بیقراری مین سکی ہو رات دن | پہونچا ہو کس طرح دلو یار تک

[illegible]

گہہ ہی لب پہ شکوہ غم ہی کہی فغان
کہتا ہون سبکی ہی کبھی وای کیا کرون

مضطر ہون بیقرار ہون بیاختیار ہون
دل تو گیا ہی ہجر کو صبر ای کیا کرون

مجھکو تو کچھ نظر نہین پڑتا سوای یار
انکھون مین میری یار گیا جای کیا کرون

ای شاہ حسن بہر خدا یہ سخن نہ کہہ
تجھسا عاشق فقیر کی پروای کیا کرون

اکبار اکی ملکی ترے جیمین بس گیا
پہر ای تراب بس نہین ترای کیا کرون

وہ شاہ ہند ستو جو ادہر ہووے تو مین جانون
فقیر دین کی طرف اوسکی نظر ہووے تو مین جانون

کیا جسنی مجھے رسوا ہی خوش اوسکو کیا پروا
کوئی اوسکی لیئون در بدر ہووے تو مین جانون

مین روتا ہون ادہر وہ ہنستا ہی کہرا ادہر
وہ میرے خشک لب پر چشم تر ہووے تو مین جانون

مجھے تو رات دن اک پل نہین پڑتی ہی اوس بن کل
کوئی مجھ بن یون آٹھو پہر ہووے تو مین جانون

مجھے یان سب کہے جاتا ہی کہ یہ اوسپہ دیوانا
کوئی کم نام ایسا نامور ہووے تو مین جانون

وہ سب کہتر مین جاتا ہی مرا جی تلملاتا ہی
کسی دن اس طرف اوسکا گذر ہووے تو مین جانون

جب اوسکو بھی یہ عشق اودہر ہی مین جاوے
تراب اس لطف سی کوئی خبر ہووے تو مین جانون

٦٣

کٹھن ہی اوس سی کہین چھپا کی بیٹھے رہون
ندیکھون اوسکی طرف چھپکا کی بیٹھے رہون

وہ چھوڑتا نہین مجھکو پڑا ہی پیچھے مرے
بھلا مین اوس سی کہان جی چرا کی بیٹھے رہون

اوٹھائی کون مجھے وان سی جب تلک گا ہی
لگن مین شمع کی تن من جلا کی بیٹھے رہون

عجب نہین کہ پہر اوسکا کسی سی دل لگے
کسی سے مین جو اسمین دل لگا کی بیٹھے رہون

ردیف نون

[illegible]

ردیف نون

کس سے ملنے کا کروں اقرار کسکا ہو رہوں
ہیں مرے سب طالب دیدار کسکا ہو رہوں

چاہتا ہے ہر کوئی بس میں کرے اپنے مجھے
جگ میں ہیں سیکڑوں تو کتنے یار کسکا ہو رہوں

مثل بلبل ہیں مرے دامنگیر عاشق ہزار
صورت گل ہیں سبھی کے کانار کسکا ہو رہوں

حسن کا ہے تو بازار مشہور ہے آفاق میں
عشق کی ہیں شہرہ بازار کسکا ہو رہوں

غم سے میرے مر گئی ہیں سیکڑوں میں کیا کروں
کسکی غمخواری کروں غمخوار کسکا ہو رہوں

دوستو تم سب کے ہو میرے لیے خانہ خراب
میں جدا اپنا ہوں رو رو گھر بار کسکا ہو رہوں

مجھسے ناخوش ہو گئے تم کس لیے ہو کر خوش ہزار
آپسے ہوں میں اگر بیزار کسکا ہو رہوں

کیوں بتاتا ہے مجھے ہر بار کسکا ہو رہوں
پہلے کسکو چھوڑ دوں آخر کار کسکا ہو رہوں

چھوڑ دے باطل کو سہل ہے تو ہو وصل الحق
ہو گیا سودائی مشکل ہے یار کسکا ہو رہوں

کب تلک سوتا رہیگا جاگ آنکھیں کھول دیکھ
سچ کہو تم اب بیدار کسکا ہو رہوں

میں تو تیرا ہو گیا تو کیوں نہیں ہوتا مرا
پھر تو کہتا ہے نہ ہشیار کسکا ہو رہوں

سب ہی تو تیرا ہوا ہے اک جہاں تیرا ہوا
کس سے کہتا ہے تو اے عیار کسکا ہو رہوں

چپکے کیا کہتا ہے پیارے راز ہے اسکو فاش
رازدار و محرم اسرار کسکا ہو رہوں

دل لیا جسکا تیرا اسیر ہوا وہ بیچارہ
ناحق اب کہتا ہے وہ دلدار کسکا ہو رہوں

ہو جسے دلبر دکنی ہر میں چین
کب ترے اوسکو اپنے گھر میں چین

جسکو ہر ہر جگہہ ملے اک یار
اوسکو کیوں نہو سفر میں چین

[illegible]

موم دل شمع کی مانند تجھے کون کہے	تو تو پتھر ہی جو عشاق کی گھر جلتی ہین
وصدم منہ سے نہیں آہ کا نکلے پہ دھوان	آتش عشق سے عاشق کی جگر جلتی ہین
جب سے اک مہر جبین مجھ سے ہوا چشم دو چار	اشک گرم آنکھ کو دیدۂ تر جلتی ہین
کون واں آتش میں کھڑی کو نظر سے دیکھے	دور سے دیکھ کے اہل نظر جلتی ہین
شرم سے منہ پہ جو دن رات رکھے ہے برقع	رشک سے اوسکی مہ و شمس و قمر جلتی ہین

کسطرح شوخ پہ چھڑکے تراب اوسکو کہے
رو برو جسکی پریزادون کی پر جلتے ہین

گل بھی لگتا ہے خار آنکھون مین	کیا سمایا ہے یار آنکھون مین
منہ دکھا کر وہ چھپ گیا جب سے	آنسوؤن کا ہی تار آنکھون مین
تاک مین اوسکی گل سے میری نگاہ	پھرتی ہے بیقرار آنکھون مین
راہ اوسکی کہان تلک دیکھون	کھبتی ہے انتظار آنکھون مین
جلوہ گر ہو وہ شوخ پردہ نشین	پھر کہین ایک بار آنکھون مین
وہ تو رکھتا ہے قتل دل کے لیے	سرمۂ دنبالہ دار آنکھون مین

کون اوس سے لڑائے آنکھ تراب
جسنے باندھی کٹار آنکھون مین

ہوس ہے در پہ تیرے صبح و شام ہو جاؤن	حضور مین تیرے حاضر مدام ہو جاؤن
اگر خوشی سے مجھے ایکدن وہ یاد کرے	تو خوش ہون مین سدا شادکام ہو جاؤن
جو یار مجھکو بھی کرے قدر و منزلت میری	تو مستقبل مین عالی مقام ہو جاؤن

[illegible]

ردیف نون

مجھکو تیری جفا کی تاب نہین
کیا کرون اس بلا کی تاب نہین

تو وفادار ظلم ہے مجھکو
ستم ناروا کی تاب نہین

ناتوانی کا زور ہے اتنا
تیرہی بانکی ادا کی تاب نہین

غم سے جلتا ہون کچھہ نہین کہتا
اس سے آگے رضا کی تاب نہین

شوق مین دل کا حال پوچھہ نہ کچھہ
وعدہ بیوفا کی تاب نہین

ایسی وحشت ہے عشق مین اوسکو
صحبت آشنا کی تاب نہین

کیا ملائم ہے یار کا کف دست
رنگ شوخ حنا کی تاب نہین

ہے وہ نازک دماغ کیون کہیے
مجھکو بوی صبا کی تاب نہین

چشم بیمار کا ہے اوسکی یہ رنگ
سرمۂ خوشنما کی تاب نہین

بجلی ہے یا نگاہ چنچل ہے
شوخ پن سے حیا کی تاب نہین

دل مرا محو یار ہے ایسا
خطرۂ ماسوا کی تاب نہین

عشق نے دی ہے بسکہ استغنا
عرض اک مدعا کی تاب نہین

کیون نہ بیتاب ہو تراب کا دل
فرقت دلربا کی تاب نہین

پہن کے سونے کی چوڑی ہاتھہ مین
ہے وہ بہروپیا کچھہ اور ہی گھات مین

کاو کو پوچھی تو چھوڑے باندھکر
یہ صفت ہی برہمن کی ذات مین

وہ تو پورا ٹھگ ہے اوسکی بات کیا
جسکو چاہی لوٹ لی اک بات مین

یا الٰہی وہ آگرہ آباد ہو
ایسے بت بستی ہین جسمین بہات مین

اے ابر نکر نا تو گھمنڈ انکھونسے سیری — بیٹھا ہون بہار دیکھ تو پھر اک پل مین دو
جسطرح خزان تو نے کیا پھولون کو برباد — اک پھولکو اپنے چمن کے گرد مجھکو اور اودو
پیار ہونی گندہ بہارا بھی تو بہر ستے — کبھ پھر مین شش لیٹ پٹے سا اون دو
یار آگو مری ہمین کسطرح سے سوجاے — آتو ہی او سو اپنی کہانی جو سنا دون
ہونٹ اوسکو مٹھائی سے زیادہ بہت الٰہی — دی یار نے گالی مجھکو کیا اوسکو دعا دون

رہتا ہے شراب اوسکا شب و روز تصور
کسطرح خیال اوسکا بھلا جی سے بھلا دون

وله

ردیف نون

سنکر سینگا مرا قصہ و فسانے مین — مجھے بھی یاد کر نیلگے کسی زمانے مین
صنم کی یاد مین ایسا گیا وہ ہمکو بہو — یہ تذکرہ ہے مرا اسکے اور لگانے مین
مین اوس نگاہ کی قربان جو دلکی یار ہوئی — لگا ہے تیر صفائی سے کیا نشانے مین
اوسے کیچ صبا اوسکی آستان قسمی — پڑی ہے خاک مری جسکے آستانے مین
تو اپنی ملنے کا مجھسے کرے ہے سو سو عہد — مری تو عمر کٹی اسی بہانے مین
دکھا دے اے شہ خوبان ذرا جمال اپنا — کمی ہوگی ترے حسن کے خزانے مین
نہ کبھی لالہ و گل ہے چمن دیکھتا ہے — لگی ہے آگ یہ بلبل کے آشیانے مین
کہو سنا دی مجھے خوب سا کرے نہ قصور — وہ حور کو جو ملے کچھ مرے ستانے مین

یہان وہ جس لیے آیا مین جانتا ہون شراب
کچھ اور ہی جان پڑا اسکی بار آنے مین

اوسے قرار ہو کیونکر کسی ٹھکانے مین — کہ بیقرار ہے غالب ترے دوانے مین

وله

ردیف نون

برای خدا اب تو هو مهربان
کهان تک کریگا مرا امتحان

صنم پهر نه مجهسے دغا کیجیو
مری اور تری ہی خدا درمیان

جلا اوس پہ پردیسی ہم ملکے خوب
ملی یار سے کیا دیا اوسے جان

پہ ہوا اوس پہ ہی سی ہین کیونکر رہون
یہی ہے زمین اور یہی آسمان

کسی سو نہ باقی رہا ہمکو انس
محبت کا آخر یہی ہے نشان

ہمین کہتا ہون اوس بت کی سچ سچ کو دیکھ
یہ ہندو بچہ ہے کہ بانکا پٹھان

نہ لینا مرا نام قاصد وہان
وہ فی الفور کاٹیگا تیری زبان

کہانی کہے پہر نہ مجنون کی وہ
سنے قصہ گو گر مرا داستان

مرا دل وہان جاکے اٹکا تراب
یہان تھا کسیکا نہ وہم و گمان

جو کہتا ہے دل ہم کسیکا نہین
رہی خوش اوسی غم کسیکا نہین

کہی قتل اوسنے تو کتنے یہان
اوسی سچ دو ماتم کسیکا نہین

لگائی ہین تونے بہت دل پہ زخم
ترے ہاتھ مرہم کسیکا نہین

خم زلف کافر کے بل جائیے
کہ ایسا خم و چم کسیکا نہین

بہرون کیا مین اوسکی محبت کا دم
وہ دمساز و ہمدم کسیکا نہین

اوسی کون ہمراز اپنا کرے
جو ہمراز و محرم کسیکا نہین

نہ ہو سست کیون سبدم تار عمر
یہ رشتہ تو محکم کسیکا نہین

جو عالم ترے عشق کا ہی تراب
یہان تو وہ عالم کسیکا نہین

وله

آپ ہین سب سے جدے اور سب نظر ہین اونکا ہین
کیا دریچون مین لگا کی ہین نچونے جالیان

سب ہی ہین حلقہ بگوش اوسکی ہین جھپا لے ہین
قہر ہین آفت ہین بیان کانونکی اوسکی بالیان

یون نظر پڑتی ہین وہ فانوس ہین جیسے شمع
کون جاتی ہین چڑہی رتھ پہ پردے ڈالیان

اوسکی مجلس کا رویہ ہی ہوا کچھہ اور آج
ہم سمجھتے ہین رقیبونکی یہ سب ہی چالیان

درد و غم آہ و فغان جور فراق و شوق وصل
حق نے حصے مین مرے کیا کیا بلائین ڈالیان

تو بھی سیر داغ دل سے وہ نہین ہوتا خبر
تب مین لاکے بنالاتا ہون اوسکو ڈالیان

مرغ بازی کا ہوے شوق جب سے یار کو
سب نے پالی مرغ ہین گھر گھر بنی ہین پالیان

چاہے وہ برگ حنا ہو چاہے ہو خاک رہ
دلکی قسمت مین ترا سب ہتو پڑین پامالیان

ردیف نون

اوس گلبدن کی آگے ہر وقت نالہ زن ہون
خصلت مری یہی ہے مین بلبل چمن ہون

کوئی عاشقی مین مجھکو سمجھے نہ طفل مکتب
مجنون کا پیر ہون مین استاد کوہکن ہون

وحشت نے جب سے گھیرا بن مین گیا ہے میرا
صحرا ہے ملک میرا مجنون کا ہم وطن ہون

دیدار کا ہون خواہان دلدار کا ہون دربان
فارغ ز حور و غلمان وارستہ از عدن ہون

کوئی رحم مجھپہ کھائے جنجال سے چھڑا دے
بیدھب اسیر زلف و گیسوی پرشکن ہون

ناحق مجھے جلا کر کہتا ہے وہ ستمگر
کوئی لگن جلی نہ مجھسی مین شمع انجمن ہون

بی یار زندگی ہے عاشق کی سخت دشوار
کیونکر جیون مین اوس بن جان وہ ہے مین تن ہون

ہے ہی وہ بی ترحم کرتا نہیں تکلم
اوس غنچہ لب کے منہ سے مشتاق اک سخن ہون

سیر لطف ... ہی کیون تو جاتا ہے راہ کترا
... مجھسے تو ہو گا ... ہون ... ہرن ہون

وصل کی رات بات مین کٹ جائے
کاٹے کٹتا نہین فراق کا دن

ہمیشہ ہی دل مین ہی طپش غم کی
کیسے ساون ہین ہوتے جون مین

دیکھنا ای طبیب نبض مری
عشق ہی دل مین یا تپ حزن

معرفت منصور انا الحق ہی
کون ہی عارف سبے وادی ایمن

دور جو ہین کسی اپنے گھر سے
اوسکو کیسے ہی سیر باغ و چمن

ہجر کا زخم لگا ہی آفت تکرے
عشق مین صبر ہی بہت ہی کٹھن

زلف و عارض کا حال دیکھ تراب
کھل گیا حسن کا فسانہ دہن

وہ گل آیا نہین گیا بوستان مین
کہ بلبل وہم نکہت آشیان مین

جگر بلبل کا ہی داغوں سے گلزار
حکایت ہی یہی ہر گلستان مین

تری ہاتھوں سے گل کہاتی ہین آو
کہ گل دستہ ہی دست باغبان مین

فنا کی سیر جسکو دیکھنا ہو
تماشا باغ کا دیکھے خزان مین

اوسی نام و نشان کی ابتر کیا فکر
جو گم رہتا ہو فکر بے نشان مین

جہان سے کچھ نہو جسکو تعلق
نہ دیکھا ہمنے کوئی ایسا جہان مین

تراب اوسکو نہ باہر آپ سے دیکھ
نہ آئی جو ترے وہم و گمان مین

یہ اہتا ہی جرس اپنی زبان مین
مسافر ہین سبھی اس کاروان مین

کیا بہتون نے دعوی عاشقی کا
نہ ٹھہرا ایک اوسکا استحان مین

آپ ہی عاشق ہون آپ ہی معشوق — آپ ہی درد آپ ہی دوا ہون مین
آپ ہی ہون قیس خستۂ دل ریش — آپ لیلی دل ربا ہون مین

ق

کھول کے آنکھ کر کے صاف نگاہ — دیکھ کیسا بنا ٹھنا ہون مین
غمزہ ہون عشوہ ہون کرشمہ ہون — جلوہ ہون ناز ہون ادا ہون مین
لطف ہون قہر ہون کرم ہون تمام — قہر ہون جور ہون جفا ہون مین
ہو جمال و جلال میری شان — گرچہ دونون سے ماورا ہون مین
جسکو مین چاہون وہ مجھے چاہے — غیر ہے کون جسکو چاہون مین
کوئی میرے سوا نہین موجود — عرش ہون فرش ہون سما ہون مین
مجھ سے سب مانگتے ہین اپنی مراد — سب کا مقصود و مدعا ہون مین

ہون بری وہم و فہم سے تیرے
کیا بتاؤن تراب کیا ہون مین

۹۲

کیا مسلمان پارسا ہون مین — اک برہمن کا آشنا ہون مین
اوسکی زنجیر زلف دیکھتے ہی — کیسا دیوانہ بن گیا ہون مین

ق

ہاتھ آئی کبھی نہ زلف سیاہ — تیرہ بختی سے نارسا ہون مین
بر مین اوس شوخ کا گذر ہے کہان — بیحیائی سے وان پڑا ہون مین
کوئی سنتا نہین کہون کس سے — ایک مدت سے کہہ رہا ہون مین
گھر سے باہر نکل کے دیکھ ذرا — کب سے یان منتظر کھڑا ہون مین
اوسکو پروا نہین کسیکی تراب — ناحق اوس پر بہت فدا ہون مین

ولہ

جہان مین نہ دیکھیون اگر حق کا جلوہ
تو یا لفرض اہل نظر ہون تو کیا ہون

مرا عشق مین کھل گیا خوب پردہ
فقیر لباسی اگر ہون تو کیا ہون

عبث ہی مرا کوئی مشتاق صحبت
جو ناکارہ و بد اثر ہون تو کیا ہون

پر و بال ہوتی تو کرتا مین پرواز
نہین مرغ بے بال و پر ہون تو کیا ہون

جو پامال کرتا ہوا سکو سب سر
مین اوسکی لیے چشم تر ہون تو کیا ہون

نہین جسکو فرصت قیبو بنی اکدم
مین اوس سے کبھی ہم سفر ہون تو کیا ہون

جو نو مستعد ہی مری رہزنی پر
بھلا اوسکا مین راہبر ہون تو کیا ہون

نزاب یا وسکی الفت تو کیونکر نصیحت
جو یاد بہ ہمہ بے اثر ہون تو کیا ہون

۹۶

ردیف نون

مجھکو جنون ہو آسیب جن
مین بھال ہون اک پیرزادہ بن

لجیا تا ہی دو سرو قامت مجھی
جب آتا ہی پوشاک و جمائی بدن

دو سرو سکے دہ جبل مجھہ کیا
لگی دل مین جسکے برہ کی اگن

لگا تار اک مکر رو بر شمار
ادھر آ مری ہجر کے روز کن

پوچھو دہ جانان کے آنیکا حال
برس بعد آیا ہا آ سوشہ دن

غضب سے کھڑا ہی ابر رحمت برس
یہ بارش مین ہی اوسکا آنا کٹھن

نزاب اوسکو قول و قسم پر نہ جا
مین اوس بیوفا سے نہین مطمئن

۹۷

مجھکو کرو ن شکر ڈالا اشکباری سے خراب مین
ادھر لگا او دھر جمنا پڑا ہون کیا دو آبی مین

[illegible]

ردیف نون

وہ اب چاہے آئی نہ آئے یہان	گنہ اوسکے صاحب سلامت کر دن
خجل ہوگا وہ بدخلافی سے خوب	چلا آئے ہمین ندامت کر دن
پھر آیا تو کیا جب نہ باقی رہے	وہ رعنائی قد و قامت کر دن
ہمین دوستو اب تم سمجھے کہو	نہین کچھ ہمین ملامت کر دن

تراب اوسکی خاطر سے پھر دربدر
کہ پیری مین ہمین استقامت کر دن

ایضا

نہین ہوگا پیغام دلبری کا ہین	قصد رہ بند ہون تیرا الگری گھری کا ہین
حضور چاہے بندی کو اپنے مولی کا	ہون شکوہ بند تیری غیر حاضری کا ہین
کہ تو تجھے پرورش کرو ہر حال	اجارہ دار ہون کیا بندہ پروری کا ہین
نہ چھٹی کبھی نسبت ہوا ایک بھی تن سے	کیا تھا بہت تیری بہتری کا ہین
تجھے تو عشق مین [illegible] بعد ہوش آیا	پھر اب دوانہ نہونگا کستی ہی کا ہین
تو پھر مین اور کہا بیٹھ چپ بیٹھ رہا	کہ آشنا ہین معشوق ہر دری کا ہین
مین بالدار مین جیسی کیا سمجھے بلا	کمال رکھتا ہون [illegible] گری کا ہین
تو مالی ہو تو کچھ بہری بچپن سے لے	کمرو [illegible] کی الری کا ہین
تو پھر سے مری چپ کا کسقدر اے ماہ	فقیر ذرہ ہون خورشید خاوری کا ہین
پلک [illegible] گیلے گیا ہین	چمک [illegible] لعل کہ ہون یار جوہری کا ہین

تراب چاہے ہوا آزاد مرد تجھکو کہے
غلام ہون قد سرو صنوبری کا ہین

[illegible]

پھر کے چشم مست کا ماتا ہون مین | محتسب کو آنکھ دکھلاتا ہون مین
عشق نی دل کو دوانہ کر دیا | عقل پر ناصح کی جھنجھلاتا ہون مین
جسنی مجھسی کل کہا تھا یاں نہ آ | آج پھر اوسکی طرف جاتا ہون مین
قیس مجھسی بڑھ چلا وحشت مین کیا | راہ صحرا اوسکو بتلاتا ہون مین
دل لگی ہو کسطرح غیروں کی ساتھ | صحبت یاروں سی گھبراتا ہون مین
کیون نہو بی یار مجھکو بیکلی | رنج سی جون پھول مرجھاتا ہون مین
اسطرح میٹھا نہ کھاتا کوہکن | جسطرح شیرین کا غم کھاتا ہون مین
شیخ اپنی زہد پر نازان ہے تو | اپنی تقوی سی تو شرماتا ہون مین
مجھکو ہستی و خودی سی کیا خبر | نیستی کے شہر سی آتا ہون مین
کیا ہوا ظاہر مین اٹکا ہون کہین | فارغ البال اپکو پاتا ہون مین

کیا مزہ کیا ذوق ہوتا ہی تراب
دل مین اوسکا دھیان جب لاتا ہون مین

گل یون چھپا ہی اپنی ظہور و وجود مین | جسطرح مل ہو جام و سبو کی قیود مین
بیرنگ جلوہ گر ہی عجب رنگ رنگ سے | کیا فرق کرتا ہی تو زرد و کبود مین
صورت مین فرق ہی حقیقت مین کچھ نہین | سیدھا ہی قد وہی جو خم ہی سجود مین
صورت مین سو طرح سی حقیقت کا جوش ہی | خود بحر موج و بلبلی ہوا ہی نمود مین

کوئی دوسرا ہو جسسی کہی غیریت کی بات
اک یار ہی تراب کی دید و شہود مین

ردیف نون

[illegible]

وہ تو گھر جا کے عیش کرنے لگا
ہم یہان غم سے جان کھوتے ہین

وہی خوش ہین جو اپنے یار کے ساتھ
رات کو دن جاگتے او سوتے ہین

کسطرح اوسکو اپنے بس مین کرون
کہین معشوق بس مین ہوتے ہین

ہے یہ مشکل تراب پیر سے کہہ
وہی تو مشکلکشا کے پوتے ہین

کوئی مار سکے مارے ہین
ہم ڈسے زلف کے تمہارے ہین

آشنا ہی نہین کسیکا وہ
کہیے کیا آشنا ہمارے ہین

دلبرونکو غدار کہیے جیتا
ہم تو دل اونکے ہاتھ ہارے ہین

دل کو جب چاہین صید کر ڈالین
دست تیغے ناحق استخارے ہین

جلوہ گر ہو چمن مین اونسبت
پیرہن گل کے پیر سے پھاڑے ہین

اوسکو کیا کہیے خانہ آبادان
اوسنے گھر سیکڑون وہ بارے ہین

حکمت العین سے نہین خالی
شوخ چشمون کے جو اشارے ہین

کیون تماشے ادھر اودھر دیکھین
ہر طرف یار کے نظارے ہین

ہم تو ہر شے مین دیکھتے ہین تراب
جلوہ گر دو ہی لال پیارے ہین

نہ ہو کوئی ایسی بوے خوش چمن مین
جو اوس گلفام کے ہے پیرہن مین

عجب ہے رنگ و درد پا اوس سیمتن کا
کہان ہے یہ چمک حور عدن مین

تڑپتا ہون مین جدن ہائے تراب
چھپا ہے جب سے وہ مجھی مین ہون مین

[illegible]

اک ذات ہی پر رنگ کہ سب کی ہی سب رنگ — مقصود کوئی ہی کوئی مقصود ہی یارہ
بین پاس شریعت سی نہین کہتا ہون حق — ساجد ہی وہی ایک جو مسجود ہی یارہ
صورت مین گدا معنی مین وہ شاہ ہی بیشک — کیونکر ہو اُسکو تو محمود ہی یارہ
فانی کسی کہتی ہین فنا ہوتی ہی کیا چیز — نابود وہ کب ہوگا جسے بود ہی یارہ

رہتا ہی شراب اوس ہی کو جو مین ہمیشہ
اوسکی تو وہی منزل مقصود ہی یارہ

بس کر واب نہ میرا حال کہو — یار سنتا نہین ہی چپکی رہو
پند نے آپ کے رولا مارا — جاؤ واعظ کسیطرح جسے ہو
کون کافر کو زندگی بھاو — ای صنم گر تو ہمکنار نہو
قتل سے دل کے کیون مکرتا ہے — آستین مین ترے بھرا ہی لہو

عاشقی کا یہی مزا ہے شراب
جو بلا آوے عشق مین سو سہو

کاش دنیا مین کسی سی کوئی مانوس نہو — تو جدائی مین کسیکے غم وافسوس نہو
جسکی ہی وضع خراب اوس ہی کے خاطر ہی عذاب — جاوے دوزخ مین جو کوئی لائق فردوس نہو
خالی حکمت سی تو ہوتا ہی نہین فعل حکیم — جسکو ہو جاے جنون کیسے وہ محبوس نہو
گرچہ بندہ ہی گنہگار خدا ہی غفار — رحمت حق سی کسی حال مین مایوس نہو
رنگ پر اپنی وہ دن رات رہی رقص کنان — اسقدر پانو سی بد رنگ جو طاؤس نہو
ایسی یار کو ہی پردہ نشینی سی بہت — شمع کو خوف ہوا کا ہی جو فانوس نہو

وہ مسیحا دم اگر حسرت کو جانی نا روا
موت کا پھر تو ہمارا اپنی نامہی نایاب ہو

رات دن رہتا ہی ہمکو وصل کا اوسکی خیال
کون سی صورت ہو دیکھیں کونسا اسباب ہو

کیا عجب جھکی کا ڈلاق مسجد مین شیخ
جسکی آگی ابروی خمدار کی محراب ہو

پھر نکلین ایسی اپنی گیسوی آرستہ پیلے
جب تو ہی عاشق کو حاجت شربت عناب ہو

شمع کافوری جلاؤن مین تو مسجد مین ترا
وہ بت اک شب بھی جو شمع مجلس احباب ہو

نشان اوسکا کسی سی کب بیان ہو
تو ہی پاوی نشان جو بی نشان ہو

منزہ وہ تو ہی کون و مکان سی
مکان اوسکو کہان جو لامکان ہو

کوئی جاگہ نہین پر اوس سی خالی
زمین ہو عرش ہو یا آسمان ہو

سوا اوسکی نہین کوئی جہان مین
تلاش اوسکی کرو یارو جہان ہو

ٹھکانا اوسکا مین کیونکر بتاؤن
خدا جانی وہ ہرجائی کہان ہو ق

غنیمت ہی ملاقات آج اوسکی
خدا معلوم پھر کب وہ کہان ہو

ثنا اب استاد سی معلوم کر لو
طریق معرفت گر قدردان ہو

دیدۂ دل سی ہی اوسکو جلوہ خانی دو
خوب اک شمع سی روشن ہو کاشانی دو

دل سی آرام گیا سر سی گئی عقل تمام
عشق نا آہی محبت لوٹ لی تھانی دو

کبھی میدان مین رہتا ہون کبھی جنگل مین
اسی جنون تو نی دکھائی مجھے ویرانی دو

رم ہوا ہی مری رام ہوا اوس بر کا
کی بھلی مجھسے پرائی دل شیدائی دو

ردیف واو

وله

جسکو بالشت میسر ہو سیان جیتی تھی ‏— ڈھیلی دھر بچھوا وس مرو کی سر بانے دو
غنچہ دغم کو ہوا اور سہی کیا اونکی غذا ‏— ہین غریب انکو نصیب ہین سہی کہانی دو
گدڑی اور کملی فقر اکا کیا پردہ فاش ‏— ہے فقیران لباسی کو یہی بانے دو

دست بیع اوسکو کریں کون شرف سے تیرا
پھر گئی ہاتھ سے جسکے ابھی بیعانی دو

پہچانی ولی کو وہی جو آپ ولی ہو ‏— پنہان کو عیان دیکھے اگر آنکھ کھلی ہے
جو کہ بھلا نہین تم اوسکو نہ بھولو ‏— نت یاد کرو اوسکی خفی ہو کہ جلی ہو
بیچارہ وہ کب قید کو منظور ہوا ہین ‏— خلوت سی جسی کیفیت اکدن ملی ہو
گر صورت مجنون نہ بنی قیس کی مانند ‏— کسطرح سی نکلو کوئی لیلی کی گلی ہو
پیاسی کوئی خوش ہو کہ برا مانے الہی ‏— منہ سی مری نکلے وہی جو بات بھلی ہے
شاید نہ کھلے کی ادرون پر کبھی وہ با ‏— پیر نکی توجہ سی جو مجھ پہ کھلی ہو
گلدستہ بیا اوٹھا ہوا وسکو ق ‏— یاروں سی ہمارے جو سعید ازلی ہو
دنیا مین سدا رہنے کو آیا نہین کوئی ‏— لازم ہی احباب سے یکدن ہی ہو کے ملی ہو

اکتا ہوں ترا سا اوسکو تو نہین مشتاق
جگ مین جو کوئی پیر کا مقبول ولی ہو

لطف جفا عاشق الم یار سے پوچھو ‏— وصلت کا مزہ تشنۂ دیدار سی پوچھو
پوچھو سوکوئی پیر جوانی کی فضیلت ‏— صحت کی قدر جا کسی بیمار سی پوچھو
کیا پوچھتے ہو حال مرا عشق مین ‏— رہ دادمری کیون نہ اوسی یار سی پوچھو

کہی کیا مفت اک جیتوں بیاد سکو
زیادہ گفتگو واعظ کرو مت

دل وہ دیں ہوش اور تسکین بیچارہ
نہ کہا دوسرا جا ہو سپارہ

سدا کس پر رہی ہے مشکل آخر
تراب ایتنا بھی سوچ نہ ہار رہ

کر دیا غم نے ناتوان ہمکو
طاقت نالہ اب کہان ہمکو

آہ ہم ہو گئے نیست نازور
کون پوچھا دوا اب وہان ہمکو

اپنے وعدے پہ تو کسی سے ملے
یہ نہیں ہے یقین گمان ہمکو

اوسکی گھر جیت ارم ہو یا فردوس
نہیں بھاتا کوئی مکان ہمکو

ہم جفا سے تری چھوٹین وفا
لے گیا ہے امتحان ہمکو

ق

کس لیے باغ کے تماشے سے
منع کرتا ہے باغبان ہمکو

جب تلک گل ہو تب تلک ہم ہین
پھر نہ دیکھیگا کوئی یان ہمکو

اوسنے او ٹھتے لگایا دلپر داغ
دی چلے خوب یہ نشان ہمکو

پاس خوبون سے بیٹھے سو تراب
رند جانے ہے اک جہان ہمکو

ایسا سی خیال یہ بھول گیا ہین خواب کو
صبح کہین جو مشتاق ہو دیکھے آفتاب کو

ہمکو شتاب ہی جو تم کو یاد ہے
شستہ کو ذرا کہا درد ان کہو اہا آفتاب کو

شہر ہی گرد جیتا اور ستاری گہیا
کون سمجھا مانع تھا صد اخط کا میرے جواب کو

ترا غمت مین یہ آتا دیا وہم میں جی ہی بیا
کیونکہ کو دن سپلا مرا اپنی دل خراب کو

ردیف واو

[illegible]

ردیف واو

پھیلاؤ کیوں نہ اپنے گناہ پر نازاں	شفیع جسکا بروز جزا محمد ہو

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تراب یار ہے مستِ حجاب کر باتیں
مجھے یہ ڈر ہے کسیکا نہ تو زبان زدہ ہو
١٨

چاہیے بیمار کو ہر دم خدا کی یاد ہو	وقت آپہونچا سفر کا پاس کچھ تو زاد ہو
مرد غافل اوسکو کہیے جسکو ہو طول امل	الاماں غفلت میں جسکی عمر سب برباد ہو
اسطرح ہر وقت ملک الموت کا رکھو خیال	سر پہ ہر دم کھڑا جیسے کہیں جلاد ہو
گل کہے آگے کرہی ہیں بلبلیں کیا شور و غل	چھپ کے اڑ جاینگی جب سامنے صیاد ہو
جسقدر ہے بیتعلق اوسقدر آرام ہے	دل لگانا ہے برا مجنوں ہو یا فرہاد ہو
دشمنوں کو بددعا ہرگز نہ دو اے دوستو	جو کسیکا گھر اوجاڑے گھر اوسکا آباد ہو
راہ چل سکتا نہیں سیدھی کوئی بے رہنما	پیر ہو ظاہر میں یا باطن میں کوئی استاد ہو
خود بخود ہو سکے وہی اسکا شعور چاہیے	کام آئیگا یہی مانی ہو یا بہزاد ہو

ایکدن تو مہربانی کیجیے ہم پر تراب
ہم تو حاضر ہیں تری خدمت میں جیسا ارشاد ہو
١٩

رخ اوسکا ماہ تاباں ہے وجاہت ہو تو ایسی ہو	دہن ہے [illegible] صورت ہو تو ایسی ہو
وہ ہیں پری پیکر ہے کیا حسن ملاحت ہے	صباحت ہو تو ایسی ہو ملاحت ہو تو ایسی ہو
اگر وہ پان چبائے تو چہرہ لال ہو جائے	بدن ہیں نازنینوں کا نزاکت ہو تو ایسی ہو
پیالہ مے کا چھلکتا ہو بغل میں یار بیٹھا ہو	جو محفل ہو تو ایسی ہو جو صحبت ہو تو ایسی ہو
کہا جب اوس سے حال اپنا تو نیند آنی لگا سونے	کہانی ہو تو ایسی ہو حکایت ہو تو ایسی ہو

ولہ

تراب واثر کیا ہو کسی کا جادو اور ٹونا
پڑی جسکو گلے مین تیری تعویذ ونکی ہیکل ہو

آرام نہیں جہان سے ہمکو
کچھ کام نہیں وہان سے ہمکو

ہم دل سے نہیں کسیکے بدخواہ
چاہے سو کہے زبان سے ہمکو

غیبت سے رقیب کو نہیں خوف
ڈر ہے اوسی بدگمان سے ہمکو

یکبارگی کر دیا چمن صاف
رنجش نہو کیون خزان سے ہمکو

بلبل کیطرح بدولت گل
الفت ہوئی باغبان سے ہمکو

حاسد ہین عبث رقیب سفلے
دولت تو ہے آسمان سے ہمکو

کیون در پہ کسیکے جائیے ہم
کیا کام کسیکے ہان سے ہمکو

کوئی نام نشان کا ہم سے مت لے
ہے سابقہ بے نشان سے ہمکو

ہم دل سے تراب ہین قلندر
آزادی ہے اک جہان سے ہمکو

کون چیز اچھی ہے پیارے ماہ لقا دون تجھکو
ایک دل تھا سو دیا اور مین کیا دون تجھکو

عشق مین جینے تو دے جان کا خواہان مت ہو
عاشقی جی سے ہے جی کیسے بھلا دون تجھکو

تیری دشنام کی عاشق کو ہوس رہتی ہے
تو نے گالی دی مجھے کیون نہ دعا دون تجھکو

کچھ مجھے تیرے سوا یاد نہین پڑتا ہے
یاد کسکی کرون کسطرح بھلا دون تجھکو

مرد وارستہ کو نیں سے کیا کہتا ہے
چاہون تو زلف کے پھندے مین پھنسا دون تجھکو

شیخ تو جاجیو مت پوچھ رہ بیت اللہ
یار کے گھر کی تو مین راہ بتا دون تجھکو

بیٹھ جا نہ پانوں پھیلا کر وہ سلطان کے یہاں
نامرادی کا سوا کچھ اور ہم خواہان نہ ہو

زر ستی ... دست طمع کوتاہ ہو
پھر اوا اپنی حصول ... خاطر خواہ ہو

چاہے کچھ ... دنیا سی تمام
... اپنا ... ہو

یار دوستی کی بدی پر سینہ ... تو چپ رہو
راہ چلتے تم پہ گر چھینٹیں ... کوئی
کہنے ... مخالف حرف نا ہو دین ...
خاک ڈالو چہرہ کی خوبی پہ ... ہو

عیب اوسکو کر دو ... تو چپ رہو
فوراً اپنے گھر پہ آؤ داغ دھو لو چپ رہو
سنکر دلکو صبر کی ... تو چپ رہو
جا نہ دو ... کا ... تو چپ رہو

گر چمن میں باغبان ... دے شراب
باز آؤ دور سے پھولوں کی بو لو چپ رہو

۲۷

ہو وہ ... کا ... جو ہو سو ہو
ہو تھی اوسکی چار چشم لگ گئی ...
... دل میں ... تمام
... کہو دیکھو ... چپ رہو
ہونا تھا سو تو ہو گیا ہو گا ...
نشہ کا ہی عجب ... جا تو بھائی گیا

حسن ... اوسکی ... دل ... گیا جو ہو سو ہو
جلوہ تھا اوسکا آنکھوں میں چھا گیا جو ہو سو ہو
... نام ہے ورد ... جو ہو سو ہو
عشق کا زخم لیپ تو کاری لگا جو ہو سو ہو
... دونوں سے ... ہو گیا جو ہو سو ہو
... ملا ... جو ہو سو ہو

یارو ... شراب ... ہم خراب
جا ہو ... شراب جا ہو ... جو ہو سو ہو

ردیف واو

شیفتہ ہوں میں تیرے ناز و ادا کا ہر طرح
جس طرح چاہو مجھے اپنی طرحداری کرو

پایکار نہ پاکر لفیں کیوں دلگیری کرو
صدر سے حکم آگیا اسکی گرفتاری کرو

گر تمہیں منظور ہے تم آرسی میں دیکھنا
دل مرا حاضر ہے تو اسکی خریداری کرو

ای صنم اللہ کا گھر ہے مسلمانو تمہارا دل
مت خدا کیواسطے میری دل آزاری کرو

آہ مظلوم کی ہوتی ہے جنبش عرش کو
الامان ای ظالمو ترک ستمگاری کرو

مت کہو عارض کی خوبی زلف سے دونی ہوئی
ای مسلمانو نہ کافر کی طرفداری کرو

عاشقی میں سلامت دار اہم مشکل ہے ترا
دل سے منت گلیں ہو انکھوں سے خونباری کرو

ردیف واو

دوستو پاس مجھے اوس شوخ کے گھر جانے دو
یا مری حال پہ چھوڑو مجھے مر جانے دو

یار دست ردکو اسی وقت سحر جانے دو
رات آخر ہوئی مہتاب کو گھر جانے دو

ڈرتے ہو کس لیے طوفان نہیں آنے کا
اوسکی در تک مجھے با دیدۂ تر جانے دو

کیا ہوا اوس نے نکالا میں گیا ہوں سو بار
یار و اکبار مجھے پھر تو ادھر جانے دو

خون سے ہاتھ تو رنگین ہے قاتل کا تمام
قتل سے دل کی مکرتا ہے مکر جانے دو

رہزنو مارو نہ قاصد کو مری رحم کرو
یار تک گھر تو بھلا میری خبر جانے دو

خوبرو تو نہیں عشاق سے کہتے ہیں بناو
عشق میں جسکی بگڑ جای بگڑ جانے دو

ق

کل کہا یار سے اک یار نے اوسکی یہ سخن
سیدھے عاشق سے رہو تم بھی نظر جانے دو

عشق میں روتے جو کوئی اوسکی تشفی ہے ضرور
آستیں اشک سے بھر جای تو بھر جانے دو

تب تو شرما کے کہا آنکھ جھکا کر اوسنے
اسکا چرچا نکرو بار دگر جانے دو

صبر و تسلیم و رضا چاہیے تمکو بھی تراب
ہجر کا غم نکرو آٹھو پہر جانے دو

[illegible]

پیارے ہی پیارے دلکو نہ جادوگری سے لو
الفت سے لو پیار سے لو دلبری سے لو

نذرانہ حسن دکھائی کا صبر و قرار ہوش
جب جانون زہرہ و قمر و مشتری سے لو

دلگیر بیدلونسے نہو دل کے واسطے
گرچہ سے دہم ندیوین تو زور آوری سے لو

اک دل تو مجھسے لیگئے اور اب ہی کہاں
جتنے کہا ہو تمسے اوسی مفتری سے لو

یارو جو مانگتا ہون مین اوس سے زکاتِ حسن
کہتا ہے ہنسکے جا کسی حور و پری سے لو

جام شراب ہاتھ مین لیکر وہ مغبچا
چھیڑے ہے محتسب کو کہ تم بھی ذری سے لو

باہر نہین ہے دل سے تمہارے شراب کچھ
جو رنگ چاہو سو دل نیلوفری سے لو ۳۵

بلبلون سے کہتے ہین یادِ بہاران دیکھ لو
چند روزہ ہے بہارِ گلعذاران دیکھ لو

اشک تھمنے دو مرا تب جائیو ٹھہرو ذرا
بوندیان پڑتی ہین جاؤ یہ باران دیکھ لو

بیٹھے ہین عاشق ترے کوچے مین سب جون نقش پا
ملگئے ہین خاک مین وہ خاکساران دیکھ لو

کہتی ہین میخوار اب ہی مت کرو منع شراب
محتسب اکدم تو سیر بادہ خواران دیکھ لو

کون ہوا آلایش دنیا سے تر دامن شراب
رہتی ہین دامن اوٹھائے ہمتو یاران دیکھ لو ۳۶

جو اوٹھائی یان رنج دل سے نقاب آرزو
بے تکلف ہو دیان وہ کامیاب آرزو

مبتذل کا ہیکو سمجھی اہل دنیا در بدر
گر نکرتا نفس شوم اونکو خراب آرزو

کیا ہوا حرص سے ہے موج زن دریائے نفس
اوٹھتی ہین اس سر مین کیا کیا حباب آرزو

اسطرح چھلکو نہ کیونکر لب سے پیمانہ سے
شیشۂ دل ہو جو لبریز شراب آرزو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

گر تمھارے ہاتھ سے اک گل نہ ہاتھ آیا مجھے
دستۂ گل تم مرے ہاتھوں سے اے گلفام لو

خال ہند و زلف کافر یار و ایک ہی رنگ ہیں
چاہو ہندوستان پھیرو اور چاہو رہ شام لو

عشق میں ہرگز سلوک راہ حق ممکن نہیں
شیخ جی تم عشق اوسکا ہے سے قرض و وام لو

اشک کا طوفان ہے صد کشتی آنکھوں پہ ہے
نوح جلد آؤ کہیں ڈوبے نہ کشتی تھام لو

دوستو پھر جاؤ ادھر اوسکو لاؤ ادھر
ابکی بسم اللہ کسکی نامہ و پیغام لو

عشق میں ہے خدا غافل نہو اوس سے تراب
ذکر سے اوس بت کی باز آؤ خدا کا نام لو
٣٩

باغباں جیسے قلم کرتا ہے گل کی ڈال تو
گل کوئی توڑے تو ہاتھ اوسکی قلم کر ڈال تو

باوجود راست قدمی باین خم شد قامتی
دیکھکے مجھکو عبث چلتا ہے ٹیڑھی چال تو

جال کاندھے پر رکھے صیاد کی صورت نہیں
اسقدر انکا دوست زلفوں کی لیئے بال تو

عاشقی کوئی مجھ سے سیکھے طرز خوبی تجھ سے لے
عشق کا استاد میں ہوں حسن کا ٹکسال تو

غمسے تیرے ہیں چھپا آبرو ملحوظ نہیں
آنسوؤں کو تیرے اے ظالم نکر پامال تو

عیب جوئی غیر کی کرتا برا ہے مدعی
خود نظر کرتا نہیں اپنے برے اعمال تو

کبھی اوسنے حال بھی تیرا نہیں پوچھا تراب
عشق میں جسکا ہوا ایسا خراب احوال تو
٤٠

نیستی کے جہد میں یارو رہو
ہستی اپنی کھو کے کچھ ہو رہو

طالب مطلوب کہتا ہے دوئی
ایک ہو جاؤ کہیں مت دو رہو

ظاہر و باطن وہی ہے جلوہ گر
دیکھتے اور بوجھتے اوسکو رہو

[illegible]

[illegible]

کل جو اوس سی معلوم ہوا آتا ہی تراب اسطرح کہا
آتا ہی تو آزردہ اور جاتا ہو تو جاتی ہی وہ

۲۳

جو دل میں عاشق بیدل کے رنج و درد نہو
تو اوس کی چہرہ شگفتہ ہون کا رنگ زرد نہو

گرمی سردی ہی بیدب مجھے پڑا پالا
کسی کا اشک سے نیلا نہ گرم و آہ سرد نہو

کیا ہی عشق نی مجنون کو بادیہ پیما
ترا دوانہ بھلا کب جہان نورد نہو

وہ بار بار یہ کسطرح جھاڑی داسن کو
گلی میں اوسکی جو عاشق کی اوڑتی گرد نہو

ہی گا ہاتھ سی کیا اوسکی کام غیروں کا
جو اپنے کام میں چالاک و جوانمرد نہو

شہر کی روپ پر اوسکی عجب چمک ہی وہ
شتابی اوسکی کبھی رنگ سا جو رد نہو

اوسی تو آنکھ میں سرمہ لگانا واجب ہی
وہ ترک کیا ہی جو پاس اوسکی گرد نہو

جو جھیڑ دیکھ کے بھاگا وہ باندھی شمشیر
وہ بزدلی ہی کہو طالب نبرد نہو

گلی میں تیری نہ رکھا قدم کبھی
تراب اوسکی لیے توبھی کوچہ گرد نہو

۲۴

یار کے غم دل کا سہو جا ہو مر جا ہو جیو
شوق میں اوسکی ہو جا ہو مر جا ہو جیو

عشق میں دل چو کچھ چوٹ لگ سہ جا ہو
منہ سی اف بھی نکلو جا ہو مر جا ہو جیو

غم سی آنسو نکل آئے تو نکل آنے دو
اشک کی ساتھ بہو جا ہو مر جا ہو جیو

یار اگر حشر تلک وعدہ دیدار کرے
دل ہی مایوس نہو جا ہو مر جا ہو جیو

کون آتا ہی یہاں کون وہاں جاتا ہی تراب
یاں اودان تم ہی تو ہو جا ہو مر جا ہو جیو

[illegible]

لکھتے لکھتے کہتے تھک گیا | اب کہان تک نامہ و پیغام ہو
قاصد اوس سے کہیو میرا رام رام | شاید اس کلمے کا فر رام ہو
کسطرح لاؤن مین اوسکو دام مین | ہاتھ مین میرے جب تک دام ہو
عشق کیا انصاف ہے تیرا یہی | مین رہون ناکام وسکا کام ہو

چوم لے مجنون قدم تیرے تراب
کون ایسا عشق مین بد نام ہو

ولہ

جو غمخواری کرو میری تو دل سے میرے غم لے لو | تو بندہ ہون تمہارا مفت بے دام و درم لے لو
لگا لو اپنی چھاتی سے مجھے اک روز تم چھپ کے | کسی سے مین نہین کہنے کا چاہو تو قسم لے لو
عیادت کو لیے گر عاشق بیدم کے آتے ہو | تو ٹھہرو ہر مین اوسکی ایک ساعت جسکے دم لے لو
دکھاتا ہے وہ تمکو نبض دلکو ہاتھ مین لیکے | مسیحائی کرو نذرا وسکی از راہ کرم لے لو
کہا در رو کے شب مین چمن مین باغبان تو سے | جو شبنم پان پڑتی ہو مرے آنسو سے نم لے لو
امیرونکی خوشامد کرتے ہو اپنی عبث یارو | فقیر و نسے ملو کچھ فقر کا جاہ و حشم لے لو

٤٥ جو گھر مین یار کے جاتا ہون ہمسایہ غیر کہتے ہین
تراب اسوقت بیتجا ئی مین جاتا ہے قدم لے لو

ردیف واو

جو چاہو کہ تجھے وبا دور ہو | پڑھو یا ولی الولا دور ہو
وبا آتی ہے شامت عشق سے | کرو توبہ مانگو دعا دور ہو
جہان مین بہ اخواہ صحت مین سب | الٰہی وبا کی ہوا دور ہو
نزول بلا ہے بہت اندنون | کرم سے ترے ہر بلا دور ہو

ولہ

مجھے تو پھر ہو بیتابی و پریشانی
ترے فراق نے مارا مجھے کہوں میں کیا
آپ کو چھاتی سے لگ جا ملا کے دلسے دل

جو منہ پہ یار کے گیسو سے تابدار ہو
کسی سے پوچھ لے پھر اوسکا اعتبار ہو
چھپے ہو دل میں کہ مرد کسی کچھ غبار ہو

خدا کا رحم و نبی کا کرم لطف سے
اگر تراب سا کوئی گناہگار ہو

٥٢

صنم کی یاد میں کیوں آج دل اداس ہو
امید وصل پہ کب تک کٹے مری اوقات
تو کیا سمجھکے یہ کہتا ہے مجھسے اے ناصح
میں اوسکی چاہ سے کیوں باز آؤں نہ جان و
جہاں بسا ہے مرا دل وہ دور ہے منزل
وہ خاک راہ ہوں سے بنا وہ پیراہن
ملیگا اے دل مشتاق تجھسے پھر وہ صنم

رہے وہ گل سے کہاں یا جسکی پاس ہو
لگی کسو سے اگر کسو کی آس ہو
فراق یار سے اتنا تو جی اداس ہو
کوئی میں کا ہے کو جیتا کہیں اگر پاس ہو
وہ پھول پر نہیں جس میں اوسکی باس ہو
بدن پہ جسکی کپڑ دھور کا لباس ہو
خدا کو یاد کر اتنا بہت ہراس ہو

تراب جس بت کافر سے لو لگی ہے تری
نچھوڑنا اوسے جب تک خدا شناس ہو

٥٣

بلبلو تم پہ مبارک رہے گلزار کی بو
درد سر دور ہوا آنکھوں میں خنکی آئی
طرۂ زلف کی ہر تار میں ہے بوئے سہاگ
نام اک شوخ برہمن کا مجھے سمرن ہے

پھول پر مجھے لائی ہے صبا یار کی بو
چڑھ گئی سر پہ جو اک صندلی دستار کی بو
اوسکو لگتی ہے کہاں نافۂ تاتار کی بو
کیوں نہ تسبیح میں ہو رشتۂ زنار کی بو

ولہ

ردیف واو

کیون مرجہا ہو بدن گل کیطرح بی شبنم
محتسب کون مزہ ہی شب وصلت مین اگر
عشق مین کام بڑا ہی مرے نزدیک یہی

یار کی بر مین جو پوشاک تر اندام نہو
مطرب و چنگ نہو ساقی نہو جام نہو
یار سی کام رہی غیر سے کچھ کام نہو

اسطرح رہتی ہی صحبت تجھی خود بینی سی ترا
مین تو ڈرتا ہون کہین خلق مین بد نام نہو

۵۶

یا الہی بانکی صورت پر کوئی مائل نہو
جھٹ ترش روئی سی دیتا ہی جواب تلخ وہ
روی جانان دیکھکر مہتاب کا ہو رنگ زرد
تف ہی ایسی زندگی پر خاک ایسی زیست پر
ناصحا ناحق ملامت سی لگائی تو نی جھک
لیلی و شیرین کیا وسکی ہاتھہ سی ہو پامال

زخمی تلوار ہو ابرو کا کوئی گھائل نہو
یار شیرین لب کی کوئی میٹھی کا بھی سائل نہو
زلف کالی گورے مکھڑے پر اگر حائل نہو
ہجر کا غم دلسی اک دم بھی اگر زائل نہو
بات ایسی چاہیے کہنی کہ لا طائل نہو
اوس پری پیکر کے پانو مین اگر پایل نہو

ہمکو ہر کثرت مین واحد دیکھتا ہی تراب
وہ موحد ہی نہین وحدت کا جو قائل نہو

۵۷

ملا وی کوئی خدا کیواسطی اوس سی بیرحم کو
رہون چپکا نہون نالان چھپاؤن کسطرح لیکن
پھنسایا مجھکو ناحق گندمی رنگون کی پھندین مین
ہلال عید بہلا مین کسی سی کر ندیکھلے جا
پسینا شرم سی گرمی سے اوس خورشید طلعت کے

شادی یا ہمارے لوح دلسی کلفت غم کو
رخ زرد و لب خشک و تری چشم پر نم کو
نکالا جسنی گندم کیلیے جنت سی آدم کو
دکھادے چیر ہ کی کٹھی پر تو اپنی ابرو خم کو
کسی نی دن کو دیکھا ہی چمکتی گل پہ شبنم کو

ردیف واو

	دور و نزدیک برابر ہو جدائی مین تراب عشق مین دلکو کسی آن نہین غم سی بچاو	۹۰

جو کسی ایر کا نہ پیسر کا ہو — آشنا کب وہ مجھ فقیر کا ہو
وہ تو صیاد ہے اوسے کیا غم — وحشت بلبل اسیر کا ہو
کون اوسکی کرے نگہبانی — جو نشانہ نگہ کے تیر کا ہو
چاٹ جسکی لگی ہو شیرین سے — کیون نہ خواہان وہ جوی شیر کا ہو
گرد سے منہ چھپائی نہ کیون — رنگ جسپر پڑا عبیر کا ہو
وہی ہمدم ہی اور وہی ہی یار — جو مصاحب دم اخیر کا ہو
نہ چھپا مجھسی جان کہدی صاف — مدعا جو تری ضمیر کا ہو
اہل دنیا کا ہو جو دست نگر — کب وہ مقبول دستگیر کا ہو

	مہربان جسپہ ہو تراب قدیر کیون غرضمند وہ اسیر کا ہو	۹۱

ابھی نہ صبح منہ سی قطع گفتار سلامت ہو — جو کوئی اہل ملامت کہین صاحب سلامت ہو
خدا سو ڈر چمن مین سرو گر آگو کمر راستہ ہو — مبادا فتنہ برپا ہو کہین شور قیامت ہو
وہ البتہ تماشا عالم بالا کا دکھلاوے — کسیکا خوش نمائی مین جو ایسا قد و قامت ہو
وہ یاد سبزہ و گلشن سے شستہ اسکا کاہی — گلی مین یار کی کسطرح اب طرح اقامت ہو
فقیرونکا قدم رو بلا شیوہ ہے یارو — خلاف و سرکشی اونسے کرے وہ جنکی شامت ہو
نہ یار و اونسے زیادہ تر توجہ پاسے مجھپر — جو تیرے دل مین کچھ ثابت مرا حق قدامت ہو

ردیف واو

پیر و فقیر سی وہ رہی کیون نہ بر خلاف	دنیا و دین نصیب مین جسکی بدا نہو
کشتی مین بیٹھ و نہین دریا سی خوف کچھ	آزردہ آشنا سی اگر ناخدا نہو
جنت مین جای کیسی بچارا گناہگار	گر حشر مین شفیع رسول خدا نہو

یارو یہی ہمیشہ دعای تراب ہے
رسوا کسی کے عشق مین کوئی گدا نہو

٦٥

کیا ہوا مجھسے گر جدا ہے تو	اپنے معشوق سے ملا ہے تو
تجھکو مجھسے خصوصیت ہے کیا	ایک عالم سے آشنا ہے تو
خوب دکھہ دیکے مجھکو ای بیدرد	درد مند اور کا ہوا ہے تو
ہی بحکمت دوا و نیش تیری	کہین درد اور کہین دوا ہی تو
بیدلون پر تجھے کب آتے رحم	اہل دل کا تو دلربا ہے تو
تجھسے ہرگز نہین بھروسا اب	سخت بیمہر و بیوفا ہے تو
ای صنم پرستم خدا سے ڈر	نہین کیا بندۂ خدا ہے تو
اوس سی کہتا ہے بخشیے تقصیر	یار کے جسکو گھر گیا ہے تو
واہ اپنے قتیل سے آپ	آرزو مند خونبہا ہے تو
مجھسے کہتا ہے جان بوجھکے یار	سچ بتا کسپہ مبتلا ہے تو
کون کہتا ہے تجھکو شاہ تراب	کوچۂ یار کا گدا ہے تو

ردیف ہای ہوز

١

یار دکرتا ہی علاج اور سب آزار کی وہ	نہین جانی ہی دوا مجھہ دل بیمار کی وہ

ردیف ہای ہوز

پیاری کیونکر نہ کرے تجھکو کوئی پیار بھلا | پیاری باتین سنو اور دیکھو ترا پیارا منہ
ہر کو ذرہ مین اور بحر کو قطرہ مین دیکھ | زیادہ اور کیا کہون ہے بات بڑی چھوٹا منہ
تم وجہ اللہ سے معلوم ہوا سب ہین وہ | منہ کیا ہمنے جدھر یار ہی کا پایا منہ
ایسی دنیا کی نمایش پہ تو یارو تف ہے | نام کو واسطے کرتا ہے نگین کالا منہ
جسکو پیرونکی توجہ سے ہوئی سرداری | اوس سے پیری کی کرے رو بہ رو کوئی کیا

رو برو مرشد کامل کے جب وہ سر دیکھا ہے تمراب
مدعی دیکھکے رہجاتی ہین سب منہ

واہ کیا زیبا ہے کاکل گورے عارض پر سیاہ | دم بدم اوسکا ہو لکھو تو ہو دفتر سیاہ
ظلمت اوسکی کسطرح رو مسلمان ہے | زلف ہی کا سراپا از قدم تا سر سیاہ
رنگ بیہو زلف کو کیوں نہین لگتا کوئی | گرچہ ہو ہمرنگ اوسکے مشک اور عنبر سیاہ
ابرو خمدار کو پاتا نہین کچھ اور بھی لطف | جسطرح تلوار فولادی کا ہو جوہر سیاہ
ترک چشمونکی سیہ مژگان کا عالم کیا کہون | قتل دل کیواسطے رکھتے ہین یہ خنجر سیاہ
ہو گئے نیلگون اوسکے دندان زنگ | دیکھ لے جسنے نہ دیکھا ہو کبھی گوہر سیاہ
طالب دنیا کے دل مین نور ہو کس طرح | دل تو اونکا ہو گیا از حب سیم و زر سیاہ
کیا ہوا صورت بنائی ہین دل اونکا ہے خراب | خوبی اونکی کہی کیا باہر سفید اندر سیاہ

جب ہوا اوسکی خال ہندو کا خیال آیا تمراب
پڑ گیا ہے دل پہ میرے داغ اک تل بھر سیاہ

جسکو ہرگز نہ تھی مری پرواہ | لگ گیا دل مرا اوسی پرواہ

ردیف ہاے ہوز

[illegible]

کوئی خدا کیو اسطے اوس سے نہ منہ پھیرے تراب
جسکی صورت میں نظر پڑتی ہی مرشد کی شبیہ

چمکتا ہی منہ کی تیرے اوری کچھ حجاب کے ساتھ
شال اوسکی ہی کرن جیسی آفتاب کے ساتھ

گرچہ ہی دیا تیری کیا وہ شوخ بے پردہ
مجھے تو رشک ہی پیاری تری نقاب کے ساتھ

تو دل جلا کو مرا کہ لذت تلخ سرش جو چاہ
مزہ تو ہیچ کٹھائی کا ہی کباب کے ساتھ

سمجھے کے رکھیو قدم محتسب تو اونکی طرف
کر احتیاط بھی ہی شرط احتساب کے ساتھ

نماز زرہ کو جیت کے کر کے رند کہتے ہیں
گزک بھی چاہی ہی ستو کچھ شراب کے ساتھ

نظر پڑا تھا کہیں یار خواب میں اکروز
اسی کی ہجر میں نسبت ہی مجھکو خواب کے ساتھ

تراب تیری محبت میں جو کوئی جی تیں
وہ شہنشاہ اوسکا ہی کیون شاہ بو تراب کے ساتھ

۹

یہ دل ہمارا آج گذرتی ہی اضطراب کی ساتھ
رقیب کل سی ہی کیون یار کی رکاب کے ساتھ

رکھیگا کیا تالک ہی ناصح آستین اپنی
ہماری چشم تر دیدہ پر آب کے ساتھ

ہمیں تو روناہی سوجھ رہا ہی اور کیا کہیے
کیا ہی عشق نے جو کچھ دل خراب کے ساتھ

کھلی ہی یوں ہی ہر کو کی کیفیت مجھپر
کہ جیسی بحر ہو سر تا قدم حباب کے ساتھ

خدا کیو اسطے تنہا اوس سے نجا نے کوئی
خدا ہی ساتھ تو اک خلق ہی تراب کی ساتھ

۱۰

بلبل کو غم گل میں ہی ہر گاہ زیادہ
نالاں رہے کیوں شام و سحر گاہ زیادہ

یار وہ تمہیں دیکھنے کو آویگا ادھر کم
بیٹھو نہ سر راہ گذر گاہ زیادہ

ردیف ہا ہوز

[illegible]

۱۳

ولہ

[illegible]

وہ بی تمیز اونا اہل ہی بلا شبہہ
جسی تمیز نہو اہل امتیاز کی ساتھہ

بھلا رقیب کہاں جای اوڑکی در سی ترے
سدا جہاز کا کوا رہی جہاز کی ساتھہ

خود اوسکو دیکھیں یا اوسکو پوچھیں ناظر
حضور چاہیں اسی شیخ یوں نماز کی ساتھہ

تراب کام ترے سب درست ہو جائیں
جو لو لگائے خداوند کارساز کی ساتھہ

١٣

جو شاہ تھا سر تا قدم اللہ کا سایہ
ہی سر پہ فقیروں کی اوسی شاہ کا سایہ

اللہ کسی اہل میں مسلمان کی نہ ڈالی
زلف سیہ کافر گمراہ کا سایہ

آسیب نے دہ مت کہو اوسکو نہ دوانا
عاشق ہی پڑا اوسپہ تری چاہ کا سایہ

پر جلتی تہ بلبل کی نہو تا کبھی گل خشک
گر باغ میں پڑتا نہ مری آہ کا سایہ

آئینی میں پڑتا ہی وہ رخسار کا یوں عکس
دریا میں پڑے جیسے شب ماہ کا سایہ

ہر شی میں پڑے دیکھہ اوسی شکل اوسکی
جس دل میں پڑے عارف آگاہ کا سایہ

کم ظل ہما سے نہ تراب اوسکو سمجھنا
ملتا ہی کسی پیر کی درگاہ کا سایہ

١٤

کیوں نہو عشق میں لب خشک رخ زرد کی ساتھہ
آہ لگی ہی تہ دل سی عجب درد کی ساتھہ

یار اس طرف جو ہو نکلا تو وہ ہو دالیا دل
دل میں یوں اوسکی کدورت ہی مری گرد کی ساتھہ

جسکو چسکا ہی تری بوس لب و عارض کا
اوسکو عناب میں کیا ذوق دل ورد کی ساتھہ

مثل خورشید قرار اوسکو نہیں اک جا کہ
رہ سکی کون وہ سیاد جہاں گرد کی ساتھہ

یار چھٹ گیا سو ضعیفی ہی مری آدمی تر سن
رہی بدھو نکو خدا ایسی جوانمرد کی ساتھہ

ردیف ہاے ہوز

نہیں گر زلف پیشانی پہ سووی یکمو خطا سرزد | پری ہی کیوں قدم پر اوسکی شرمندہ سر افگندہ
بلا میں زلف کی گردن پھنسی ہے بال کی پھانسی | خدا ڈالی نہ عاشق کو گلی میں زلف کا پھندہ
مجھے وہ گالی دیتا ہے میں تو ہوں دعا اوسکو | اوسی میری غرض کیا ہی میں اوسکا ہوں غرضمندہ
جو کوئی چاہی کہ دوزخ سی نجات اوسکو ہمیشہ ہو | سقیہ ہو شریعت کا طبیعت کا نہ ہو بندہ

مصاحب جسکے ہو ہے تیرا اوس سے یہی کہیے
ہمیشہ اپنی خدمت میں مجھے رکھیو خداوندہ

ردیف کاف ہوز

ولہ

نہیں لگتی کہیں ہماری آنکھ | جب سے دیکھی ہیں تمہاری آنکھ
میں تو قربان ہوں آنکھ پر تیری | کیا رسیلی ہے کیا خماری آنکھ
سرمہ و دنبالہ دار آفت ہے | مارتی ہے یہی کٹاری آنکھ
سب کی آنکھیں چھپاتی ہیں تجھسے | حق نے دی تجھکو ایسی پیاری آنکھ
غش کیا مجھکو اوسکی چتون نے | ٹکٹکی لگ گئی نہ ماری آنکھ
ق
دستہ نرگس اونے دیکھتے ہی | پھیری غصے سے ایکباری آنکھ
چشم نرگس میں پڑ گئی پھلی | ہو گئی نظری اوسکی ساری آنکھ
کون ہو چار چشم اوس سے اب | جھلملاتے نہ کیوں بچاری آنکھ

وہ تو ہر دل عزیز ہو گا شراب
جسکے اوپر پڑے تمہاری آنکھ

بسکہ زلف لگی ہے رخ گلفام کے ساتھ | پیچ کھایا ہی عجب کفر نے اسلام کے ساتھ
خال ہندو کی جھلک دیکھ ہے پھنسا زلف میں دل | کیوں نہ صیاد رکھے دانے سیہ دام کے ساتھ

ولہ

[illegible]

سعلم سے کوئی کہدے وہ لڑکے کی شرارت سے — نہیں اتنے ہو جاے مری دلکا یہ سیپارہ
ہزاروں کی چمن میں ایک گل بیچا لاہی نا فرمان — ہزاروں بلبلیں گرد اوسکی ہیں مشتاق نظارہ
مسافر کیوں نہ بھولے گھر لگا دے کیوں نہ وان بستر — ملی غربت میں عزت اوسکو اگر معشوق بیچارہ

نکما جان کے مجھکو کہا اک شوخ پرفن نے
تراب ایسا بھی ہوتا ہے کوئی درویش ناکارہ

۲۱

جنون سے کچھ نہیں چارہ کرے کیا قیس بیچارہ — برہنہ پا برہنہ سر پھرے ہے بن میں آوارہ
نہ روتا ہے نہ ہنستا ہے نہ کچھ کہتا نہ سنتا ہے — تراب عشق لیلی سے ہوا مدہوش یکبارہ
محبت جب ہوئی غالب نہیں چھپتی چھپاؤ گر — فغان و آہ و نالہ ہے نشان عاشق کا نقارہ
وہ اوسکی قدر کیا جانے خدا حافظ میں ڈرتا ہوں — پڑا ہے ہاتھ میں لڑکے کے میرے دل کا سیپارہ
ہمارے مشرب و مذہب سے زاہد کو خبر کیا ہے — وہ طفل شیرخوارہ ہے اوسے حجرہ ہے گہوارہ
اوٹھائی آنکھ سے میری تو ناصح آستین اپنی — کریگا تجھکو تر دامن مرے آنسو کا فوارہ
وہ دل پر پھیر کے دھرکی یا ہاتھ اف کرکے لگا کہنے — ہوا ہے عشق کی گرمی سے تیرا دل تو انگارہ

تراب اوس شخص کو ہم نیک خوش اوقات کہتے ہیں
خدا کی یاد میں جسکی کٹے اوقات ہموارہ

۲۲

نہیں ہے آشنا ہونکی اوسکو پرواہ شان کبریائی سے قدر آ — ادھر کی نیا ادھر اولٹا چلے نہ پھیرے کبھی ادھر
یہ دلربائی کی کیا ادا ہے کہ دل ملاکر ہوا جدا ہے — جو دلسے اوسپہ فدا ہے کبھی نہ آویگا اوسکے گھر وہ
کرے ہے غیروں سے یوں تلطف کہ ہم ہی سے ہے کچھ تکلف — مجھے ہے یار وہی تاسف کہ دکھ سے میرے نہیں خبر وہ
میں اوسکی بیداد کا ہوں مارا ہے وہ جیتا میں جی سے ہارا — فراق اوسکا نہیں گوارا کہوں اوسے یا اگر وہ

میں تو ہوں عشق یار دست کہو مجنوں مجھے | جی میں کچھ لاؤ نہ میری حالت ابتر کو دیکھ
حافظ اوسکی کر جسکا مجھے آسیب ہے | غش ہوا ہوں در سے میں اک پری پیکر کو دیکھ
ہمکو بتخانہ میں زاہد حق کو دیکھا سچ بتا | تو بھی کچھ حق سے بلا محراب اور منبر کو دیکھ

جسطرح صورت میں پیغمبر کی حق دیکھی تراب
اوسطرح مرشد کی صورت میں تو پیغمبر کو دیکھ ۲۵

جیسی بلبل کو ازل سے دوستی ہے گل کے ساتھ | ویسی ہی صیاد کو ہے دشمنی بلبل کے ساتھ
غم سے ہوں خاطر پریشان داغ سے ہوں دل سیاہ | سو ہوئی مجھکو نسبت یار کے کاکل کے ساتھ
زلف کی آگے تو سنبل خس ہے کیا ہے اوسکی قدر | پیچ و خم کو اوسکے مت تشبیہ دو سنبل کے ساتھ
منفعت ہو صراحی کا گلو گیر اس قدر | دم نکل جاویگا اوسکا نالۂ قلقل کے ساتھ

دل ہوئے کتنے کباب اور چشم سیکوں پر تراب
کچھ گزک تو چاہیے مستوں کو جام مل کے ساتھ ۲۶

درد دل سنکے مسکرایا وہ | پیر پھر ترس کچھ نہ لایا وہ
منقبض تھا ہوائے حبس سے دل | جان کے غنچہ کیا کھلایا وہ
غم سے جل بجھ گیا میں ہولی میں | دھول اوڑانے کو بھی نہ آیا وہ
کل تو شوخی سے مجھکو قتل کیا | آج کیا دیکھکے لجایا وہ
اوسکے دل میں نہیں جگہ میری | دل میں میرے بہلا سمایا وہ
سرو قد کے قدم تلے ہو دل | چاہتا ہے یہ زیر سایا وہ
بھولنے کا نہیں تراب اوسے | اوسکو دیتا ہے کیا بھلایا وہ

ردیف ہائے ہوز

ردیف پای تحتانی کے

شمع محفل میں کھڑی ہو تھی پروانی کی ساتھ
گھر میں لیلی ہنس رہی تھی قیس دیوانی کی ساتھ

ساقیا آتی ہی تیری گرم مجلس ہو گئی
پھر گئی ہمت ساقیو نکی ایک پیمانی کی ساتھ

گھر بنا تا ہی خدا کا گرکے بتخانہ خراب
شیخ جی کو لاگ ہی شد بتخانی کی ساتھ

توڑ دی مشاطہ پکڑی ہی لٹ اوسکی بیطرح
کیا خطا کی زلف مشکیں نے پریشانی کی ساتھ

دلکو ڈسکے بل نہ کھائی کسطرح زلف سیاہ
زہر کرتا ہی اثر کالی کا بل کھانی کی ساتھ

شامت اعلی کی باعث ہوتی ہیں ادنی بلا
ہی مثل مشہور پیں جاتی ہیں گھن دانی کی ساتھ

خلق سی کیا اوسکو مطلب شہر کیا اوسکو کام
حسکو وحشت میں ہوا ہی انس ویرانی کی ساتھ

خوبرو کرتے ہیں بدخلقی عبث عشاق سے
خلق یکساں چاہی اپنی او بیگانی کی ساتھ

چھوڑ کے ہمکو یہاں وہ گھر چلا اپنی شراب
ہی رقیب اوسکا مصاحب ہم نہیں جانیکی ساتھ

شمع سی ہوکے بات پروانہ
مر گیا جل کے رات پروانہ

اوسکا منہ دیکھتی ہی لگ گئی آگ
کھنے پایا نہ بات پروانہ

چھپکے فانوس میں وہ بیٹھ رہی
رہگیا ملکے ہاتھ پروانہ

کسی صورت سے پھر اوسکے ملنی کی
نہیں پاتا ہے گھات پروانہ

جیتے جی کب بال و پر میں اڑتا ہے
پا ے کیونکر نجات پروانہ

خیر جلتا ہے تو پھر کبھی اوسکی
نکرے التفات پروانہ

یار کا ہے سے منہ اگر دیکھے
شمع پر مارے لات پروانہ

جس جگہ پر چراغ جلتا ہے
جلتا ہے اوسکے ساتھ پروانہ

[illegible]

[illegible]

تراب احوال تیرا سکو کل پہونچا مفصل سب
نہ تھی کوئی بات جھوٹ اسمین خبر تھی سب قرینے کی

عبث ہوتا ہی اب منکر دلیل عشق ہی ظاہر
بہی آنکھو نکی زردی سینہ کی سوزش تیرے سینہ کی

جب وصل ہو ترا وہی ساعت سعید ہے
جس دن تجھے لگے تو وہی روز عید ہے

غیرونکے گھر مین جاؤ ہو جب چاہتے ہو تم
مجھ ساتھ اب تلک وہی وعدہ وعید ہے

صورت پرست کیوں ادسی یا خدا پرست
صورت مین جسکو مین مصور کی دید ہے

گلشن مین جس نہال کو آزاد کہتے ہین
سو اوسکی قد کا بندۂ بی زر خرید ہے

کل اوسنی سن کے میری کہانی کہا تراب
یہ واردات تازہ یہ قصہ جدید ہے

جو بد دماغ ہوی عاشق کی کورنش سے
کیا حال عرض کیجیے اوس بیر رانش سے

ہر اک قدم پر اوسکی ہوتا ہی کبک صدقے
وہ خوش خرام دیکھو آتا ہی کس روش سے

پھر آئیگا وہ دلبر اتنا تو مت ہو مضطر
ہوتا ہی جی نکل رے ابدل تری طپش سے

اوسکا یہانتک آنا ممکن نہ تھا کسیطرح
لایا تھا مین یہانتک کس کوشش و کشش سے

گر باغبان نہ ہمسے رکھتا عناد قلبی
کب چھوڑتے چمن ہم صیاد کی خلش سے

گو بندگی مین تیری بندہ سے کچھ خطا ہو
چھوٹو نہ بندہ پرور تم اپنی پرورش سے

ساقی تراب کو دے اک جام بھر کے ایسا
زائل ہو عقل اوسکی فارغ ہو سرزنش سے

آیا بدن پہ ضعف قوی مضمحل ہوئے
ٹوٹا گھمنڈ تاب و توان سب خجل ہوئے

ولہ

[illegible]

ردیف یائے تحتانیہ

[illegible]

ولہ

[illegible]

دیکھو کوئی آزادی و تجرید ہماری
وحدت کا پیا جام دوئی ہو گئی تمام
ہے ترک خودی نسبت تفرید ہماری
ہاں ہم خدا غیر خدا کچھ نہ سمجھنا
ہے تجھ سے تراب اب یہی تاکید ہماری

[illegible]

قید کرا ونکو چمن میں ڈال دو
ہم تو غافل تجھے ہوا ب تجسیر
ساقی اذ بیر اک نگاہ لطف ہو
یار آ وہ کون اب تیرے سوا

جو دوانے ہیں رخ گلگل فام کے
صبح آتی گھر میں بھو سے شام کے
جو تری محتاج ہیں اک جام کے
کام اپنے عاشق ناکام کے

عشق میں نامی ہوا جسکے تراب
جائیے قربان اوسکے نام کے

شعر

خدا کی شکل پر آدم بنا ہے
یہ آدم کیا عجب عالم بنا ہے
دل اوسکا ہی مثال لوح محفوظ
اوسی کی نقل جام جم بنا ہے
کہیں میں ہیں سہی میں جز التفسیر
وہ ہر [illegible] سب عالم بنا ہے
کہیں موسی کہیں فرعون ہامان
کہیں عیسی کہیں مریم بنا ہے
کہیں زاہد کہیں عابد کہیں رند
کہیں شبلی کہیں ادہم بنا ہے
کہیں دارا کہیں شکل سکندر
کہیں زال و کہیں رستم بنا ہے
کہیں ہنستا کہیں روتا کہیں چپ
کہیں شادی کہیں ماتم بنا ہے
کہیں حکمت کہیں پیچ دار کہیں درد
کہیں زخمی کہیں مرہم بنا ہے
کہیں دشمن کہیں دوست جانی
کہیں غیر و کہیں محرم بنا ہے
کہیں ذرہ کہیں خورشید غرا
کہیں قطرہ کہیں قلزم بنا ہے

تراب اوسکو کسی دم بھول مت
کہ وہ ہر دم ترا ہمدم بنا ہے

ولہ

یاد میں اوس [illegible]
رات کاٹی خدا خدا کر کے

[illegible]

[illegible]

سناہے مرشد کی زبانی
خدا کہتا ہے الانسان سری
بنایا اوسنے آدم کو خلیفہ
پڑا ہے اسم جامع کا وہ مظہر
بنایا ہے اوسی صورت پہ اپنی
رکھا بار امانت اوسکے سر پر
کہا تب ظالم و جاہل ہے انسان
لگا کرنے وہ اپنے نفس پر ظلم
وجود غیر سے جاہل ہے مطلق
امانت دار عشق و معرفت ہے

وہ سب ہین ہے جون کلمین بانی
کہون کس سے مین یہ سر نہانی
کرے وہ کیون نہ سب پر حکمرانی
رکھی ہے جیسے اوس مین نشانی
زیادہ اس سے کیا ہوگی گلانی
نہ آئی اوسکے دل مین کچھ گرانی
یہ لفظون کے عجائب ہین معانی
جتایا اوسکو یہ دشمن ہے جانی
نہو کیون اوسپہ حق کی مہربانی
نہین جگ مین کوئی آدم کا ثانی

نفخت فیہ من روحی کا دم بھر
تراب آگے نکر طال اللسانی

مین تجھسے بڑھ کے کیونکر جاؤن آگے
تری پیچھے مین جی ہارا ازل سے
کہان صحرا سے باہر جاے مجنون
جگر خون ہوگیا غم کھاتے کھاتے
وہ ہمدم ہمقدم میرا تبھی ہو
وہ آپی ہے اندھیری رات کا چاند

نہین پڑتا ہے میرا پاؤن آگے
گیا چل مجھپہ تیرا داؤن آگے
نظر آتا نہین کوئی گاؤن آگے
زیادہ اس سے کیا غم کھاؤن آگے
جو پانی اشک سے چھڑکاؤن آگے
اوسے مشعل مین کیا دکھلاؤن آگے

[illegible]

ردیف یای تحتانیہ

[illegible]

وله

[illegible]

ہوئی جس روز سے مکہ میں پیدایش پیمبر کی	بتوں سے ہو گیا اک بار بیت الصنم خالی

تراب اوسنے یہیں کل دیکھی ہی سورۂ ... آمین
نہیں ساعت وحشت سے یہ آہو کی رم خالی

۱۷

تو نی میں اوسکی سرخ نہیں قدر ہی لگی	یہ دل لیے سمیٹے کو لیپٹ در ہی لگی
نرگس کی طرح لگ گئی ہی ٹکٹکی اوسے	میری تو آنکھ یار سے اب بند رہی لگی
یار و اوسی نے دلکو مری کشتہ خون کیا	مہندی یہ جسکی انگلی میں ہر پور ہی لگی
کیا کیا حلاوت اوسکی لبوں سے ہی خط کی تئیں	سبزے کی چاٹ میں یہ بھلی ہو رہی لگی

ای کاش بعد مرگ بھی دیدار ہو نصیب
یہ آرزو تراب کو تا گور ہے لگی

۱۸

سرد مہری ہے غضب شوخ جفاکار ونکی	گرم ہی ظلم سے بازار ستمگار ونکی
کیا وکاری جو لگا دی مژہ و ابرو سے	احتیاج اوسکو نہیں برچھی و تلوار ونکی
جان و دل نذر کری بار بنا دیر تو بھی	کیفیت پوچھو نہ کچھ خوبوں کے دربار ونکی
کسطرح سب کی طرف یار برابر دیکھے	ایک مطلوب ہے کثرت ہے طلبگار ونکی
گھر میں غیروں کے تو رہتا ہی مہینوں تک	خانہ ویرانی ہو کیونکہ نہ تری یار ونکی
دختر رز کو بغل میں لیے پھرتے ہیں نڈر	محتسب دیکھ تو کیا شوخی ہے میخوار ونکی
کہکی ہیہات طبیب اپنے لگا ملنے ہاتھ	نبض دیکھی جو ترے عشق کے بیمار ونکی
ہاتھ میں لیکے چھری کرتے ہیں صیاد شکار	علتیں کیوں تلخ نہ ہو مرغ گرفتار ونکی
یار کہتا ہی میں لیتا ہوں خبر دل سے تری	کیوں خوشامد کروں اغیار کی سرکار ونکی

ولہ

ولہ

ردیف یای تحتانی

ولہ

رشک حاسد سے ہمکو کیا غم ہے | تو ہی اور ہم ہین جب تلک دم ہے
عقل جاتی ہے عشق کے آتے | اتفاق انمین تو بہت کم ہے
جس مین انسانیت نہو کچھ بھی | وہ توحیوان شکل آدم ہے
چشم عبرت سے ہمنے دیکھا خوب | اس جہان کا عجب عالم ہے
اک طرف شور وغل ہے عیش و خوشی | اک طرف آہ و درد و ماتم ہے
پھول ہنستا ہے اور کلی ہے چپ | منہ پہ دونون کے روتی شبنم ہے

کس سے کہیے شراب اسکا بھید
اس حقیقت سے کون محرم ہے

۲۱
چھپا نہین جو کہون برملا یہ سب حق ہے | خلا نہین کہ بھرا سب وجود مطلق ہے
وہی وجود ہے سارے تمام عالم مین | اوسی وجود سے سارا جہان مشتق ہے
وہ بیچگون ہے سوا اور کچھ نہین کیسے کہون | جو کہیگا سے جو کوئی اوسکی بوچھ احمق ہے
جو بات حق ہے بحیثیت قیل و قال سے او سمین | سو صد ورن ہے خلاف عالمو نکو ناحق ہے

شراب کیون نہو نور خدا سے روشن دل
کہ ہر مکان کو صاحب مکان سے رونق ہے

۲۲
شیخ حرم اور پیر خرابات ایک ہے | کچھ اصل مین خلاف نہین ذات ایک ہے
ہندو سے پوچھو چاہے مسلمان سے پوچھ لو | دونون یہی کہینگے کہ حق بات ایک ہے
وحدت کی آنکھ سے جو نظر بھر کے دیکھیے | عالم ز ارض تا بسماوات ایک ہے
گیرندہ و دہندہ وہی ایک ہے جو ہے | احول کو دیکھ پڑتی ہین دو بات ایک ہے

تجھے اے محتسب ناحق خلش ہے | حریفان صراحی گردنوں سے
کہا لیلی نے ہنسکے حال مجنوں | یہاں آیا نہیں کتنے دنوں سے
سلوک راہ حق سے پھر کیا ہو | نہیں خالی یہ رستہ رہزنوں سے
قبائے شبنمی سے ہون تر اندام | ملے ہم کیسے ان نازک تنوں سے

۲۵ تراب اوس بت کا دل تجھسے ملے کیا
رکھے ہیں لاگ کافر مومنوں سے

جب تلک تجھسے نشان ہے یار کوں دوری رہی | تو نہو وے جسکا نہیں وان ہی بھرپور ہے
یہ تصور یاد رکھیو یار وہ وقت ذکر ہے | ذکر ہے جسکا وہی ذاکر وہی مذکور ہے
حق تو بی پردہ عیان ہے آنکھ کھولو دیکھ لو | سوجھتا جسکو نہو وہ کیا کرے معذور ہے
غلبۂ حال سے منصور انا الحق کہہ اوٹھا | جو ہے سو ملتجی ہے یہ تو مثل مشہور ہے
کہتے ہیں عالم میں سب اہل خدا اونکو | جان بھی اوس دلکو کہتے ہیں اوسکا نور ہے
فاعل مختار ہے اللہ چاہے سو کرے | بندہ بیچارہ سراپا عاجز و مقہور ہے

۲۶ عشق کو ڈھونڈے ہے پھرتا ہے تراب ادھر اودھر
کچھ نہیں چلتا ہے اوسکا کیا کرے مجبور ہے

وہ کب سے بھولی ہیں بھلانے ہمارے | جو ہیں خوب دل میں سمانے ہمارے
سو اونکو اب کچھ نہیں دیکھ پڑتا | بھلے یار آنکھو نہیں چھپانے ہمارے
پیر کی مجلس میں پہنچیں الٰہی | کبھی ہون جو مجلس میں آنے ہمارے
علی ولی کا رہے اوسپہ سایہ | رہے جو کوئی زیر سایہ ہمارے

کیا سنا کر مجھکو کہتا ہی تو اے مطرب بجے
اب تو کچھ مجھکو نہین گانا بجانا یاد ہے

میری ارنی کی صدا سن کر گیا کہنے مجھے
مجھکو تیری لن ترانی کا ترانا یاد ہے

یاد کر کر جسکو قیس مجنون بن گیا
پوچھو لیلی سے تجھے کچھ وہ دوانا یاد ہے

کسطرح کہتے نہین وہ جانتا مجھکو تراب
جسکو صد ہا شعر میرا عاشقانا یاد ہے

۲۹

بال زلفون کے جو سرکش تھے پڑے
ٹوٹ کر پاؤن پر اوسکے گر پڑے

جاؤ ہو کیون چھپ کے بتخانے مین تم
شیخ صاحب قبلہ و کعبہ مرے

بت پرستی کیا پسند آئی تمھین
کیون طریق حق پرستی سے پھرے

مت کہو حق جلوہ گر ہے سب کہین
یہ فریب نفس کے ہین ماجرے

زلف کافر مین پھنسایا دل عبث
ہنستی ہین سب ہندوونکے چھوکرے

جسطرف چاہے ادھر لیجاے عشق
کچھ نہین چلتا ہے دل کا کیا کرے

الامان خوبون سے یارب الامان
ہو گئی ہین یہ قوم سب جادوگرے

جسکو اچھی کہہ رہی تھی سب جہان
عشق مین ایسی ہو گئی کیسے برے

یار کے مشتاق مر جاتے نہ کیون
ملتی ہین کب حور و غلمان بن مرے

صندلی پوشاک جانان سونگھ لے
غم سے اوٹھتین جسکی دل مین اب اثر

ساقیا اپنا تک نہ ہو سے جی بھرا
سو گئی خالی ترے کتنے گھڑے

ہر مژہ تیرا ہے جون ناوک کا تیر
اے کمان ابرو مین قربان حسن پر

خوب مارا دل پہ اک چتون کا وار
آفرین شاباش پیارے واہ رے

یار و اب دلکو مری صبر نہیں آتا ہی | دیکھو منہ پھیر ادھر سی وہ چلا جاتا ہے
کسطرح اوس سی کہوں تھم کے نظر دیکھہ ادھر | جسسی جو آنکھہ ملاتا نہیں شرماتا ہے
روئیداد اوس سی بھلا کون کہی اب میری | سنکی قاصد سی مرا حال جو جھنجھلاتا ہے
کیوں نہ ہم پہلو تہی کرکے وہ ہنس او کہتی ہیں | اپنی پہلو میں رقیبوں کو وہ بٹھلاتا ہے
کون اوسسے کہی کفارہ ہی اسکا بوسہ | جھوٹی ہر بات میں یار اپنی قسم کھاتا ہی
کیوں نہ صحرا میں ہوں کیسی نہ جنگل میں پھروں | میں تو دیوانہ ہوں مجنوں سی مجھے ناتا ہی

گھر سی باہر جو نکلتا نہیں لیلی کیطرح
غانۂ دل میں تراب اپنی اوسی پاتا ہے

٣٣

کچھہ لا نہ لیگئے جہان سے | آئے او چلے گئے جہان سے
کیا صاف او تھے جو پاک دامن | ننگے او کھلے گئے جہان سے
دکھہ سکھہ میں خدا کو جو نہ بھولے | وہ اچھے بھلے گئے جہان سے
باطن میں الگ تھے سب سے دانا | ظاہر میں ملے گئے جہان سے
افسوس نکر کہ نخل سب بے بر | پھولے نہ پھلے گئے جہان سے
ہر صرصر سبھی چمن کے بوٹے | تازے او کھلے گئے جہان سے

ٹوٹی جو تراب جگ سے امید
شکوے او گلے گئے جہان سے

٣٤

رسیلی آنکھہ تیری گرچہ قتل عام کرتی ہے | یہ شہر ہیلی چتون اور ہی کچھ کام کرتی ہے
بکھرتی ہے کبھی بل کھاتی ہوتی ہے کبھی حلقہ | وہ کاکل تیری پیچ و تاب سے طرح دام کرتی ہے

ردیف یائے تحتانی

دیوان تراب

جواہر نفس کو مارا اوشیطان کو کری خارج
مزہ دیتا ہی کیسا نفس جل ہر کے فقیروں کا
فقیروں سی اولجھنا مت مبادا بد دعا دیوین
بڑی ہی ذلت اوسکو پھر تی ہونا امیروں کا
خدا درویش کی حاجت نہ ڈالی اہل دنیا پر

وہی سنسار مین درویش کی غارتی سپاہی ہی
وہ کیا جانی خورش جسکی کباب مرغ و ماہی ہی
سند اسکی ہمین ارشاد حضرت قبلہ گاہی ہی
گلا مین جسکی کفنی سر پہ جسکی تاج شاہی ہی
حقیر اوسکی نظر مین پھر تو وہ خواہی نخواہی ہی

تراب آگی وہی جانی کئے کسطرح سر او قات
ابھی تک تو ہماری اچھی صاحب نے نباہی ہی

خوب عاشق کی عیادت کر چلے
پھر وہ گل مجھسے ملا یار دیجوش
رات آدھی کٹ گئی آیا نہ یار
آگی طاقت انتظاری کی نہین
قاصد اوس سے کہیو ہم صد قی ترے
تجھ اقرب کہکر از بہر خدا
اک مرے دل کی کلی کمھلا گئی
سایۂ طوبی بہشت پڑتا ہے دیکھ

ہو گئے بیمار سب جنگی بھلے
دوست سبکے خوش ہوئی دشمن جلے
کہہ گیا تھا آؤنگا وہ پھر ڈھلے
وصل کے وعدے بہت ایسے ٹلے
کچھ تو کر مشتاق سے آ ری بلے
آ تو لگ جا ایک دن میرے گلے
اور غنچۂ گل کے سب پھولی پھلے
یار کی دیوار کے سایے تلے

ہم ملا دین اوسکو مولی سے تراب
جو خدا کے واسطے ہمسے ملے

ہے سب اللہ آگی کیا کہیے
قصہ کوتاہ آ گئے کیا سب کہیے

ردیف یائے تحتانیہ

کسطرح

کسطرح اندھا نہ بھٹکے راہ مین — تھا ہی ساتھ اوسکی اک رہبر رہے

۴۰
حق طلبی اوسکا نہو کیونکر تراب
ذکر و فکر اوسکا جسے اکثر رہے

پیر مین جسکے یار سے مین پر رہے — اوسکو کب پروا ہے سیم و زر رہے
دل مین وہ نوک مژہ یون چبھ گئی — رگ مین جیسے ٹوٹ کے نشتر رہے
گھر نہ اوجڑین دوستونکا اوسکی کیون — جو ہمیشہ دشمنونکا گھر رہے
لات مارین تخت طاؤسی پہ ہم — یار کی در پر جو نت بستر رہے
برزخ مرشد سے ہو جسکو لگاؤ — کب بھٹکتا وہ ادھر اودھر رہے

۴۱
تجھکو کیا ظل ہما حاجت تراب
پیر کا سایہ ترے سر پر رہے

جسکے جی مین حب پیغمبر رہے — نیک ہو اوس سے نہ کوئی بدتر رہے
ہو جسے توحید افعالی کا ذوق — وہ تماشائی بازیگر رہے
جسکی ہاتھون سے نہو کوئی کام نیک — کسطرح اوسکا نہ کام ابتر رہے
خیر پر جنبکا قلم جاری نہو — گاو خورد اوسکا نہ کیون دفتر رہے
اوسکی صورت دیکھ سب ہوتے ہین ششدر — ہوش عاشق کا بجا کیونکر رہے
ناصحا مجھسا دوانہ تو بھی ہو — سامنی جب وہ پری پیکر رہے
زاہدا مت سامنی رندون کے کہہ — دیکھیے کب تک یہ دامن تر رہے
تب ہی تک ہے گرمی بزم طرب — جب تلک منہ سے لگا ساغر رہے

ردیف یائے تحتانیہ

کوئی خوبونکو سکھادے نہ کسیکا دل لینا پھیر لاے کوئی ایدہر نہ اودہر جانے دے	عاشق بیدل ہی چین عشق سوا جان جاتا ہی مرا یار نہین جاتا ہے

اپنی خواہش کے موافق نہ ہوا کام کوئی
وہی ہوتا ہی تراب اوسنے جو کچھ چاہا ہے ۴۴

آنسوؤن سے نہ فقط پیش نظر پانی ہے واعظا اسطرف نہ آ دیکھیو کہین ڈوب نجا شست وشو اسقدر اے شیخ خنک طبع نکر آتش کینہ اعدا سے او سے کیا خطرہ جوہری تجھکو حقیقت سے نہین کچھ بھی خبر دیکھ پڑتی ہی نہین اپنو کہین خشک زمین تجھکو جرات نہین پڑتی ہی کہ وان تا جاوے توہی لادے خبر اوسکی وہ کہان ہے بالفعل	اشکبار یہین جدہر دیکھو اودہر پانی ہے دیدہ تر سے یہان تا کمر پانی ہے مرد بارد کو بڑھاپے مین ضرر پانی ہے جسکی ہیبت سے مخالف کا جگر پانی ہے جم گیا قطرہ نیسان پہ گہر پانی ہے زور سیلابی سے سب جنگل و بر پانی ہے بارش تند سے اب زیر و زبر پانی ہے قاصدا عذر نکر آج کہ جو پانی ہے

پھر نکلنا ہی تراب اوسکو مری گہر آنا ہے
یون ہی برسات مین شدت سے اگر پانی ہے ۴۵

قیامت کیون اوسکو یار کی بیداد مین گذرے کہون کیونکر نہ شیرین کام ہو خسرو رقیب اوس سے نہو کسطرح سے خوشدل ہی کسطرح سے غمگین جو عاشق عید قربان مین سے قربان ہو جاوے	گھڑی دن رات جسکو ہجر کی فریاد مین گذرے جو شیرین کیلیے تلخی جان فرہاد مین گذرے خیال اوس جان جان کا جسکو ان ناشاد مین گذرے رقیبونکو قیامت تک مبارکباد مین گذرے

کہان شان اوسکی کہان شان میری
وہ شاہ شاہان مین فقیر آرزومند
جہان ہو وہ شمع شبستان میری
پتنگا سا اونکے [illegible] کیون بچاون
[illegible] پریشان میری
[illegible] ارمان میری
[illegible] مشکل آسان میری
جدائی مین جی پر بنی ہی یہ مشکل

تراب ایکدن زندگانی ہوتی
خبر وہ نہ لیتا جو ہجران میری

ولہ ۵۱

ہر جانب کا خوف ہر گھڑی ہے
ہوت آنکھون سے سامنے کھڑی ہے
حیرت مین کی ہے مجھکو جیسا
تصویر تری نظر پڑی ہے
ساون مین ہو جسطرح سے بارش

ردیف یای تحتانیہ

کہو کون اوس سے اتنی بات ہی ہے	جدائی سے نہ اوسکو مار لیلی
خدا کا ڈر نہین کچھ نا حق اوسکو	کہ مجنون وار ہی اور یار لیلی
لیے ہی ہاتھ مین اوسکے لیے کیون	حنا کی رنگ سے ہتھیار لیلی

تراب ایدھر اودھر دل کو نہ بھٹکا
کہان کا قیس وسکی یار لیلی

۴۸

ہماری درد مندی ہجر مین اوسکی بتا جائے	وہ اک بیدرد جانان ہی کسیکی درد کیا جانے
کسیکا منہ نہین ایسا کہ ظالم اوسکو کہہ بیٹھے	جو مجھپر یار کی جور و جفا کو ناروا جانے
چمن سے پھر کبھی باہر نہ پڑتا اک قدم تیرا	تو رنگ و بوی گل کی کیفیت کیا ای صبا جانے
کہو مت نیک اوسے کوئی کرے جو سبکی بدگوئی	بھلا کہیے اوسی جو آپ کو سب سے برا جانے

تراب اک مرد احقر ہی ملا ہے قلندر سے
وہ جگ مین سب سے بدتر ہی اوسے کوئی کیا بھلا جانے

۴۹

گدائی اونکو شاہی ہی نہ کوئی اونکو گدا جانے	بچارا اہل دنیا کیا فقیرونکی صفا جانے
کہا جسنے [illegible] سے ہم اوسکا کسے کہو	دوانہ ہی جو کوئی انسان [illegible] جدا جانے
جہان سے آکی پھر جاینگے وان کب تک رہینگے یان	وہ احمق ہی [illegible]
جب اوسکو بندگی کرتا ہون تب منہ پھیر لیتا ہے	مزاج اوسکا [illegible] کیسا خدا جانے

ہوا ہی نفس کو اپنی کیا ہی پیشوا جسنے
تراب اوسکو بھلا کسطرح شیخ مقتدا جانے

۵۰

ہوئی اوس سے کیا جان پہچان میری	گئی جان [illegible] میری

[illegible]

ولہ

[illegible]

ہم تو مسجد سو عرش کے اوپر
سن کے قد قامت الصلوۃ چلے

کیوں منو عید عاشقوں کو یہاں
گھر سے دیر کر کے شب برات چلے

اوس سے بازی تراب جیتے گیا
عاشقوں کو جو کر کے مات چلے

ردیف یا تحتانیہ

بلبلوں پر کرو او صیاد احسان چھوڑ دے
فصل گل آئی ہے ظالم چھوڑ دے بان چھوڑ دے

اس طرف بولی یوں الٰہی اُس طرف ہیں گل کھلے
دیکھ لے بلبل تماشا ہی گلستان چھوڑ دے

تماشا اتنی جیو دستی زلف جانان سے نکر
بہت پکڑ دانتوں سے اوس کی سو پیچان چھوڑ دے

لیلیٰ جلوہ میں کیا تھی ہنسکی مجنوں نہیں
بیٹھ رہ دیر کر جنگل بیابان چھوڑ دے

شست و شو ظاہر بدن کی کیا بہت کرنا ہے شیخ
صاف رکھ دل کو ذرا وسواس شیطان چھوڑ دے

زندگی ہے تنگ سو مر بیٹھ خواہش ہے
کہہ دو اوس سے جا سو وار دربان چھوڑ دے

اوس کو زاہد ہے چلانت نفس کو
خشک روٹی کھا ہمو ذوق مرغ بریان چھوڑ دے

واسن زلیخا ہے وہ پیراہن کے پھول
کیوں پکڑ کے باغبان گلچین کا دامان چھوڑ دے

مرتی ہے اوس پر زلیخا کہہ دی یوسف سے تراب
جا تخت پر مصر ہو یہ چاہ کنعان چھوڑ دے

کب تلک بند ہو رہنا قید زندان چھوڑ دے
ہون تیرے قربان روز عید قربان چھوڑ دے

ایسے جاہل کی عبادت کچھ نہیں
صوم داؤدی رکھو اور صوم رمضان چھوڑ دے

پہلی بسم اللہ میں استاد کو بسمل کیا
کیوں نہ اوس لڑکے کو بارہ و دبستان چھوڑ دے

یوں تو بے پردہ ہوتا ہے ہم عاشق کو دیکھ
جیسے رہتے ہیں کہ نیستان چھوڑ دے

ردیف یائے تحتانیہ

اہل سنت سے تقیہ گر ہو ممکن وہاں | بود و باش شہر و ملک ایران چھوڑ دے
باغباں پھولوں کی ڈالی گر بناتا ہے تجھے | لالہ و گل توڑ دے نرگس کو حیران چھوڑ دے
اے مسلمان گر ترے دل میں خدا کا خوف ہے | توبہ کر اپنے گناہوں سے اور عصیان چھوڑ دے
قتل پر عاشق کے گر تجھکو مخالف یار ہو | ایک دن گردن پہ اوسکی تیغ بران چھوڑ دے

کیا شفقت نے تجھے جنجال میں ڈالا شراب
باز آ شیخی سے اب حرص مریدان چھوڑ دے

ایضاً

ہم اونکو کہتے ہیں اللہ والے | جو ہیں بندے تری درگاہ والے
ہزاروں میں کوئی دو ایک ہونگے | بہت کم ہیں خدا کی راہ والے
حقیقت کو ہر اک صورت میں ظاہر | سمجھتے ہیں دل آگاہ والے
عیاں ہیں وہی نہیں چھپے ہمسے پردہ | چھپے ہیں کب ہماری چاہ والے

شراب اوس پر رہے پیروں کا سایہ
جو کوئی ہوں ترے ہمراہ والے

ایضاً

جس شخص کا دل مرشد رہبر سے پھرا ہے | وہ حق سے پھرا ہے او پیمبر سے پھرا ہے
ہے پیر تو بر حق کہ پیمبر کا ہے نائب | اودھر سے پھرا اپنی جو ادھر سے پھرا ہے
کہتے ہیں سبھی اوسکے تئیں قبلہ و کعبہ | کیا کہیے اوسے جسکا رخ ادھر سے پھرا ہے
کوئی پیر کی دیوار کو ٹیڑھی نہیں کہتا | بخت اوسکا ہے برگشتہ جو اوس گھر سے پھرا ہے
کیونکر نہ مطیع اوسکو کہیں سرکش و باغی | جو شاہ کی شہزادہ افسر سے پھرا ہے
مقبول ہے پیر اوسی کے سطر جسی کہیے | جو حضرت شبیر اور شبر سے پھرا ہے

کون کہتا ہی وہ ہمسی دور صد فرسنگ ہی | سو بغلم اپنا کہتے وہ سبکو سنگ ہے
کسطرح سی کہیی اوس موجود کو بیرنگ ہم | جلوہ گر سر رنگ میں دیکھو وہی بیرنگ ہے
ہوسی کافر حقیقت میں تو دیکھو کون ہے | کوئی بیگانہ نہیں آپس میں ناحق جنگ ہے
وسعت اوسکی عرش سی زیادہ مجھی پڑتی ہی دیکھیہ | خانۂ دل دیکھنے میں گو نہایت تنگ ہے

وہ عبث کرتا ہی دعوی عشق بازی کا شراب
جو گرفتار حیا و شرم و نام و ننگ ہے

ردیف یائے تحتانیہ

کس مبتلا کی ہای مجھی بد دعا لگی | اوس شوخ چشم سی جو مری آنکھ جا لگی
رونی سی ایک پل نہیں فرصت فراق میں | پہر آنکھ کیا لگی مری پیچھی بلا لگی
تصویر میری دیکھکی کہتی ہیں سب یہی | کیا جانی اس غریب کی دلپر ہی کیا لگی
دل کا مری تو ہجر میں کل ہو گیا ملال | افسوس کچھ نہ اوسپہ دوا اور دعا لگی
جلتا ہوں یا تجھ رشک سی ہوتا ہوں پائمال | کیا شوخ اوسکی پانوں میں یہ حنا لگی
دلتنگ کیوں نہوں او گریبان پہاڑوں کیوں | ہیں تنگ و چست بر میں یہ اوسکی قبا لگی
پوچھی تو کوئی اوس بت محبوب سی یہ بات | کیوں مجھکو قتل کرتی نہ تجھکو حیا لگی
کیوں ہو سی وہ دیار وہ ہمسایہ ہی مجھ سی تو | ایسی ہوں گرفتہ دل ہی تری کیا فضا لگی
کیوں یار دیکھتا ہی تو آئینہ بار بار | کیا ہی یہ سچ تجھے بھی بہت خوشنما لگی
غمخوار کی ہیں تجھی سی اپنی کسو نہ تم | دلبر تری کے جو چوٹ لگی سو بجا لگی

کیونکر شراب اوسکی کرے دل کی بہا
مثل حباب جسکو ہی ہر دم فنا لگی

نام کو درمیان مین تو ہے
اندرون و برون ہی تو ہے زبان مین تو ہے
دل مین ہی تو زبان مین تو ہے
یاد کس کی کرون پکارون کسے
جسم مین تو ہی جان مین تو ہے
تیری ہستی ہی سب کی ہستی ہے
جان و تن جہان مین تو ہے
مجھ سے خالی نہین کوئی جا
ہر نشان بی نشان مین تو ہے
آسمان سب مکان مین تو ہے

۹۵

جوہر اوسکا دل ہی جانی جسپہ اوسکا کاٹ ہے
تیغ ابرو مین کچھ اوسی باڑھ اور ہی گھاٹ ہے

عقل غوطہ کھا رہی پایان اوسکا پاتی نہین
عشق کے دریا کا کیا الٹا ہی چوڑا پاٹ ہے

یا خدا اٹھتی ہے جو سب پار انکی طرح سے کہیں
ناخدا کی ناؤ دیکھین لگتی اب کس گھاٹ ہے

خاکسار ہین پا بہی حق نے جسکو مرتبہ
رشک قالین اوسکا فرش بوریا و ٹاٹ ہے

یارو مین بادہ نہین پیتا ہون دیکھو
حسن یہ کچھ پیا اوس سیر چمن کے گھاٹ ہے

سیطرح دوڑا ہی اوس لب شیرین کے
نو سیاہی چیری سو سیر کو چاٹ ہے

ابتو گردش فلک کی سب ہی یکسان ہے
چرخ کا دورہ ہی یکسر انیل کا سا ناٹ ہے

... کرے اوسکی بدی
یارو جو ایسا ہو وہ شایان نہین یہ کھاٹ ہے

کیون نہ دامنگیر ہو اوسکا یہ دل اسیر اے
جسکے خونسی تر بتر دامن کا اوسکے پاٹ ہے

۴۶

یار یہ تو سب اپنا جانا ہے
اوسکا جانا قیامت آنا ہے

وہ کمان ابرو رنج کرے جو ادھر
تیر کا اوسکے دل نشانا ہے

جسکو اپنی قسم بتا دے سچ
دل تو کس پر ہوا دوانا ہے

یار کی آنکھ سے کیا پھیری
پھر گیا ہے سے اک زمانا ہے

دل مین اوسکے ... جسکو
کہین اوسکا نہین ٹھکانا ہے

زاہدا تو ہے اور بیت اللہ
مین ہون اور اوسکا آستانا ہے

اوسنے ناحق شراب کو لوٹا
عاشقی کا فقط بہانا ہے

ردیف یای تحتانیہ

[illegible]

اس مین کچھ شک نہو جیسو واللہ ۔ مظہر ذات پاک انسان ہے

خود خدا نے نفخت فیہ کہا
تو عبث اے تراب حیران ہے

اوسی کیا درد ہے گر صید بسمل آہ کرتا ہے
وہ اک ظالم ستمگر ہے خدا اوسکے نڈا لی کام
بہت امید جنت پر بہت دوزخ کی دہشت سے
کسیکو رنج و زحمت دے کسیکو عیش و راحت دے
امیر و مفلسی عبث کوئی ہاتھی ہوا ز پے دنیا
کیا سجدہ نہ دان جسنے خدا کی امر سے ہرگز

جو بیدردی سے وقت ذبح بسم اللہ کرتا ہے
ادھر مین آہ کرتا ہون اودھر وہ واہ کرتا ہے
کوئی کتر عبادت خالصاً للہ کرتا ہے
نہین ہے خالی از حکمت جو کچھ اللہ کرتا ہے
خدا قادر ہے اک دم مین گدا کو شاہ کرتا ہے
بنی آدم کو دنیا مین وہی گمراہ کرتا ہے

فقیرونکی دعا سے بزعمت الامان اوسکے
تراب اس بات سے یارو تمہین آگاہ کرتا ہے

سوا اوسکے یارو بھلا اور کوئی
مرا یار سر تا قدم مہربان ہے
سوا نیستی کے نہو کچھ بھی تاب
رہو گی الگ کب تلک ہمسے ساقی

رہا آشنا کب بیک طور کوئی
کرے اوسپہ پہت تہمت جور کوئی
جو ہستی مین اپنی کرے غور کوئی
ادھر کیا نہوگا ترا دور کوئی

تراب اوسکا بندہ اوسیوقت ہوئے
خدا سے ملا دے جو فی الفور کوئی

نہ کوئی معشوق ہے صوری نہ کوئی عاشق مجازی ہے ۔ وہ اپنے حسن پر خود آپ گرم عشقبازی ہے

[illegible]

تراب اگر دن دیکھو خود بخود آئیگا پاس اپنے
جو ہم پہ چین دل لیکر سیر بازار بیٹھیں گے

ولہ

جو بندہ سیم و زر کا ہو امیرون کے قدم پکڑے
جو شاہد بازہی و صورت پرستی کار ہی اوسکا
جسے کچھ سیکھنا منظور ہو علم و ہنر ہی کا
جو کوئی چاہے کسی صورت سے نقش اوسکا شکستہ
جسے از راہ بھی پیرون کی حاجت ہو مدد گاری
جو کوئی چاہے کہ صحبت میں کسیکی دلکی صیقل ہو

جسے شاہد ہو ملنا ہو وہ پیرون کے قدم پکڑے
بتان سادہ و دلپذیر دن کے قدم پکڑے
سو شاہد ہنر مند و پیرون کے قدم پکڑے
تو اپنے ماحی و حضرت گبیرون کے قدم پکڑے
تو مرشد زادہ و اولاد پیرون کے قدم پکڑے
تو اہل باطن روشن ضمیرون کے قدم پکڑے

جسے توحید و فقر و نیستی کا ہو مزہ چکھنا
تراب ایسے میان شاہ فقیرون کے قدم پکڑے

ولہ

اوسدن سے پھر کبھی ہماری پلک لگی
یا رب وہ کیا بشر تھا کہ جسکی مثال مین
زنار باندھ لی ابھی تسبیح ڈالے توڑ
پھرتا ہے گرد اوسکے سیہ طرح رات دن

آنکھون مین جب سے یار کی پیاری جھمک لگی
شکل پری و صورت حور و ملک لگی
زاہد اگر تو دیکھے وہ صورت تلک لگی
تیری بھی آنکھ یا رب کیا اے فلک لگی

جب چاہیے تراب تو یکتا ہے عشق مین
اوس بت سے تو رہے دم آخر تلک لگی

ولہ

قیس و لیلی کا مجھے قصہ پرانا یاد ہے
لڑکپن سے تا جوانی جو چلے کرتا رہا

مجھکو اپنا اور ترا تازہ فسانا یاد ہے
مجھکو شوخی کا ترا اگلا زمانا یاد ہے

ولہ

ردیف یائے تحتانیہ

[illegible]

کیا ہوا اگر تو نہیں لوگوں میں کہتا ہے مجھے	وہی ہر تسکین ہی آنکھ اشارات مجھے
یارو کچھ پوچھو نہ تم دل پہ جو گذری ہے مرے	عشق میں بہت کرو بدنام کسو سات مجھے
مجھکو صورت سے نہ کچھ کام نہ سیرت سے غرض	اپنے محبوب ہے تیری ہی فقط ذات مجھے
چاہ سے دل کی مرے پیار ہی کرتا ہے عبث	اسکو کرنے سے تری ہو ہے کچھ اثبات مجھے

جب سے آتا ہے نظر جلوہ ترا سب شے میں
دیکھتا پھرتا ہے جہان مثل طلسمات مجھے

۸۰

نہیں جس سے ہرگز ملاقات ہے	جو دیکھا تو سبکی وہی سات ہے
وہی ہے مسیح اور وہی ہے کلیم	یہ طرفہ سخن ہے عجب بات ہے
رہو جاگتے چاہو سوتے رہو	صاحب تمہارا وہ ذرات ہے
تصرف او قدرت کہاں ہم سے ہو	ہماری تو کرپا کے ہات ہے
حقیقت کو اپنی جو سمجھا ہے خوب	وہی اہل کشف و کرامات ہے
صفت جسکی سب لوگ مشتاق ہیں	خدا جانے یارو وہ کیا ذات ہے

وہ کیا لطف میں تیرے لب ہائے شراب
کہ دن عید ہے رات شبرات ہے

۸۱

یارو جو خوب حقیقت سے خبیر ہیں اپنے	معرفت میں وہی منظور نظر ہیں اپنے
چاہوں جو میں سو جو چاہوں سب دم میں جا	حق رہے پاس تو پھر دونوں گھر ہیں اپنے
ہم سے جو کہتے ہیں نسبت نصیحت سے او تغیر	غیر کا نام نہ لیں منہ سے اگر ہیں اپنے
کا لعقارب ہیں اقارب نہیں کچھ اس میں شک	اس کو نہ میں غیر و تسبیح ہیں ہیں

ردیف یائے تحتانیہ

[illegible]

ولہ

گر مری کون یہ ہی قسم پیا مجھ کون دیے یہ سخن ہیچ داد
نہ تو شبلی ہی نہ جنید ہی نہ نظام ہر نہ فرید ہی

نگاہ کا ظلم رہنما لطف نیل با سطر بقتدا
ہی وہی شیخ و سراب کا جو قلندر دن کی رید ہی

شعر ابرو کو نہ دو مصرع عالی کہیے
بیت سر مطلع دیوان ہلالی کہیے

ظلمت کفر سے وہ ظاہر و باطن ہی پاد
زلف کا فر کو نہ کس طرح سے کالی کہیے

آہ کیا داغ جگر جلتے ہیں کیا سیر و ادا
دیکھیے انکو چراغان دوالی کہیے

کیفیت مرزا دو جہنی کی ہو جب یہ کھلی
اوس سے کیا حال تغیری و بحالی کہیے

حی و قایم جو ہیں از مرگ بدن ہتی ہو
یار و اوس روح کو ہم روح شمالی کہیے

ذرہ ذرہ میں جھلکتا ہی وہی مہر منیر
نور سے اوس کے نہ کوئی ذرہ کو خالی کہیے

کہتی ہو مجھکو خدا عشق سے محفوظ رکھے
کیون نہ ہم ایسی دعا کو تری گالی کہیے

مرد غارتگر و ظالم جو ہنی ناظم ملک
اوس سے کیا مصلحت ملکی و مالی کہیے

جوش دریا کے سوا کچھ نہیں ہیچ نہیں شراب
غیرت ہیچ کی وہی و خیالی کہیے

اب تو رہتی ہی یہی حق سے مناجات مجھے
بندگی اوس کی نہ بھولی کسی اوقات مجھے

جو نہ تھی کبھی کہ لایق سو کہی بات مجھے
اور کیا کہو گا اے قبلہ حاجات مجھے

باغ ہو بادہ ہو ساقی ہو صنم ہو پہلو
کیفیت دیتی ہی تب عین سو موسم برسات مجھے

مسند سے پاؤن نہیں لگی وسکی ملون کہین پیا کھسے
اوسکی قد سو کیسی ہی اے قدرے سی ہیہات مجھے

واعظو جاؤ کہو محتسب و قاضی سے
لیچا ہی یہ شب اب سو خرابات مجھے

ردیف یای تحتانیہ

ولہ

ہمسی سچ کہدی کوئی اسوقت مین تب جانیے
گر طریقت مین کوئی چاہی حقیقت کا مزہ
اک طرف ہی خلق ہی ہر ان اک طرف شیطان و نفس
ایسی ہی اخلاق کی شکلین ہنی باطن مین عین
عاجزی اور نیستی ہی منزل فقر و فنا
علم غیبت نی ڈالا دور سبکو یار سے
منہ سی نت کلمہ کہو ہر دم کرو ذکر دمے

کون طالب ہی خدا کا کسکو حق مطلوب ہے
ہو وہ کارہ دل سی جو کچھہ طبع کا مرغوب ہے
بدرقہ ہو تب سفر کرنیکا نیک اسلوب ہے
جسطرح صورت مین کچھ کی پان زشت ہی کوئی خوب ہے
دعوی پندار و ہستی یان نپٹ معیوب ہے
ورنہ ہر صورت مین دیکھو جلوہ محبوب ہے
یار و باطن کی صفائی کو ہی جاروب ہے

جان لو جیہ اللہ کیا منہ سی کہی اپنی تراب
صفحۂ دل پر جو اوسکی نقش ہو مکتوب ہے

٨٩

جوہر وجود مین ثابت اوسکی ہستی ہے
ہوا تھا عالم ارواح مین جو مست الست
کری ہی تفرقہ خود اصل و فرع مین وہ شخص
بکی ہی قیس کا دل اک نظر پہ مفت ہی جی

تو خود پرستی مری عین حق پرستی ہے
یہان بھی اوسکو وہی بیخودی و مستی ہے
ذرا بھی جسکو تمیز بلند و پستی ہے
جو لیلی دیکھی تو ڈلی کہ جنس سستی ہے

وہ شہر کیا ہی منو جسمین شہر یار تراب
جہان فقیر ہو وہی وہ اُجڑی بستی ہے

٩٠

منہ پہ سر دھو چو ہین بال تمہاری جھٹکے
بکی ہی مجھے سچ کہو کے شب کسطرح
چاند تاری کی قبا پر ہی تری ایسی بہار

چھپ گیا دن وہ ہین رات آگئی تاری جھٹکے
پھول بستر پہ پڑے ہین کہ ستاری جھٹکے
چرخ پر جیسی چمکتی ہین ستاری جھٹکے

ولہ

جسکو نسبت کثرت مین ہے وحدت کی دید
وہ بڑا عارف بڑا مشتاق ہے

وہ سفید کسطرح عالم مین ہو
جسکو سیر عالم اطلاق ہے

حق کی نسبت کیا کہون عالم کے ساتھ
جس طرح دیوار ہے اور طاق ہے

طالبونکو دل پہ مرشد کی نگاہ
شعلہ زن پتھر پہ جون چقماق ہے

سامنے اونکی گدا شاہی کرے
یہ نشاہون پر نہایت شاق ہے

قدر فقر جسکی کیا جانے کوئی
ہای ہو یہ شورش عشاق ہے

اسکو دنیا دار کی صحبت ہے زہر
صحبت اہل اللہ کی تریاق ہے

اپکی فرمانبری جس سے نہو
نا خلف کیسے وہ بیٹا عاق ہے

چاہیے تجھکو وہان جانا شراب
اک جہان تیرا جہان مشتاق ہے

مین کہتا ہون سچ تیری سوگند ہے
نہین کوئی تجھسا خداوند ہے

وہ شکوہ کرے کسطرح خلق کا
جو تقدیر پر حق کی خورسند ہے

شریعت مین اوسکا قدم کیا پڑے
جو اپنی طبیعت کا پابند ہے

اوسی پر تو حسرت کا ہوگا عذاب
جو دل بستۂ مال و فرزند ہے

غنیمت ہے جو خیر یان ہوسکے
کہو ان فائدہ اوسکا وہ چند ہے

نصیحت سے ناحق برا ہو کوئی
کہونگا مین حق تلخ ہر چند ہے

جو کوئی بات اچھی کہے مان لو
ہماری تو سب سے یہی پند ہے

برای خدا پیر کو خوش رکھو
کرو شکر گر وہ رضامند ہے

ردیف یای تحتانی

ولہ

۹۷

کچھ نہیں ہے اوسکے آگے قدر خوبی حور کی
دیکھنا جی خود پسندی وسعت منور کی

نام عاشق سنکے چونکا بھلا اپنی قصہ خوان
کہیو مت اوس سے کہانی وصل مہجور کی

ہجر میں دیکھ آنکھ کو بہتی مری بولا طبیب
یار کا دیدار ہے دارو اسی ناسور کی

یون تجلی سے تری جل بجھ گیا ہے دل مرا
جسطرح شعلہ ہوئی تھی خاک کوہ طور کی

تیرگی خط سے تیرے ڈرتا ہوں میں آگے آ
دم کروں لکھ کے تیرے آیات سورۂ نور کی

شمع سے آگے کیسی ہوگئی جل کے سوا
کیا بلا رکھتی تھی وہ کچھ خاصیت کافور کی

دکشمنش شیرین سے کوئی وصل آ سکتا تھا
گرچہ کوشش کوہکن نے اپنی تا مقدور کی

ہے انانیت میں اپنے دل سے بلامت بول کچھ
ورنہ قائم ہوئی ہے حالت ابھی منصور کی

اب تو پھرتا ہے لیے تلوار وہ ظالم تراب
کچھ نہیں معلوم کسکی قتل سے منظور کی

۹۸

رات ہم اوس کی قد سے جو بہر جو صبر نے لگے
ہنس کے بولا جو نکلتا تھا سو تم کرنے لگے

تا صبح ہے خبر کل تو ہمکو تم کرتے تھے منع
آج اوسکی عاشقی کا تم بھی دم بھرنے لگے

نامہ بر سے پوچھ کہیو کس حیلے سے تو پہونچا دنامہ
کسطرح تجھ سے مرا خط لیکے وہ پڑھنے لگے

یہ تو ہم کیونکر کہیں کچھ بھی نہ تھا اوسکا یار
ہم سے ناحق اوسکے آگے مدعی اڑنے لگے

عشق میں کیا جانیے کیونکر ہوگا یہ دل
جب سے کچھ خطرہ نہ تھا اوس سے بھی اب ڈرنے لگے

جب میں کہتا ہوں کہ مر جاتے ہیں کہتا ہے یار
تم تو اب کچھ منہ لگانے سے بہت بڑھنے لگے

جای عبرت ہے جہان یہ بوجھ تو دل میں تراب
کسطرح آئے یہان سب کسطرح مرنے لگے

ولہ

ردیف یای تحتانیہ

۱۰۱

ولہ

ولہ

[illegible]

رتبہ ہی فقیرونکا امیرون سی زیادہ
عرصی سی امیرونکی خطر کچھہ نہین ایسا
ہر شاہ وگدا ہی مری پابوسی کا مشتاق
جو سلسلہ عشق سر رکھتا ہی سروکار
عاشق کو نہین تاب جدائی کی زیادہ
دکھلا دی جھلک آج نکر وعدۂ فردا
منصور کو ناحق ہی تو سولی پہ چڑھایا

ق
درویش کی خدمت مین ہویدا ادب ہے
اللہ نگہبان فقیرونکی غضب سے
مرشد کا قدمبوس سوا اپنی مین جب سے
آزاد ہی وہ قید سے اور نسبت سے
ق
کوئی گوش گزار اوس سے یہ کر دی کبھی جب سے
مشتاق ترا تشنۂ دیدار ہی کب سے
نکلا تھا انا الحق نہین کیا یار کی لب سے

طاقت ہی تراب اوس ہی کو مردی کو جلانا
ہی جسکی تجلی کو جلا تیرے سبب سے

وصل کا کوئی طرح یار و نہین امکان ہے
گر توجہ گہ تغافل گاہ لطف و گاہ جور
بلہوس جا بیٹھ کیون کرتا ہی دعوی عشق کا
یاد کیجو ہمکو جب پیمانہ لیجو ہاتھہ مین
چاہی کوئی بیدل کہ چاہی کوئی بیجان کے
ہر سر سوا وسکا رکھتا ہی عداوت دین سے

تا حق اب ملنے کی اوسکی جی کو تیئن ارمان ہے
ہر گھڑی ہر ساعت اوسکی در پہ ہی کان ہے
عشقبازی جانگدازی ہے نہین آسان ہے
ساقی مشفق مرا تجھہ سی یہی پیمان ہے
اپنی سیر جان و دل پیاری ترے قربان ہے
زلف ہندستان مین دیکھا سخت کفرستان ہے

کیون بھٹکتا ہی تراب اوسکی نیاز و ناز پر
یہ بھی اوسکی شان ہی اور وہ بھی اوسکی شان ہے

اگر یون ہی جدا ہمسین گھڑی کی رات دن روتے
تو اب تیری بدولت آنکھہ سی ہم ہاتھہ ہین دھوتے

ردیف یای تحتانی

[illegible]

دیوان شاہ تراب

[illegible]

تراب اوسکی گلی کا رنگ کچھہ ہی پوچھو تم
١٠٧ عجب گنج شہیدان ہی وہان اک شہر بستا ہے

نہ عاشقی کرو اہل دلو خدا کی لیے
نہ داغ بیدلی سینہ پہ لو خدا کی لیے

ذرا سکوت تو سیکھو چمن مین غنچہ سے
نہ شور و غل کرو ای بلبلو خدا کی لیے

کوئی نہین ہے کہ اتنی بھی بات اوس سے کہو
تم اوس سے روٹھو نہ اب پھر ملو خدا کی لیے

تنک تو بولو ذرا تو کرو سخن ہم سے
نہ غنچہ لب ہو اسی تو کھلو خدا کی لیے

جنون سے آج مجھے یار و خطرہ آتا ہے
تم اسگھڑی مرے پاس سے ٹلو خدا کی لیے

تڑپنی کا بھی تو میرے ذرا مزہ دیکھو
نہ جی سے مارو مجھے تا تلو خدا کی لیے

عزیز و راہ خدا کی تراب سے پوچھو
١٠٨ کبھی تو اوسکے کبھی پر چلو خدا کی لیے

طبیب نبض میری دیکھ کی افسوس کرتا ہے
کہ یہہ بات کس نازک کلائی پر یہ مرتا ہے

کبھی ہنستا کبھی روتا کبھی فریاد کرتا ہے
دوا کی کا تری اب تو عجب عالم گذرتا ہے

ابھی سے ہی عمر میری جسقدر پڑھتی ہی وہ یارو
مری جیسکا وہ دشمن ہے جو لیف اسکی کترتا ہے

کسیکی رو برو وہ منہ لگاتا ہی نہین مجھکو
ابھی لڑکا ہی اپنی عشق کی تہمت سے ڈرتا ہے

مری چھیڑ یغیر سے آنکھہ اوسکی لڑتی ہی نہین ہی
سدا وہ آہو وحشی مری ہی کھیت چرتا ہے

تراب اوسکی مریض ہجر کا احوال کیا کہیے
زبان چلتی نہین دم زندگی کا اب تو بھرتا ہے

جو کوئی پوچھے ہے کیا اچھا کہین کچھہ درد ہی لاحق
تو آنکھین ڈبڈبا الفت کرکے دلبر ہاتھہ دھرتا ہے

ہوتی اگر ذرا بھی معلم سے دوستی / جاتا چھٹ وہ طفل دبستاں کے ساتھ
کیا جانے کیفیت اوسی طوفان نوح کی / ہو دے جو میرے دیدۂ گریاں کے ساتھ
جاہل کو گرچہ ہے عالم کا قیل و قال / دانا کی بات کچھ نہیں ناداں کے ساتھ
آشفتہ کیوں نہو دل سودا زدہ مرا / رہتا ہے نت وہ زلف پریشاں کے ساتھ

یا رو خدا شناسوں کی صحبت کے لیے
بیٹھو تراب صاحب عرفاں کے ساتھ

ہم نہ دیکھا کدھر کماں سے گئے / جل اٹھے ہم چمن کی گل بیانوں سے گئے
کچھ تو صیاد ان پر اپنے کھاؤ ترس / گھر سے اجڑے اور آشیاں سے گئے
ہم کو جھڑکا اوسے لگایا سنت / آہ ہم قدر برگ پاں سے گئے
باغباں نے چمن ترا چھوڑا / گل سے گذرے اور بوستاں سے گئے
دہی کچھ نے نشان کی بات / اپنی جو ہستی و نشاں سے گئے
مر گئے ہم اسی تفکر میں / ق اسی حیرت میں ہم جہاں سے گئے

وا حسرت تراب یار دگر
پھر نہ آئے جو کوئی یاں سے گئے

خدا حافظ نہیں معلوم اب کیا ہونے والا ہے / قیامت اس گھڑی جلوہ نما وہ قد بالا ہے
ہمارے یار کی خوبی کا کچھ عالم نرالا ہے / گر دیتا ماہ کی تعریف اپنا دیکھا بھالا ہے
ہمیں تو اوس کی لٹ بال ہی نے مار ڈالا ہے / یہ زلف اوسنے پریشانی کیا ہے کالا سانپ پالا ہے
خطر ہے جان کا اوس شانہ سے اب ہی نڈر ہو جا / سنبھل کر زلف لیجیو ہاتھ میں یہ سانپ کالا ہے

ردیف یائے تحتانیہ

وله

[illegible]

یا وہ ہیں ایسی کوئی تدبیر بتا تو
گھر اوسکو بتا دیں کہ وہی پھیر کے گھر آوے

ارمان رہیگی یہ ہمیں تا دم آخر
جبتک وہ یہی تنہا کبھی نہ شیخ ادھر آوے

زاہد نہ مجھے حور کی خواہش رہے ہرگز
گر سامنے میرے وہ پری جلوہ گر آوے

آوارہ ہو صحرا کو چلا ہم تو یہاں سے
چاہے سو ترے کوچے میں اب بیٹھ کر آوے

ق
قاصد یہ سخن گوش بگوش اوس سے تو کہنا
وہ سرخ قبا پوش جو تجھکو نظر آوے

کس طرح تری ہجر میں بیکل ہے تراب آج
کچھ اوسکی خبر لے تری جی میں اگر آوے

۱۱۴

عشرت میں بھی ایذا قسمت میں ہے میرے
نہ میں وہاں ہوں گھر اوسکی نہ وہ آتا ہے گھر میرے

میں ایسا جسر سے مرتا ہوں رہ رہ سوچ کرتا ہوں
کہیں آویگا وہ پردہ نشیں بھی کبھی نظر میرے

خدا اسکا مجھے سے وہ مرا سا یار کب ہو
دم مرگ آوے وہ عیسیٰ نفس بالیں پر میرے

میں اسکی سامنے یارو نہ رو دوں کسطرح دیکھو
ہنسے ہی دیکھ وہ سنگدل چشم تر میرے

تراب اس چشم گریاں کی نہو گی گر مدد مجھپر
جلا دیتی مجھے اک دم میں یہ داغ جگر میرے

۱۱۵

میں جسکو پا چل سکتا نہیں دشمن کے رو کو سی
نظر پڑتا ہے منہ اوسکا مجھے دلکے جھروکو سی

چمن زار خلایق میں دل ہے گل عجائب سے
تماشا سب کو ہے صورت میں بینا و فقیر کو سی

میں سچ تو جاگتی اوسکو نہ بھولا ہونگا کبھی
کبھی جسنے لیا ہوگا نہ میرا نام دھوکو سی

صبا سے باغ میں غنچہ گل ہمیں کبھی لے سمائی ہے
کہیں ملتا کہیں آخر وہ اک مدت کی جستجو کو سی

تراب اسکی ہی کچھ نگو فعل پر ہوں جراءت کم
وہ مالک ہے جو چاہے سو کرے کیا ہوگا لوگو سی

ردیف یای تحتانیہ

[illegible]

جا او نکو کیا خبر وہ کسطرح ہر جلوہ گر
ہم تو او سی ہر رنگ کو ہر رنگ مین ہیچ پر دیکھے
قبضۂ قدرت مین اوسکی خلق ہی جیون پتلیان
کیون رو دان ہو اوسکی خندہ غفلت ہی پین
مرد دانا کر سکے ہے امتیاز نیک و بد

روز روشن بی بصیرت کو شب تاریک ہے
دور کہیو سے کیونکہ اوسکو جو نزدیک ہے
حرکت خامہ مین کاتب کی بن تحریک ہے
جسکی آگے دین کا غم سو جیب تضحیک ہے
طفل نادان کو برابر بوی مشک و پھیک ہے

دل بن جنتی ہی ہمکو تو یقین اوسی شراب
جو ہمارا پیر جیسی کہہ گیا سو ٹھیک ہے

۱۲۲

پڑی ہین دل مین جسکے سو ہوا دہر ہی کے پھندے
گھمنڈ اپنی عبادت کا نہ زاہد اوسی تو کرنا
کسیکی گھر وہ جاوے کسطرح جسی بد تکلف ہو
نپٹ جیو رقی رو تی کسطرح کڑتی ہی تلخی سے
زبردستی تو آگی زیردستوں کی ہر گیا ملا قات
جو بی تکمیل ہو مرشد کی صحبت سی جدا ہوئے

اونھین آزاد مت کہنا کہ ہین وہ نفس کے بندے
گنا ہون سی جو اپنی رہتی ہین دن رات شرمندے
گھڑی ہین جسکی دروازے پہ جیسی سو غرضمندے
جب اوسکو لعل لب یاد آتی ہین شکر خندے
کوئی شیر و نسی پنجہ کر سکی ہین ساتھ ہی جنگ
وہ ناقص اسطرح ہو مرغ کی انڈی ہو جیون [illegible]

شراب وصل کی پیتین کیونکر نہ حاصل ہو قبولیت
رہے مرشد کی خدمت مین جو بیچو ہو کی اک چندے

۱۲۳

جسطرح پھولون مین ساری باس ہے
بر ملا کیونکر کہے وہ سب ہے حق
جا ہر خالی مین لیسی ہین دو بیجوٹ

ویسا ہی ہر رنگ سب کی پاس ہے
شرع کی جسکو ذرا بھی پاس ہے
دل مین گر حق ہی تو کیا وسواس ہے

سر پہ وہ چہرہ شہانہ باندھے
بوشاہ کو دل کو بلا باندھے
اودس کمان ابرو کی ...
ماتا ہی وہ نشانہ باندھے
دل ... دیوانہ ...
کیا ... باندھے
محتسب ... باندھے

ردیف ... تحتانی

برحق ہے گروہ دعوی شیخی کرے تراب
ہووے جو آل پاک محمد حنیف سے

۱۲۶

غیر سے ملنا ترا یاروں پہ کیسا جبر ہے
کیا کریں کچھ بن نہیں پڑتا ہے وقت صبر ہے

چھپ گیا عارض جو چھٹکی منہ پہ وہ زلف دراز
گھر گیا چاروں طرف سے چاند پر کیا ابر ہے

اسطرح دانا کو ہو نادان کی مجلس میں ملف
صحبت ناجنس دنیا میں عذاب قبر ہے

پیر و پیغمبر کسیکی بھی نہیں سنتا ہے بات
الاماں یہ نفس خود سر کیا ہی کافر گبر ہے

چاہے کوئی جبری ہو اور چاہے کوئی قدری ترا
مذہب اپنا تو میاں اہل قدر و جبر ہے

۱۲۷

مدعی کیوں نہ مجھے دیکھ حسد سے جل جائے
دیو ہو تو مرے پیر و نکی مدد سے جل جائے

ہم تو ٹھنڈے ہیں محبت گرم ہیں سے سمجھے کوئی
کیا عجب مدعی خود قہر صمد سے جل جائے

تاب دیدار وہاں کیسے ہو موسی کو جہاں
طور سا کوہ تجلی احد سے جل جائے

رنج بیٹے کا کہیں باپ سے جاتا ہے سہا
کیوں نہ والد کا جگر داغ ولد سے جل جائے

تو تو رکھ سبکی ادہر اپنی نظر نیک تراب
جو کوئی دیکھے تجھے دیدۂ بد سے جل جائے

۱۲۸

مرا خورشید جس دن گھر سے باہر اک قدم نکلے
نہ مہتاب آسمان پر شام سے تا صبح دم نکلے

بوقت نزع چھاتی پر تو اوسکی گر قدم رکھدے
نہ ہو جانکندنی عاشق پہ آسانی سے دم نکلے

بھرے میدان پانی سے گیاہ خشک ہو سبز
ترا مجنوں بیاباں میں اگر با چشم نم نکلے

مزاحم ہو نہ گریہ سے مرا اسوقت اے ناصح
مجھے رونے دے جی بھر کر ذرا تو دلکا غم نکلے

[illegible]

اشک گرم و آہ سرد عاشقوں سی الحذر
سر زمین عشق کی آب و ہوا کچھ اور ہے

ہی جوانی مین کچھ اور ہی اوسکی مکھڑی کی چمک
تابش خورشید وقت استوا کچھ اور ہے

کچھ تو ثابت کر ہمارا جرم اپنے عشق مین
بیگنہ یون ظلم ناحق ناروا کچھ اور ہے

بیٹھکر حجرے مین احمد شیخ چلی بن گیا
عاشقونکا اعتکاف و انزوا کچھ اور ہے

کہہ نہین سکتا ہون مین ہر مشغلے کو دل
قلب ذاکر فارغ از حرص و ہوا کچھ اور ہے

حق عیان کس سے کہون پنہان کہون کس سے تراب
ظاہر و باطن نہین اوسکی سوا کچھ اور ہے

١٢٩٩

عاشقی مین پا شکستہ کو بھی گدائی نقد ہے
خوبرویونکی محبت مین جدائی نقد ہے

دل نہ دینا خوش ادائی پر کسی معشوق کے
عاشقونکو حق مین اونسی کج ادائی نقد ہے

عشق کا بیمار کوئی جیتا نہین ہمنے سنا
عشقبازی مین تو یار و جان فدائی نقد ہے

اوس سے اب دیدار کا وعدہ حشر کو ہی عبث
جسنی دل پر یار کی صورت کھدائی نقد ہے

کیون ہو واصل بحق لوگو جو عالم سے تراب
بندہ جب چھوٹی خودی سے تب خدائی نقد ہے

١٢٩٩

مین دل سے کیا کہون بستی کہان محبت ہے
کہ دل کا گھر تو وہی ہے جہان محبت ہے

محب جانے کہ محبوب غیر کیا جانے
اگر کسیکو کسی سے نہان محبت ہے

رقیب کیون نہ مخالف ہو بر ملا اوسکا
جو اپنے یار سے رکھتا عیان محبت ہے

تو مجھسے اپنی محبت کا حال پوچھے ہی کیا
بدل او جان مجھے تجھسے ہان محبت ہے

ہزارون اور تجھے چاہتے ہین پر سچ کہہ
کسے سے تجھکو بھی اے مہربان محبت ہے

ولہ

[illegible]

ردیف یائے تحتانی

[illegible]

[illegible]

حشر میں نامۂ اعمال دکھاؤنگا میں کیا
کھینچ کر لا دو مجھی یار کی تصویر کوئی

پیارے تک زلف کو چہرے سے اوٹھالو آپہی
شمع کو مکھڑے پہ رکھے ہے کہیں گلگیر کوئی

کچھ بھی گر شعر و سخن کا اوسے ہو شوق تراب
کہدو دکھلادے اوسے کر کے یہ تحریر کوئی

۱۲۳۶

گر عشق سے جنون کی پروانگی نہوتی
مجنون کو پھر تو اپنی دیوانگی نہوتی

ہوتا گذار تیرا گر عشق کی گلی میں
ای عقل پھر یہ تجھکو فرزانگی نہوتی

کاہیکو دربدر یون پھرتا رقیب پھر آن
گر یار سے اور مجھسے ہمخانگی نہوتی

سولی پہ وہ نہ چڑھتا اسطرح سے خرمنا
منصور کو جو حق سے مردانگی نہوتی

دشمن یگانہ بن کے تجھ سے اوس کو نہ کہتا
اوسکو تراب تجھسے بیگانگی نہوتی

۱۲۳۷

غیر دلشدہ مہر سے نامہرباں نکی ہے
بازار دوستی کی یہ اچھی بانگی ہے

تو اپنے منہ سے پیارے گالی نہ دے کسیکو
خوبونکے نام سے یہ بدزبانگی ہے

کیا بوالہوس کا منہ ہے عاشق کرا گر لے
بلبل کے سامنے کیا گنجشک خانگی ہے

ہے چند روزہ مہمان آیا ہے جو کوئی یان
نت کوچ لگ رہا ہے ہر دم روانگی ہے

توحید کی سمجھ میں جو ہے تراب یکتا
اوسکو نہیں کسی سے ہرگز دوگانگی ہے

۱۲۳۸

مرا دار لفافت آسمان کبریائی ہے
جہان کا میں جہانبان ہوں جہان کبریائی ہے

ہمیں ہے حکم سلطانی ہمارا کوئی نہیں ثانی
ہمارے منہ سے سبحانی بیان کبریائی ہے

ردیف یائے تحتانیہ

[illegible]

غافل نہ کہہ مرے یہ دنیا سے کم نہونگے | حادث تو سب ہیں فانی کیونکر عدم نہونگے
پیدا جو کوئی ہوا ہے اک دن اوسے فنا ہے | کہتا یہ نا روا ہے افسوس ہم نہونگے
ابکی تو منہ دکھاوے مرتا ہوں ہاں ہاں جاوے | پھر ہم کہ ہیں یہ عاشق تیری قسم نہونگے
کتنے ہیں بت پرست مسلمان اوس بت کو دیکھکر یاں | ایسے تو کوئی یہاں نہیں کافر صنم نہونگے
یارو مصیبت اپنی غیروں سے مت کہو تم | احوال پر تمہارے کوئی چشم نم نہونگے
دنیا کی رنج و غم سے ناخوش تراب مت ہو
اللہ والی کوئی بی رنج و غم نہونگے

۱۴۲
صفا ہیں ایسے صوفی کی دل سے کیا زیادہ ہے | کہاں ہے لوح محفوظ اور کہاں وہ لوح سادہ ہے
نہیں کچھ گردش ساغر سے کم مشوق کی چتون | وہ چشم مست کیا ہے ساغر لبریز بادہ ہے
مقابل کون ہو جو اوس کی ظالم کو خدا حافظ | مژہ ہیں جسکی تیر ناوک و ابرو کمان دہ ہے
وہ دلبر ہمیں چھپا کے تاک اپنی لگا کے | نہیں معلوم کیا منظور ہے اسکا ارادہ ہے
کوئی کرتا ہے بد اظہار کوئی رکھتا ہے محض انکار
تراب ایسا برا بدکار کوئی درویش زادہ ہے

۱۴۳
دشمن ہیں جانی ہمارے تو جان کے | بانکے سپاہی یہ لڑکے پٹھان کے
بالے دکھا کے یار نے جب اپنے کان کے | حلقہ بگوش دل ہوے سارے جہان کے
مژگان است تیر ہے ابرو ہے کج کمان | قربان ہیں ہم تو یار کی تیر و کمان کے
کرتا ہے مہربانی جو غیروں پہ نت نئی | ہیں شکوہ مند ہم بھی اوسی مہربان کے
ناصح کہاں گئی تری پیری و عقل سب | رسوا ہوا تو عشق میں کس نوجوان کے

ردیف یائے تحتانی

سید کو نمانی نہ کوئی شیخ کو جانے	سالار نجیبون کے ہین کنجڑے او گدی
بدذاتی سے آپس مین نہین ایک موافق	کہنے کو وہ ہمذات ہین او ربہائی ہین جلدی
جو عالم کبھی ہو تمیز اوسکو کہان سے	جاہل کی نظر مین ہین کتابین سبھی ردی
کاغذ نہ کوئی پوچھے نہ کوئی پوچھے جنج	حیران ہون کیونکر نہ پھری ہین یہ بیہودی
ارذال کی توقیر ہی اشراف کی خواری	بازار مین سب قیمتی اجناس ہے مندی
کسطرح سرانجام ہون دنیا کے امورات	دانا وہ بنے جنکی ہی تصویر گیدی

جو اہل سخاوت ہو تراب اوسکو نہ پایہ
ناپاک کمینے ہین ہی بہتی سے جو ندی

١٤٦

یار وہ وہ نوجوان جاتا ہے	جسکے پیچھے یہ جان جاتا ہے
وہ جو سنکے ہے قتل سے میرے	سب کا اوسپر گمان جاتا ہے
شیخ جی اوسکے ہاتھ سے بچیو	یہ جو بانکا پٹھان جاتا ہے
دیکھکر مجھکو کل کہا اوسنے	ق کون یہ ناتوان جاتا ہے
بول اوٹھا اک مصاحب اوسکا تب	یہ وہ اک مہربان جاتا ہے
نوکر جانے کے واسطے جسکے	غیر کی بات مان جاتا ہے

کیا تراب اوس سے توکری تقریر
جی کا مطلب جو جان جاتا ہے

١٤٧

جو نہ مرتے نزار کے مارے	مر گئے انتظار کے مارے
دونو عالم سے ہاتھ دھو بیٹھے	آج ہم ایک یار کے مارے

ردیف یای تحتانیه

یار کو دیوانی کیسی جینگی بھلی دار و گیر مین	درد مند عشق کیا محتاج ہین درمان کے
جو گل دستار تھی اور باغ کی زیب بہار	اپنی شامت سے وہی اخیار ہین دامان کے
فارغ اوسکو کیسی ہو رکھتا نہو کچھ آرزو	جسکو دیکھا ہے گرفتار ہین اک ارمان کے
کسطرح سب دیکھا ہین کیونہ اوترین پار کے	آشنا ہین جو کوئی ملاح و کشتیبان کے
مرشد و نکی بدو سیلی قرب حق دشوار ہے	شہ کے گہر کوئی جا سکے ہے بے دربان کے

مقطع

آپ کو پہچانے جو اوسکو پہچانی تراب
عارف اوسکو کہیے ہم طالب ہین اس عرفان کے

دل ہمارا تو گھر تمہارا ہے	کیون نہین رخ ادہر تمہارا ہے
عشق مین سب جدا ہوے ہم سے	بیوفا یہ اثر تمہارا ہے
سنہ سے کوئی بات کہہ نہین سکتا	اسقدر ہم کو ڈر تمہارا ہے
اوسطرف کون جاوے کسکی مجال	جسطرف رہگذر تمہارا ہے
یارو وہ فعل تم سمجھکے کرو	جس مین نفع و ضرر تمہارا ہے
بندگی مین خدا سے پاؤگے	مدعا جسقدر تمہارا ہے
پیروی اوسکی پر کیے جانا	جو کوئی راہبر تمہارا ہے
شیخ جی کہیو از براے خدا	اندنون دل کدہر تمہارا ہے

مقطع

ہی بہت خوب یان تراب وہی
جو کہ مشتاق تر تمہارا ہے

دل مین جسکے خطر ہمارا ہے	وہی مطلع نظر ہمارا ہے

ردیف یای تحتانی

مرض ہو عشق کی جسکو تراب اوسکی دوا کیا ہو
نہ واں غلبہ ہی سودے کا نہ واں ماہ مراقی ہے

۱۵۴

غم کے چھپانے کو جگر چاہیے — دل کو مرے لیجیے گر چاہیے
بس ہی ترا آنکھ اوٹھا دیکھنا — ہم پہ تری نیک نظر چاہیے
دیکھ لیا ہمنے تمھیں سب کہیں — جائیے اب آپ جدھر چاہیے
نازو ادا خوبوں کے ہتھیار ہیں — یار کو کیا تیغ و تبر چاہیے
نام نہ لے عشق کا اے بلہوس — داغ تو سہنے کو جگر چاہیے
فضل خدا ہو تو بلا رد ہو سب — وار بچانے کو سپر چاہیے

جسنے کیا سب ہمیں بے خبر
ہمکو تراب اوسکی خبر چاہیے

۱۵۵

وہاں سے پاک آیا یا نسے کیا ناپاک جاتا ہے — جو اس عالم سے تر دامن بزیر خاک جاتا ہے
یہی کہتے ہیں سب رو رو کے لگ آنکھ تب کیا ہو — ترا عاشق جہاں سے با دیدۂ نمناک جاتا ہے
یہ صورت ہے مری جسدم نسے ہیں اوسنے ہوا شیدا — کوئی گھر جھانک جاتا ہے کوئی منہ تاک جاتا ہے
غلط ہے گر کہوں سنتا نہو گا یار کو تجھے پر — مرا نالہ بلند از گنبد افلاک جاتا ہے
خدا حافظ الٰہی خیر کیجو کہتے ہیں ہر اک — جدھر وہ دشمن جان قاتل سفاک جاتا ہے
مبادا چاندنی ماری چھپا لی ہے وہ منہ اپنا — جب اوسکی آگ کوئی خستہ جگر دل چاک جاتا ہے

تراب اوس بے نشان سے کوئی نشانی کسطرح لاوے
نہ واں تک عقل پہونچی ہے نہ واں ادراک جاتا ہے

نصیحت سے تری ہم کو نہیں کچھ فائدہ ہرگز — یہ زخم عشق کو ناصح نہیں مرہم سے ناتا ہے
نہیں ہستا کسیکا گھر میں کوئی بے جہت اتنا — دل عاشق کو معشوقوں کے درد و غم سے ناتا ہے
قلندر ہیں کہ جو ہم یاروں میں اب کیونکہ شیخ کا — نہ کچھ شبلی سے رشتہ ہے نہ کچھ ادہم سے ناتا ہے

تراب اب کون آوے پاس ٹوٹی ہستی بکی اس
فقیروں میں سوا پیروں کے کس کو ہم سے ناتا ہے ۱۵۹

اہل دنیا کی لذت لیکے کس منہ سے ہنسے — چاہیے رونا اوسے جیلے میں جو کوئی پھنسے
ہاتھ اوسکی زلف پر کل رکھدیا اک شوخ نے — کیا ہی جھنجھلا کر وہ بولا رہ تجھے کالا ڈسے
میکدے بتخانے سب آباد ہیں اسوقت میں — خانقاہیں صوفی ہیں خالی پڑی ہیں مدرسے
یارو جو شہر عدم سے آئے ہیں اس ملک میں — کیوں پھرے جاتے ہیں ہو اولٹے ادھر گھر میں کسے
کہتے ہیں مثل جرس ہر اک باآواز بلند — ہائے سب ساتھی ہمارے ہمسے آگے چل بسے
مل گئے وہ خاک میں سارا بدن سڑ گل گیا — جو نہ پھرتے تھے با نکی غنڈے کچھ لونمین لسے

جائے اندیشہ ہے گھر خالی رہے جب تک تراب
دل میں جب حق بس گیا تب اوٹھ گئے سب وسوسے ۱۶۰

سنتا وہ کسیکی نہیں ہے سب کو ڈر اوس سے — کیا منہ جو کہے حال مرا نامہ بر اوس سے
جل بجھ کے ہوئے خاک ہم اوس شوخ کے غم میں — جز باد صبا کون کہے یہ خبر اوس سے
کیا کہیے بیان اوسکا کیا ہی نہیں جاتا — الفت ہوئی ہے دلکو مرے اسقدر اوس سے
ہر چند سٹھائی کی بہت چاہ طرف سے — پر ہے نہ کسیطرح منوں گا مگر اوس سے
گرہے یہیں دکھ ہے تو ملاقات میں سکھ ہے — دل کیوں نہ لگے عشق میں بار دگر اوس سے

دنیا مین جسکی دوست بہت ہین علاوہ ازین
ہین کیون نہ بیچ ہی ہم جاوین وہان اگر
پیاری یہ بہن لکہیو کہ مجہسی بہشت نہ مل
الفت تری خدا نکری ہو کسی سے کم
یہ نازنین ہین وہ ہے نہین جنکو ہوا کی تاب
نعمت یہان کی اور نہ کچہ چاہیے ہمین

اک آشنا بہت ہی بہت آشنا ندے
رخصت یہانکو آنی کی اوسکو حیا نہ دے
الفت مری غضب ہی کہین جی گنوا ندے
ہمکو خدا کی واسطے ایسی دعا ندے
جنت مین چمن مین پہولون کو تو ایسا ندے
نعمت بری یہی ہی اگر کچہ بلا ندے

ممکن نہین تراب کسیکو وصال یار
جبتک خیال غیر کا دل سے اوٹھا ندے

۱۶۴

پیر چاہی جیسی وہ پیارا ہے
نہین چھپتا ہی عشق مرشد کا
دل مین جسکے سما گیا ہے پیر
پیر کی مار سب سہی جاتے

ہم اوسی کے ہین جو ہمارا ہے
پیر کی درد آشکارا ہے
کب وہان اور کا گذارا ہے
فقط اک ہجر ناگوارا ہے

کب تراب اوسکو ہجو کی جیتے جی
جسکی الفت نے اوسکو مارا ہے

۱۶۵

جیسی ہی دید کی خواہش اوسیکو رنج دوری ہے
ہمین تو لا اقلین دیکہہ پڑتا ہی لقین ہین
ترستا ہی دل اوسکو دیکھنے کو چشم ظاہر سے
جو پیر کے دلکو بیکل دیدہ و دانستہ کر بیٹھا

جو اوسکی یاد مین خوش ہی اوسے ہر دم حضوری ہے
حقیقت سے نہین خالی ہمارا عشق صوری ہے
کہان نامہ و پیغام سے اوسکو صبوری ہے
اوسے غافل اگر کہیے تو اپنی بے شعوری ہے

ردیف یائے تحتانیہ

[illegible]

اوس سے چھٹ کر بلا میں ہو گا کون	آفت ہجر جس پہ نازل ہے
خط نہ لکھے نہ کچھ پیام کہے	آہ اتنا وہ ہم سے غافل ہے
چھا گیا آرزو سے سینہ و دل	عشق میں یہ تو نقد حاصل ہے
جا کے گوشے میں رونے لگتا ہوں	یاد آتی جب اوسکی محفل ہے
جسکو دیکھا سو ہی فراق میں ہے	اس زمانے میں کون واصل ہے

درد میری کہو تراب سے جا کے
وہ تو اس فن میں پیر کامل ہے
١٦٩

کل سے آج اور ہی حالت دل ہے	عالم مرغ نیم بسمل ہے
قتل پر اوسکے اتنی تندی کیا	وہ تو صید غریب قاتل ہے
ننگ و ناموس سے گزر جاتا	عاشقی میں یہ پہلی منزل ہے
ہجر میں دل کو دے خدا تسکین	صبر تو بحر غم کا ساحل ہے
مہر و مہ نے دو نون دیکھے خوب	کوئی اوسکے نہیں مقابل ہے
میں نے اکدن تراب سے پوچھا	کون تیرے کرم کے قابل ہے

ہنسکے بولا میں کسکو بتلاؤن
جس پہ فضل الہ شامل ہے
١٧٠

تو جلوہ گر ہو جسدم میرے حضور آ کے	آنکھوں میں روشنی ہو دل میں سرور آوے
میں اک نظر نڈالون تیرے سوا کسی پر	گو سامنے مرے کوئی غلمان و حور آوے
کب اپنا تو لوا ہووے کسی پہ روشن	جبتک نہ اوسکا دل میں شہود کا نور آوے

ردیف یای تحتانیہ

[illegible]

ہنسی آتی ہے ہمکو چاہ اپنی یاد کر جی مین
کسی سے یار جب اظہار اپنی چاہ کرتا ہے

کبھی تنہا مجھے گھر کو نہین کرتا ہے رخصت
غم و درد و فراق اپنا مرے ہمراہ کرتا ہے

اجل یکبارہ آتی ہے نہین ٹلتی ہے یکسا
جہان وہ سنگدل ظالم گذر ناگاہ کرتا ہے

بہت تدبیر کر دیکھی درست آئی نہ کوئی بھی
وہی ہوتا ہے اے یارو جو کچھ اللہ کرتا ہے

بھلی ہے سب سے یاد اوسکی یہی تو ہے مراد اوسکی
تراب اس بات سے تجھکو وہی آگاہ کرتا ہے

١٧٥

خوب اوسکو مین کیونکر نہ کہون سارے جہان سے
جو دلمین سمائی ہو وہ نکلی ہے زبان سے

پہلو کبھی اوسکا ہی جو کرتا ہے تقید
تعریف نکر میری تو ہر پیر و جوان سے

کسطرح تجاہل کرے کیونکر وہ چھپاوے
مفتون ہوا ہو جو کسی پر دل و جان سے

رکھدے ہے مرے سینہ پہ ذرا ہاتھ تو اپنا
معلوم تو ہو تجھکو مرے سوز نہان سے

ارمان تکلم کی مجھے رہ گئی افسوس
اوس لعل شکر خا ہے بت غنچہ دہان سے

کون اوسکی خبر لاوے مری کون سناوے
کوئی وان نہ آتا ہے نہ جاتا ہے یہان سے

آنسو تو ڈبو دیگا کسی روز ترا گھر
ہشیار ہوا ے مردمک اس آب روان سے

کسطرح یقین آوے مجھے اوسپہ عزیزو
جو شبہ کہ باہر ہو مرے وہم و گمان سے

پیش آئی تراب اپنے نصیبون سے وہی بات
جس بات کی امید نہ تھی ہمکو جہان سے

١٧٧

کہتا ہے نہ کچھ تو لگا مین تقصیر کسو کی
یہ میرے گڑ جانی کو ہے تقصیر کسو کی

پھر ترک ملاقات لگا کرنے وہ مجھ سے
مین خوب سمجھتا ہون یہ تدبیر کسو کی

ردیف یائے تحتانی

[illegible]

ردیف یای تحتانی

جو چاہے لیلی اور مجنون کو دیکھے
تجھے دیکھے تری سفتونکو دیکھے

جدائی مین کوئی غمخوار بن کے
ذرا میرے دل محزونکو دیکھے

ہوئی آنکھہ آنسوون سی بھر سواج
کوئی اس چشمۂ جیحونکو دیکھے

چمن مین پھر نہ بلبل نام گل لے
جب اوسکی عارض گلگون کو دیکھے

نہ مارے لات قمری سرو پر کیون
اگر اوس قامت موزون کو دیکھے

اوسی کوئی کیا لکھا دکھا پڑھا دے
نہ خط دیکھے نہ وہ مضمون کو دیکھے

لیا دل اوسنی میرا ایک دم مین
کوئی اس جادو و افسون کو دیکھے

نظر ہر حال ہے جسکی خدا پر
کہان وہ گردش گردون کو دیکھے

تراب اوسکو کہان چون و چرا ہو
جو ہر صورت مین اوس بیچون کو دیکھے

۱۸۸

ہلو بیدل کر تم اپنے گھر چلے
دلبری عاشق کی اچھی کر چلے

ہو شہید وہ نہین وہی اب سربلند
جسکی گردن پر ترا خنجر چلے

دل تو تیرے بس مین ہوجاتا ہی جان
کیا کسیکی تجھسے اے دلبر چلے

بعد عمر کے ہاتھہ آیا وصل یار
شب تو منزل پہونچے گو دن بھر چلے

راہ رو کو وہ کھڑا ہے چار طرف
کسطرف جائے کوئی کیدھر چلے

دس قدم اوسکی طرف چلتا ہی یار
شوق سی جو اک قدم اودھر چلے

چاہیے سالک کو تئین مرشد تراب
رہنما بن راہ کوئی کیونکر چلے

[illegible]

ولہ

[illegible]

بڑھاپا آچکا تس پر نہیں بیدار ہوتا ہے | مسافر اوٹھ شتابی کر نہیں اب رات باقی ہے
جوانی میں بھی اوسکی خو نہ بدلی ائی عاشق ہے | وہی غمزہ وہی عشوہ وہی حرکات باقی ہے
گھٹا دل عشق بازی میں اگر جیتا رہا تو کیا | ہوئی ہیں اوسکے دیں فقط اک بات باقی ہے
وہ میری چشم تر کو دیکھ چلتے وقت کہہ بیٹھا | ہوا میں تر نہیں بادل ابھی برسات باقی ہے
مرا اعمال نامہ لکھ کر آیا کاتبیں بولا | جو پیسا تھا ہوں تھوڑی تو یہ حسنات باقی ہے

شراب آگے پیچھے لیوے اسکا سچ وعدہ
ادہی کو دربدر پھری کہی اب گھات باقی ہے
١٨٢

بھلا ہم نا نصیبوں کے تا آنکھوں آیا ساقی ہے | ہمیں اب پی کی کیا کمی ہمارا یار ساقی ہے
یہ ہم کو جام بھر بھر دیتا ہے اور ونکو تنک ہے | ہماری جی چھپا نیکو بہت ہشیار ساقی ہے
خبردار ہی ہے ہشیاری سے آیا محتسب ادہر | تمہارے ہوش لینے کو یہ بیتا [illegible] ساقی ہے
تماشا دوسری دیکھو یہ بدمستانہ کی مجلس کا | صراحی مست پیالہ ہے مست خود سرشار ساقی ہے
شراب عشق ملتی ہے جو ہر صورت ہر سبو سے | ادہر تو پیالہ ہے سب در و دیوار ساقی ہے
رگ و ریشہ میں میری بیخودی کا لشکر چھایا | ہوا جام مئی گلگون نہیں درکار ساقی ہے

شراب البتہ مجھکو وان بہشت کے جام کوثر سے
کہ تیرا ابتدا علی حیدر کرار ساقی ہے
١٨٣

نگاہ ون مری دلکو کیا ہو گیا ہے | تجھے دیکھ سب سے برا ہو گیا ہے
ہوئی ترک سب سے مری آشنائی | تو جب سے مرا آشنا ہو گیا ہے
جو گرد اپنے پانو سے تو نے اوڑائی | مری چشم کا توتیا ہو گیا ہے

ولہ

[illegible]

ردیف یای تحتانیہ

[illegible]

ولہ

[illegible]

[illegible]

تمہر جاہی کھل جاہی جاہی چھپے	تری روشنی جگ مین پھیلی رہے
تعجب ہے گر دل مین ہو اوسکی سیل	قبا جسکی نت صاف داد جلی رہے

۱۸۸ تراب اسطرح در پہ پیرون سے رہ
مساجد مین جیسے مصلی رہے

میری طرف سی اور کوئی اوسکو کیا کہی	یا اشتیاق وصل کہی یا دعا کہے
عاشق امید وصل مین گریون چھپا تو کیا	ہجرت مین جان بلب ہے کوئی اوس سے جا کہے
قاصد مرا تو دیکھتے ہی اوسکو غش ہوا	فرصت نہ پائی اتنی کہ کچھ مدعا کہے
کوئی اوس سے کیا کہی جو سنتا ہے سب یہ	پیغام دور والون کو میری بلا کہے
کھل جاہی دل نسیم سحر سی کلی کی طرح	جب آشنا سی کوئی سخن آشنا کہے
عاشق کی ساتھ جسنے کبھی کی ہو وفا	اوس آشنا کو کیون نہ کوئی بیوفا کہے

۱۸۹ اب تو خراب عشق مین اوسکی ہوا تراب
چاہے کوئی برا کہی چاہے بھلا کہے

عشق مین اب مجھسی کچھ بنتی نہین تدبیر	جو مقدر سی ہو سو ہو گا مین ان لقدیر
ہای وہ دل سی کہ بیدل کی یہ تقدیر ہے	جو کسیکی پیر کھوتا اوسکو کہیں پیر ہے
قصہ فرہاد و مجنون لکھ گئی ہین لوگ خوب	یار و میری بھی کہانی لائق تحریر ہے
مجھکو کوئی صورت نظر پڑتی نہین اوسکی	بس گئی جب سی میری دلمین تصویر ہے
کیون نہو عاشق کو زلف یار سی وابستگی	دار و دیوانہ آخر حلقہ زنجیر ہے
قتل پر عاشق کی ابرو کا اشارہ ہے بہت	ہاتھ مین تیرے یہ کیون بیکم شمشیر ہے

۱۹۰ ولہ [illegible]

۱۹۱ ولہ [illegible]

[illegible]

کب عشق کی بات مختصر ہو — قصہ یہ دراز ہو گیا ہے
گھلتا ہے وہ آپ آپ جیون برف — دل جسکا گداز ہو گیا ہے
الفت میں تری یہ حال بندہ — ای بندہ نواز ہو گیا ہے (ق)
جس سے میں کبھی نہ بولتا تھا — وہ محرم راز ہو گیا ہے
کیا کہیے تراب کی حقیقت — پھر عشق مجاز ہو گیا ہے (ق)

پر شکر کہ ناخدا کے باعث
۱۹۲ یار اوسکا جہاز ہو گیا ہے

چاہے کوئی دیوانہ و زنجیر کو دیکھے — دل کو مرے اور زلف گرہ گیر کو دیکھے
پتھر کو کیا پانی اور لوہے کو کیا نرم — واللہ کوئی عشق کی تاثیر کو دیکھے
کیا شکل ہے کیا حسن ہے کیا رنگ ہے کیا روپ — کوئی خوب ہے یار کی تصویر کو دیکھے
دان صید کو پھر لا کے بناتے ہیں نشانہ — نہ زخم کو کوئی دیکھے نہ کوئی تیر کو دیکھے
آواز یہ مارے ہے خدا کام نہ ڈالے — وہ ترک اگر آنکھ سے نخچیر کو دیکھے
گھائل کو دم نزع نہ کھلا خم ابرو — قاتل وہ تجھے دیکھے کہ شمشیر کو دیکھے

کسطرح نہ دل دے وہ کرے کیونکہ دلاسا
۱۹۳ بیدل جو تراب اوس بت دلگیر کو دیکھے

غیر کو کیا کیا نہ ہمسے بد گمانی ہو گئی — یار کی اکدن جو ہمپر مہربانی ہو گئی
اوسنے میرے گھر میں کل تشریف ارزانی جو کی — دل میں دشمن کے یہ پہونچا کیا گرانی ہو گئی
ناامیدی میں جو مشتاق پیغام وصل — جان بلب تھا از سر نو زندگانی ہو گئی

[illegible]

ردیف یای تحتانیہ

پیارے مری انکھونکو دیا چاہیے بوسہ
کچھ عمر عزیز اپنی کی ہم قدر نجانی

دن رات تری غم میں بھلا جیا گرا ور رونی
افسوس صد افسوس کہ غفلت سے ہیں کھوئی

کہنا تھا سی اللہ شراب اور نشہ کچھ کہہ
جز نام خدا اور سے سب بیہدہ گوئی

۱۹۷

بلبل نے باغباں سے کہا گل لیا رکے
مرجھا گئے ہیں غنچہ اور کمھلا گئے ہیں گل
اب سیر باغ دیکھنے آتا نہیں کوئی
صورت ہی حسن تمہاری معشوق کی
جیسا وہ چھوڑ چلا آیا ادھر ہی بسا
محبوب سبھی ملاحت وخوبی و سادگی
وا حسن جا رہی تھا سیاں معشوق عاشقی
جنسے یہ سب بنایا رہیگا وہی بسا

آئی خزاں چمن میں گئے دن بہار کے
نرگس بے دیکھ رہ گئی انکھیں بسار کے
چمنوں میں ڈھیر لگ گئے خاشاک خار کے
کوئی نہیں جہاں میں قابل بہار کے
تب نا لیست ہوئی لگا دوستدار کے
جاتا ہی اب کوئی نہیں کچھ بہار کے
باہم تھی وہ رسی کہ سبب اعتبار کے
قربان جائیے غرض اوس کردگار کے

ایسی ہوئی او کھا و خدا کو لیے شراب
دل کو اور عمر غرض فنا ہار کے

۱۹۸

کٹی کیا سبھی کی... کوئی آگ
لیا دل صفت کہی سے جدا
وہ صلوائی بچہ کو ورا آگر اچھی بنا تا
بتا اسی ہمہن والی تجھے کیا او سے شتدی

اگر سوئی تو کیا سوئی اگر جاگو تو کیا جاگو
مجھے بیدل دوانہ جان کر دیتی ہو وہ جاگو
کہو عاشق سے لیکر قاش دل کی ہوئی اور کیا گو
پڑی ہیں جنگ تمہیں تیری زنار کو وہ جاگو

زبان پہ مری گفتگو ہر کسو کی — مری شکل تو ہو بہو ہر کسو کی
غرض اب تجھے کیون نہ پوچھنا کہو تو — تری پیرہن مین تو بو ہی کسو کی
تو مشتاق دیدار ہو اپنی مت کہہ — بھلا ہے بھی کچھ آرزو ہی کسو کی
رقیبا دو سکے کوچے مین بیٹھنے پر — شکایت ہی کو بکھو ہی کسو کی
تجھے آئینہ سادہ کیا منہ دکھاوے — بھلا آکے تیرے روبرو ہی کسو کی
رخ دوست او سمین بھی باہم دیکھتی ہین — جہان مین جھم شکل عدو ہی کسو کی

تراب آنکھ ہو میری لو ہی او سکو دیکھے
تجلی عجیب چار سو ہے کسو کی

ابیات ۲

ردیف یای تحتانیه

وہ ملنے کو کہو اور یون مکر جاے — تڑپ کر ہی عاشق کیون نہ مر جاے
عیادت کو جو آیا وہ دم نزع — غنیمت ہی اگر اکدم ٹھہر جاے
نہین چھپنے لگا مجھ سے کو چھپ تو — کہو واعظ سے یار اپنی گھر جاے
بھلا کیونکر او دامن مین چھپے نہ لکھو نا — لگی ہے یار پر میری نظر جاے
تو اپنے ہاتھ سے ہرگز نہ کر قتل — لہو سے آستین تیری نہ بھر جاے
ہمیں دریا دہان طوفان آوے — ترا عاشق جہان با چشم تر جاے
مبارک ہو وہی دم زندگی مین — خدا کی یاد مین جو دم گذر جاے
کرو صرف اے عزیز بے تامل — طلب مین یار کی جی تک اگر جاے

جدھر جاوین تراب اودھر وہی ہے
کوئی اس سے کہان بھاگ کدھر جاے

مقابل ہووے اوسکی کون پا جیا ن کی ہے | بلا ہے قہر ہے فتنہ ہے آفت ہے قیامت ہے
اگر اسوقت یاں آؤ تو کچھ ایسی ہی تماشا ہے | لب دریا ہے گل ہے جام ہے ساقی ہے بزم عشرت ہے
وہ اپنی مہربانی سے جو آوے گھر میں عاشق کے | کرم ہے لطف ہے اخلاق ہے اوسکی عنایت ہے
کہو کیا عاشق شیدا کو حاصل عشق کا ہے کیا | قلق ہے درد ہے غم ہے فضیحت ہے ملامت ہے

تراب اسکا ہے کیا سودا کوئی پوچھے تو کہہ دیجو
صنم سے مجھکو الفت ہے تعلق ہے محبت ہے

۲۰۵

دل اوس پر زہر کھاتا ہے بھلا کہئے تو کیا کیجے | سخن میں کچھ اور کہتا ہے بھلا کہئے تو کیا کیجے
جو میں آئینہ میں چاہوں تماشا اوسکو دکھلانا | وہ دیکھ کے منھ چھپاتا ہے بھلا کہئے تو کیا کیجے
ستاتا ہے مرے گھر میں [illegible] | یہی جی تلملاتا ہے بھلا کہئے تو کیا کیجے
لکھوں گر اوس سے کچھ حال ستم اوسکا [illegible] | وہ ناحق جی کڑھاتا ہے بھلا کہئے تو کیا کیجے
جو اوس سے دل لگاتا ہے تو شوخی اوسکو رلاتا ہے | پتنگا سا جلاتا ہے بھلا کہئے تو کیا کیجے
ادا و عشوہ و غمزہ حیا و شوخی و جلوہ | وہ ہر صورت لبھاتا ہے بھلا کہئے تو کیا کیجے

تراب اوس سے جدا ہوکر اوسکا پڑا ہے در
نہ کوئی آتا نہ جاتا ہے بھلا کہئے تو کیا کیجے

۲۰۶

نگاہ شوخ بتوں کی بلا ہے جس پہ پڑے | نہ اوس سے آنکھ ملاوے کوئی خدا سے ڈرے
چمن میں لالہ و گل سب نثار ہوتے ہیں | مثال [illegible] ہو وہی پھول جو [illegible]
چبھی ہے دل میں مرے یوں نوک مژگاں کی | کسیکے پانوں میں جس طرح سخت خار گڑے
میں درد دل سے جو روؤں [illegible] | جو یار سنگدلی سے [illegible] پھول جھڑے

دیوان [illegible] ردیف یائے تحتانی

ولہ

روتا ہوں میں اوسی کی تمنای وصل میں
حالت یہ میری دیکھہ اداسی جو بس گئی
مارا پڑا جو عشق میں طال اللسان ہوا
بلبل جو چپ رہی تو بلا ہی قفس گئی
کہتا تھا اک غریب جدا قافلے سی ہو
کیا جانیے کہان وہ صداے جرس گئی
کب تک تراب یار سے غافل رہیگا تو
غفلت میں عمر تیری تو باون برس گئی

۲۰۹

نامور عشق میں ہو خلق میں بدنام ہوے
درد سی کام پڑا عیش سی ناکام ہوے
یار وہ تم جنکی زبان سی تھی دعا کی خواہان
لب خوبون سی وہی طالب دشنام ہوے
مرغ دل اوڑکی کہان جا تری گیسو
خال جون دانہ ہی ہوے بستہ دام ہوے
رام رام اونکو کیا ہو کر داونکو سلام
وہ بت شوخ کسی طرح نہ کبھی رام ہوے
عید کے چاند کا دھوکا رمضان میں پڑا
جلوہ گر وہی جو سر شام لب بام ہوے
ہم ترسے لگتا ہی وہوان جلتی وقت
آہ کرتی ہین وہی عشق مین جو خام ہوے
شام سی صبح ہوئی یار نہ آیا اب تک
یون کہتا تھا تراب آویگا یان شام ہوے

۲۱۰

کیون نہ اب مست ہو غنچہ دل بیمار چلے
ہم جان چھوڑ اوسی یار دل آزار چلے
یون کبھی آتا ہے عیادت کو مسیحا کوئی
نہ دعا کی نہ دوا اور ادہر سی یار چلے
عشق کو غم میں سہنا تھا جو بہت روز و
غم ہجران میں اوسی کے گرفتار چلے
غلبہ عشق دو جانب ہو تو جینا ہے کٹھن
موت دونون کی ہے اس میں جو
کبھی ادہر سی نگہ لڑتی ہوا ادہر سی کبھی
کیا عجب عاشق و معشوق سی تلوار چلے

ردیف یای تحتانیہ

کیا ذوق آشنائی کا مزہ پایا جدائی کا
ہوا شوق ایسا بالی کا گرفتار ایسی بازآ گئے

تیرا اب اوسکا تپاک ویسا رہی سب باعث آزار
ہم اوسکی لطف سی شفقت سی غمخواری سی بازآ گئے

۲۱۳

جی خدا پر وہی لگا بیٹھے
پھر نہ دیکھا کسیکا دروازہ
ہم دعا کر تجھے یار جنکے سدا
کون ہے اوس جا سے کہہ آ کے اوٹھا
انتظاری مین تیری بر سر راہ
خلق سے جو نہین کنارہ کش
نر ہے جو سکی کام کے مرکے کچھ
دیکھیے پڑتا ہی کچھ تو اونکو حق

ق

جو دو عالم سے دل اوٹھا بیٹھے
یار کے در پہ جب سی جا بیٹھے
گالی ہم کو وہی سنا بیٹھے
خوب ہم گشتے منہ چھپا بیٹھے
کب تلک رہی ہم بھلا بیٹھے
شہر سے وی کنارہ کیا بیٹھے
شکل درویش وی بنا بیٹھے
دھیان جو اوس طرف لگا بیٹھے

دل ہی جب سے اوٹھ گئی ہین قرار
تب سی ہم پاس تیرے آ بیٹھے

۲۱۴

ہر گھڑی بات جدائی کی سناؤ نہ مجھے
وصل مین آج ذرا چین ملا نیند آ گئی
تشنہ بسمل کے بہت سیج اوٹھائی الفت
جا یہ خط لکھو کہ پیغام زبانی بھیجو
اب ادھر اودھر نہ جھکاؤ نہ بہت بہکاؤ

جی جلاؤ نہ مرا ہاے رلاؤ نہ مجھے
اتو جی سیج پہ مین سوتا ہون جگاؤ نہ مجھے
انتظار اب نکرو مجھسی ستاؤ نہ مجھے
دور سے جھڑک کر دو یا پاس بلاؤ نہ مجھے
چاہ مین اپنی کنوی اور جھنکاؤ نہ مجھے

۲۱۵

ردیف یای تحتانیہ

[illegible]

ہم اوسکی تصدق ہین جو ہو مرشد کامل ‏ / ‏ بندہ ہین اوسی کا ہون جو ہوے اسے ملادے

کیونکر نہ تراب اوسکو کہے ہادی برحق
جو اندہی کو دکھلادے اور بہولے کو جتادے ٢١٧

ہمکو نہ ید سنائیے خبر و نہ وصال کے ‏ / ‏ یاروں کی بات کہیے زبان گستاخ حال کے
معشوق اگلے خوب تھے اوسی طرح کے گئے ‏ / ‏ ہین ہر طرح یہ شوخ طرحدار حال کے
کیا کام اونکو دلکے بناؤ بگاڑ سے ‏ / ‏ جو غرق ہون بناؤ مین لفون کے بال کے
ممکن نہین کہ پھر وہ کسیکے اسیر ہون ‏ / ‏ جو ہنسے اوڑ گئے ہین تلنسیرے خیال کے
عاشق بچارے کیون نہ ہین سرد ناکہان ‏ / ‏ دیدار کے ہین بہوکے پیاسے وصال کے
ست گرم ہمیشہ غصے سے ہو مثل آفتاب ‏ / ‏ قربان ہین ہم تمہارے جلال و جمال کے

سمجھے عبث تراب گدا کو کوئی حقیر
شاہوں کے چیلے ہین یہ فقیروں کے بالکے ٢١٨

کہو جو چاہو یہی وقت لن ترانی ہے ‏ / ‏ نیا شباب ہے پیاری نئی جوانی ہے
کبھی نہ تمکو رقیبون سے بدگمان پایا ‏ / ‏ ہمیشہ آپ کو ہم ہی سے بدگمانی ہے
کسیطرح سے نہین ظلم سے تم آوگے باز ‏ / ‏ وہی کروگے جو کچھ اپنے جی مین ٹھانی ہے
مرا اور اوسکا عجب قصہ محبت ہے ‏ / ‏ عجب طرح سے ہم الفت نہانی ہے
سنا ہے قصہ شیرین و لیلی و مجنون ‏ / ‏ کوئی لکھے تو ہماری عجب کہانی ہے
نہ تو چھپو ہمسے حقیقت او معرفت کی بات ‏ / ‏ کسے کیا کہون یارو جو مین نے جانی ہے
تراب کیا کہے معشوق بے نشان کا نشان ‏ / ‏ کہ بے نشان کا نشان محض بے نشانی ہے

ولہ

[illegible]

ولہ ٢٢١

[illegible]

کب ایسے شوخ چشم سے کوئی انکھین لڑا سکتا
بھلا فرہاد بچپا تلخی جان کندنی سے کب

کہ گھونگٹ کھا گیا عاشق جو غمزہ کی کٹارائی
عیادت کو کبھی اوسکے نہ شیرین یکبار آئی

تراب اپنا گریبان چیر ڈالی کیون نہ اسکندر
جو نوشابہ کی دامن سی لگی سنجاف دارائی

٢٢٢

خلق مین شور قیامت قامت بالا سے ہے
اندرون پرداغ و بیرون زخم غم سے خونفشان

جو بلا آئی جہان مین عالم بالا سے ہے
کیفیت دل کی زیادہ لالۂ حمرا سے ہے

چاہو شر پیدا کہو اور چاہو ہنتو الا کہو
اوسکو ہم چشمی چمن مین نرگس شہلا سے ہے

ہے کف رنگین کے قبضہ مین ترا اعجاز حسن
جسطرح اعجاز موسیٰ کو ید بیضا سے ہے

قُم باذنی تو کہو اور قُم باذن اللہ وہ
جان تیرے لب کو کیا نسبت لب عیسیٰ سے ہے

زلف مشکین دیکھتے ہی ہوگیا کچھ اور رنگ
دل کی وحشت اسقدر تو غلبۂ سودا سے ہے

گو تراب اوسنے بہت لین مجھسے بےپروائیان
پر مجھے پروا ہنوز اوس شوخ بےپروا سے ہے

٢٢٣

ہے وہ تردامن جسے آلودگی دنیا سے ہے
بندگی مخلوق کی تو فی الحقیقت شرک ہے

مرد زاہد اہل دنیا طالب عقبیٰ سے ہے
بندۂ مومن وہی ہے جسکو کہ مولیٰ سے ہے

خود وجود بحر ہے خود موج ہے خود ہے حباب
یہ وہی جانے جسے کچھ معرفت دریا سے ہے

دیکھ پڑتا ہے جسے عالم مین ظاہر اک وجود
جسطرح ادنیٰ سے ہے وہ اوسطرح اعلیٰ سے ہے

ذوق ہے جسکو کسی کی حضوری سے تراب
شوق اوسکو کچھ نہین پھر دعوت اسما سے ہے

ولہ

نرگس کی آنکھیں کھل گئیں دیکھ اوسکی خوبی نین کے
مجنوں ہے مشتاق لقا دنیا و دین اوسکو کیا
عاشق کو جی میں آرزو ہرگز نہو اکسیر کی
پروانہ جلتا تھا اودھر اور شمع روتی تھی ایدھر

ہے چشم کوئی اوسکی نہیں یارو قسم حسنین کی
لیلی سے دل ایسا لگا پروا نہیں کونین کی
ہاتھ آوے خاک اوسکو اگر معشوق کی نعلین کی
سوز و گداز میں کٹی شب یا سحر فریقین کی

دن بیقراری میں گیا رات انتظاری میں کٹی
اکدم تراب آرام سے گذری نہ مجھہ بیچین کی

۲۲۸

بار سے سیتی سیر کیا فرہاد کو تیشے میں ہے
عاشقی پیشہ نکا کوئی گر پیر ہم دیکھا نہیں
ہم فقرا میں تھا ہی منکر روبہ صفت
بس گیا جی میں میرا اوس حور طلعت کا خیال

عشق شیرین سے گیا اوسکو گرو تیشے میں ہے
اک نہ اک استاد شاگرد و لگا ہر پیشے میں ہے
یاں سمجھکے پاؤں دھرنا شیر اس بیشے میں ہے
دل میں اپنے کیا سمایا وہ پری شیشے میں ہے

میں اوسی پر محو ہوں کہتا ہی جو مجھسے تراب
وصیان ہے اسکا کدھر یہ کسکے اندیشے میں ہے

۲۲۹

آنکھوں سے مری یار نہو دور الٰہی
کیوں ترچھی نظر سے وہ لگا دیکھنے پھر آج
اکدن بھی عیادت کو نہ آیا وہ دل آزار
ہوتا ہی نہیں خشک مرا دیدۂ خونبار
ہرگز نہ کبھی یار کو دے غیر سے ملنے
زاہد تو سمجھتا ہی نہیں عشق کی بات

ملتا رہے وہ مجھسے بدستور الٰہی
گر چشم نمائی نہیں منظور الٰہی
مایوس نہو کیوں دل رنجور الٰہی
چنگا ہو کسیطرح یہ ناسور الٰہی
عاشق کا اگر کچھہ بھی ہو مقدور الٰہی
ہووے نہ کوئی عقل سے معذور الٰہی

ولہ

ردیف یائے تحتانیہ

ولہ

جسے کہتے ہین علما ذات بیچون	وہی بیچون یہ سب چون وچرا ہے
وہی گویا وہی ہے آپ شنوا	وہی نے ہے وہی نغمہ سرا ہے
وہی صورت وہی ہے خود حقیقت	وہی سب سے اوسب سے ماورا ہے
وہی موسی وہی فرعون مین تھا	یہ وحدت کا عجائب ماجرا ہے

تراب اس بات کو سمجھے وہی خوب
حقیقت سے خبر جسکو ذرا ہے
٢٣٣

مجھے خاک اوسکی پاؤنکی بتدبیر ہاتھ آئی		رقیبون نے کیا بلوا تجھے اکسیر ہاتھ آئی
کہا عاشق سے کل اوسنے مری در پر تو جا فرہ	ق	بڑی دولت ملی اوسکو عجب جاگیر ہاتھ آئی
مصاحب ہو کے جا جب ہر طرح سے مدعا حاصل		حضور والی اتنی تو بہر تقدیر ہاتھ آئی
مجھے کا تھا دل نخداہیر کہ زلفون نے لیا جھٹ		گرا تھا چاہ مین لیکن بجا زنجیر ہاتھ آئی
غضب ہے یار و یار اوسکی چھری ہے ہم تری		بھوون سے ترک چشمون کو عجب شمشیر ہاتھ آئی
مرا خط پڑھکے کل اوسنے کہا کیا خوب لکھا ہے		یہی انعام پایا مین یہی تحریر ہاتھ آئی

دکھاؤنگا مین سب سے خوب اپنا نامہ اعمال
تراب اوس شوخ کی مجھکو اگر تصویر ہاتھ آئی
٢٣٤

سبھکو کچھ دولت نہ کچھ اسباب شاہی چاہئے	خاتمہ بالخیر ہو فضل الہی چاہئے
گاؤ خر ہر وہ نہین جسکو حقیقت سے خبر	آدمی کو معرفت الہی کما ہی چاہئے
کیون ہے جور و جفا ناز و ادا کوتاہی یار	عاشقون کے قتل پر اک کم نگاہی چاہئے
لاش پر عاشق کے کرے ایک خنجر سے نشان	کچھ تو محضر پر شہادت کی گواہی چاہئے

ولہ

ردیف یای تحتانی

ولہ

منہ سے تو نہ کہہ اپنے کہ مر جاؤں تو دیکھوں | مرجائے نہ عاشق ترے دیدار کے پیچھے
کرتا تھا رقیبوں سے وہ اک دن مری غیبت | سنتا تھا کھڑا میں کہیں دیوار کے پیچھے
جھٹ دیکھ مجھے کہنے لگا بات بنا کر | لگ چلنا بہت ہے برے ستمگار کے پیچھے
وان آویگا آگے جو کیا ہے عمل بد | دوزخ ہی لگی ہے گنہگار کے پیچھے

ایمان شراب اپنا سلامت رہے کیا ڈر
جا پہنچیں گے نبی احمد مختار کے پیچھے
صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

وہ گھر سے کے آوے ہنسا دے مجھے | جو گھر اپنے جاوے رولا دے مجھے
یہی ہے مری اب خدا سے دعا | الٰہی پھر اوس سے ملا دے مجھے
میں اپنی ہی بس میں اوسے کر رکھوں | عمل کوئی ایسا سکھا دے مجھے
نہیں اوٹھتی ہے دل سے یہ آرزو | کوئی بر میں اوسکے بٹھا دے مجھے
شرار و حبیب جاؤں اے سیل اشک | کہ اک پل میں اودھر بہا دے مجھے
نہ خط لکھ سکے جو نہ کچھ کہہ سکے | وہ تصویر اپنی کھچا دے مجھے
مری یاد قاصد دلانا اوسے | مبادا وہ غافل بھلا دے مجھے
اوٹھا منہ سے برقع ذرا ہنسکے بول | تنک اپنا جلوہ دکھا دے مجھے
مرے دلکو ناحق کیا تو نے قتل | خدا کے لیے خوں بہا دے مجھے
تجھے کب کہوں گا مسیحا النفس | کہ جی مار کے پھر جلا دے مجھے
کل اک درد مارے نے مجھسے کہا | وہ بیدرد ہے جو دوا دے مجھے
رہے دل میں سے یہی درد شراب | تو اے پیر ایسی دعا دے مجھے

ولہ

ولہ

[illegible] ۲۴۳ [illegible]

[illegible] ۲۴۴ [illegible]

غنچہ و گل نے کہا بلبل سے گلشن بیچ ستم
جھل سے تہمت لگا کر دست قتل کی
چھپکے گئی دل بیچ مرگ بین ہے اوسکی خلش
یار چوٹی کھولکے عاشق کا دل کرتا ہے صید
شاہ صاحب عزم کرتے ہیں ہزار دن قلعہ فتح

اوسطرف ہنسنا و کھلنا اسطرف فریاد ہے
شان تمہاری خدا کی صورت جلاد ہے
یار کی مژگان بیچ ہین یہ نشتر فولاد ہے
جال کھلا کر جو پھانسے وہ بڑا صیاد ہے
نفس پر کوئی فتح پاوے تو مبارکباد ہے

جاگتے سوتے شراب اوسکو نہ اکدم بھولنا
اور سب کچھ بھولیو پر اتنی بات رکھنا یاد ہے
۲۴۱

مہینوں بیچ مبارک اسی جہت سے ماہ رمضان ہے
جو کرتا تھا سو اسی میں پہلو تہی یاروں کے ملنے سے
ہر اک معشوق بن ٹھن کے دکھاتا ہے جمال اپنا
کہیں پینا ہے کہیں مطرب کہیں مے ہے کہیں ساقی

کہ روز عید عاشق کو میسر وصل جاناں ہے
بغل گیر اوس سے ہونا عید میں مشکل ہے آسان ہے
سحر سے شام تک ہر بزم جلوہ گاہ خوباں ہے
جدھر دیکھو ادھر عیش و خوشی کا ساز و ساماں ہے

رہی کچھو کا پیاسا جو یہاں سے خدا چاہے
شراب اوسکو وہاں شہد و شراب حور و غلمان ہے
۲۴۲

انکھوں بیچ چھپتے ہین بن چاند ستارے پیارے
سب ہوتے ہین ساتھ میں خوش تن یار کے ساتھ
جھڑ لگی آنسوؤں کی آہ کی بجلی چمکی
کیا ہی رو رو کے ہوئے دیدہ تر سحر روا
ابتدا رعد نہ پڑھنا نہیں بادل گرجا

ہجر کی رات میں بہاتی نہیں تارے پیارے
فقط اک ہم سے ہوئی دور بہار ہے پیارے
کہیو جس روز سے تم یاں سے سدھارے پیارے
ہے عجب سیر یہ دریا کے کنارے پیارے
دل دھڑکتا ہے مرا خوف کے مارے پیارے

[illegible] ۲۴۵ [illegible]

دیکھ لوں میں بھی ٹک ہلال عید
قاصد اوس طرف آج جاتا ہے
طالب وصل ہی ہو سنکر
اوسکو کیسے کھلا نصیب ترا
جام مے سے نہیں غرض کچھ اور
پھر اوسیکا وجود دیکھ پڑے

ذری ابرو کو اپنی خم کر دے
ق خط میں اتنا کوئی رقم کر دے
منہ سے آ کے بلب نعم کر دے
پا سیں سکے او پر کرم کر دے
مجھکو بیخود تو اپنے سم کر دے
اپنی ہستی کو جب عدم کر دے

ایکدم یار کو نہ بھولوں ترا
کچھ دعا ایسی مجیب دم کر دے

۲۴۲

جو ہر اوسکی تیغ ابرو کا سر پر بال ہے
دروکس شبط ہو کیونکر نہ لگی دل ہی آہ
صید لاغر جانکے دلکو کیا چھوڑ نا سکتا
زلف میں جب پھنس گیا دل ہو مہوت کیا کرے
کوئی عبث دشمن کے مرجانے سے خوش ہو وے
دمی وقر دا کچھ کتہ صوفی ابن الحال ہے

اک اشارے میں وہ دو کرتا ہی کیا اقبال
تیر مژگان سی جگر سوراخ جون غربال ہے
پیچھے میں پڑ گیا اوسکی کیسا بال ہے
صید وہ لاچار ہی جسکا بند دیا پر بال ہے
سوت سالی کیطرح کسکی نہیں دنبال ہے
حال کے آگے کہاں ماضی و استقبال ہے

یار وہ اب کیا پوچھتا ہی دفتر میں حال ترا
چین سی کٹتی ہو اوسکی خوش ہی فارغ بال ہے

۲۴۳

مہت کسکی یہی اسباب بنا جمع کرتا ہے
عبث کرتی ہو ای اہل دول طول امل اتنا

خزانہ لیتا قارون کیطرح کیا سر پہ دھرتا ہے
اجل پیچھے پڑی ہر دفعتہ اکدروز مرتا ہے

ردیف یائے تحتانی

[illegible]

آنکھیں ہوئیں رو رو کے تو سوتے — یان نام کوئی نہ خواب کا لے
جس طرف وہ آنکھ بھر کے دیکھے — لبریز ہوں بن شراب پیالے
مکھڑے پہ ہے زلف جھکی اس طرح — ہوں چاند پہ جوں سحاب کالے
کیوں باغ نہ اوجڑے باغبان جب — بلبل کی جگہ غراب پالے
گل پھول کے جھڑ گئے ہزاروں — خشکی سے ہوئی خراب لالے
دل غم سے ترے جلا بھنا ہے — لے ہاتھ میں یہ کباب کھا لے
دل ویسے تجھے مزہ یہ پایا
جی دے کے بھلا تراب کیا لے

٢٥٠

یان تلک دل میں جدائی کی گرانی رکھی — وصل میں چھوٹا نہ داغ اوسکا نشانی رکھی
دور سے وہ مکھڑا دکھا کر لیگیا صبر و قرار — سامنے آوے تو جی دوں جانفشانی رکھی
دوستو کیا کہوں اوسکا ماجرا کچھ اندیون — مہربانی گھٹ گئی نا مہربانی رکھی
خط نکل آیا گئی اوڑ سادہ روئی کی بہار — ہمسے اتنا کہ دل میں اوسکے بدگمانی رکھی
وہ تجلی ہے کہاں مشتاق ہو جسکا کوئی — ناحق اب یاروں سے اوسکو لن ترانی رکھی
مٹ گئی لیلی ہوا مجنوں ہوا قصہ تمام — عاشق و معشوق کی جا میں کہانی رکھی
منتظر ساعت کا رہ غافل نہو تو اے تراب
آگی دن چلنے کے تھوڑی سی زندگانی رکھی

٢٥١

خدا اپنا فقیروں کی کبریائی سے — کہ اونکو ننگ ہے دنیا کی بادشاہی سے
خدا کے لوگوں سے ڈرتی رہو خدا کے لیے — کہ بیخودی میں ہے نسبت اونھیں خدائی سے

٢٥٢

وله

تیری قدم سی حرمت دیر و کنشت ہای
مسجد و دار الامان نو تیرے گلی ہی بہشت ہای
کہی ہیں کچھ و پیلا ہو جو زمین سپہ
ہم آسمان پری بای کہ نور بہشت ہای
زاہد تری جمال سی محروم کیون ہو
اندھا ہی جیسا کہ نصیب کا زشت ہای
سر تا قدم وجود ہی جسکا خمیر عشق

ردیف یای تحتانیہ

[illegible]

ہے جو عاشق کی قدر معشوق کرتا ہی نہیں — نشہ کو آگو کیا حقیقت ہو گدا کی واسطے

واعظا کل دیکھکر جسکو ہوا تو ہے حواس — میں تو رسوا ہوں اوسی کافر ادا کی واسطے

وہ تو ہے دل میں ترے کعبہ چلا ہے جسکے لیے — شیخ جی باہر نجا گھر ہو خدا کی واسطے

۳۵۴ اسطرح دنیا میں گذری جیسے اوسکو تراب — جو یہاں پیدا ہوا رنج و بلا کی واسطے

ہم کوئی فقر اسی ملتا ہے خدا کی واسطے — دفع اعدا کی لیے یا کیمیا کی واسطے

اہل دنیا کی غرض لگتی ہے جب درویش سے — کہتی ہیں اپنی حصول مدعا کی واسطے

ای خدا اولیا ہے تجھسے میری التجا — حل کرو مشکل مری مشکل کشا کی واسطے

مدعا حاصل ہوا تو پھیر کے کہنے لگے — کیوں خوشامد کیجیے انکی دعا کی واسطے

ایسی لوگوں سے کریں درویش ناحق اختلاط — صحبت اونکی زہر ہے اہل صفا کی واسطے

شاہ جی اوسکو نہ کہنا ہے وہ بھیک منگا فقیر — اغنیا سے جو ملی نشو و نما کی واسطے

۳۵۵ سایہ درگاہ کا ظلم ہو کیا ہم سے تراب — کیوں پھریں ہم در بدر ظل ہما کی واسطے

خدا نہیں جو کہوں روز و شب برابر ہے — اگر جلوہ گر رخ و زلف اوسکا اب برابر ہے

خدا رقیب کو مارے عتاب سے تیرے — ترا عتاب و خدا کا غضب برابر ہے

نظیر سرو کی کسطرح کہیں قد کو ترے — وہ تیرے قامت نازک کی کب برابر ہے

گالی میں تیری رقیب و حبیب یکساں ہے — عجب کہ قدر ہوس اور طلب برابر ہے

بھلا کہو او سے جن چاہے برا کہے کوئی — جو تیرے والے ہیں اونکو تو سب برابر ہے

اہل جہان ہین خراب اپنے عمل سے تراب
وضع بد روزگار دیکھیے کب تک رہے
۲۵۸

بلا ہی جان تری زلف نارسا ہے | یہ کافر نے ہزارون کو ڈسا ہے
غضب گوندھی ہے چوٹی تو نے کس کے | مرا دل کیون شکنجے مین کسا ہے
نہ فتنہ بن معطر کر کے چیکن | تو خود گل ہے او پھولون مین بسا ہے
طواف دل ہوا ہے فرض مجھپر | ترا ہی نام خدا جب سے بسا ہے
ہم ایسے ہونگے بہتیرے تمہارے | ہمارے تو نہین کوئی آپ سا ہے
رخ اوسکا صبح ہے اور زلف ہے شام | یہی چرچا میان صبح و مسا ہے
تو اوس سے بدگمان رہتا ہے ناحق | یہ تیرے دل مین کیسا وسوسا ہے

بظاہر رند ہے باطن مین زاہد
تراب ایسا ہی کوئی پارسا ہے
۲۵۹

ہم نہ دیکھا کدھر کہان سے گئے | بھلے تم چھپکے کل یہان سے گئے
کچھ تو صیدون پہ اپنی کھا ترس | گھر سے او جڑے اور آشیان سے گئے
اوٹھ گئے چپکے بزم سے تیری | آج تو کچھ وہ بدگمان سے گئے
ہمین جھڑکا اوسے لگایا منہ | آہ ہم قدر برگ پان سے گئے
باغبان نے چمن ترا چھوڑا | گل سے گذرے او بوستان سے گئے
مر گئے ہم اسی تفکر مین | اسی حیرت مین ہم جہان سے گئے
ق
وای حسرت تراب بار دگر | پھر نہ آئے جو کوئی یہان سے گئے

ردیف یای تحتانیہ

منہ چھپا لیتے ہو ہمکو دیکھتے ہی دور سے
اب بھلا کیا دیکھنے کو آوینگے ہم تیری گلی

کیا کہیں تجھکو کوئی کافر ولیکن یا ہے تراب
خیر ہی کچھ پیطرح سے آج تیری بی کلی ۲۶۳

نشست شمع پہ شعلہ رویوں کی اوسکے نشست ہے
کاکل نہیں یہ کافر آتش پرست ہے
ایدھر سے زلف جھٹکی اودھر سے چوٹی کھلی
کیا خوب ملک ہند کا بندوبست ہے
عہد پائی نہ دلکو ہمارے دلا فریاد
وہ اور ہی خیال میں بست و پست ہے
غنچے سے ستا امید کشایش کوئی رکھے
کیا دیگا وہ کسیکو جو خود تنگدست ہے

اوس چشم شرمگین سے بچاوے خدا تراب
ہتھیار باندھے پیطرح یہ ترک مست ہے ۲۶۴

لاف خوبی کا نہ پھر شمع نشیمن مارے
تو اگر اوسکے ذرا گوشۂ دامن مارے
سیلمون کو تری سب دیکھکے کہتے ہیں یہی
ہین یہ اوس کافر بیرحم کی چتون مارے
ایک بلبل کو کہاں تاب جو دیکھے اوسکو
جسنے اک جلوے میں سو سو گل گلشن مارے
اوسنے بیچوں سے ہو برقع میں جو بکھرا دیکھا
رہگئے عاشق دیدار کھڑے بن مارے
یار وہ قاتل بیدرد بلا ہے کوئی
جسکے ہاتھوں سے گئے شیخ و برہمن مارے
ست اوٹھا ہاتھ رقیبوں پہ نہ مار او بیرو آ
اپنے ہاتھوں سے اونھیں بیان ترا دشمن مارے

ہجر میں وصل سے اوسکے ہوئی آس تراب
جسکے دروازے پہ بیٹھا ہے تو آسن مارے ۲۶۵

نازو ادا سے باندھکے ہتھیار سو گئے
شبخون پہ دل کے آکے ستمگار سو گئے

ردیف یائے تحتانیہ

پیاسا نہیں مرتا ہے کسیطرح کفن میں
دل گر فتار طبیعت کا ہوا ہے
ہر بال میں جس کے وہ سو بار
کرتا ہے وہ آفرین وا بجنان ہے چھپا جی

جیوں مارا ترا عاشق دل کے مرنا چکا جی
کیتے ترا آب ادب پیادی

پیدا کیا خدا نے عبادت کے واسطے	کیوں پیٹ بھر کے کھائیو دن رات سوئیے
اعمال اچھے ہیں تو اسے بہشت ہے	پھل پائیے وہاں جو یہاں تخم بوئیے

جیتے مرے جو یاد نہیں اوسکی جی تراب
جیکو نہ ہار دے اونہ غفلت میں کھوئیے ٢٦٨

خواجگی پر اپنی ماری لات کوئی تب جانئے	جان کو بیچ ہمارے ہات کوئی تب جانئے
اپنی ہستی سے الگ ہو نیستی کی راہ لے	مر رہے جیتے ہمارے ساتھ کوئی تب جانئے
جسطرح کہتے ہیں سب پیر حق ہو قرآن و حدیث	کلمۃ الحق جانے سب بات کوئی تب جانئے
یوں فقیری کا مزہ پانا بہت دشوار ہے	چھوڑ کر دنیا کی سب لذات کوئی تب جانئے
عقل والے جانتے ہیں خوب تدبیر جہان	جی سے بلبلوں کی بتا دے گا بات کوئی تب جانئے
نرد بازی میں جتا وے اور کو خود ہار جائے	شرط بد کر آپ ہو جئے مات کوئی تب جانئے
اول و آخر وہی ہے ظاہر و باطن وہی	غیر حق کو دیکھے ہیں اثبات کوئی تب جانئے
باوجود کار و بار غفلت اس عالم کے بیچ	یاد حق کرتا رہے دن رات کوئی تب جانئے

کیا عبادت خالصاً للہ مشکل ہے تراب
بے صفت ہو آشنائے ذات کوئی تب جانئے ٢٦٩

ق

یار و دیکھوں کہیں وہ رشک قمر آتا ہے	کہ اندھیری میں مجھے چاند نظر آتا ہے
چاہوں ہر روز وہاں جاؤں نہیں مجھ سے سکتا	پر مرے دل میں یہی وسواس و خطر آتا ہے
ہے وہ لڑکا کہیں شرما کے نہ کہہ بیٹھے	کیا ترا کام ہے یاں کیوں تو ادھر آتا ہے
نیند اوڑ جاتی ہے آنکھوں سے شب وصل میں یار	جس گھڑی دل کو مرے خوف سحر آتا ہے

ردیف یائے تحتانیہ

[illegible]

دلکی انکھو نسی نہین ہوا اک نکلا پیدا — اسطویا تلو کچھ ہنین ہی کام مجھے
سُنہ لگی نہین اور لگتی ہو آرو ہین — خو شہر نہین آتا ہی یہ پوستہ پیغام مجھے
خطا کا آغاز یہ آخر کو گنوا دیگا جمال — خیر اسکو نظر آتا ہی نہین انجام مجھے

۲۷۳ گل ہو پھولی سی تیرا سینہ اوسنو نام لیا
نیکنامون مین کیا عشق کی بدنام مجھے

کیون دیکھکر ہمین لگی ہو کمان چلے — آتی ہوئی بلکو یہ تم ہم یہان چلے
ما ہی خوشی کی پھول ہر اک غنچہ پہ کلی — گر سوی باغ وہ گل غنچہ دہان چلے
عزم سفر ہی مجھکو نکر ہوا اسقدر جدا — ہم بی وہین سے ساتھ سی تو جہان چلے
خبر ہیلی ہین نکلا تم سی اور تیچ — دل اپنی نذر کر کے ہم اسو دلستان چلے
تلوار لیکو آج چلا ہی کہ ہین وہ شوخ — کسکی اجل ہو دیکھی کس پر کمان چلے
بلبل کی نبض سست ہو کیون نکرے بیکسی — گر تیز و تند باغ مین باد خزان چلے

۲۷۴ ہرگز نہ کیجیے سخن شعر مین ۔۔۔
کہی تیرا سا اس مین جہانتک زبان چلے

کر لیے رنجو ہی ہاہی اودھر یار گیے — پھر عیادت کو لیے آ کی بھی بار گیے
بیکلی تب سی ہی یہ ہم نہین گل تری ہے — مجھسی تم کہہ کے جو کل وعدہ دیدار گیے
کوئی صیاد سی پوچھی یہ نیا ظلم ہی کیا — دام مین چھوڑ کے کیون مرغ گرفتار گیے
ہاہی سہار دو ن ہوا ینہ کوئی ایک رہا — کس سی غم کہیے کہ سب مونس و غمخوار گیے
یار دیکیا پھی ہمسی نہ ملا وہ بجوشی — جسکو دربار مین ہم شوق سی سو بار گیے

[illegible]

ولہ

[illegible]

کہو سیکے صنم کے در پہ جائے	جسے بیت الحرم کی آرزو ہے
عدم اوسکی کمر کو جیب سے جانا	ہمین تب سے عدم کی آرزو ہے

شراب اوسکی گلی مین بیٹھ رہ جائے
اگر باغ ارم کی آرزو ہے

کیا کام ہمکو یار جو آتی ہے چاندنی	بے بزم یار کچھ نہین بھاتی ہے چاندنی
ہوتا ہے بے ہمین جب وہ پری زاد سیمبر	اوس وقت اور ی لطف دکھاتی ہے چاندنی
بن یار کچھ نہین شب مہتاب کی بہار	ہجران مین ہاے مجھکو رلاتی ہے چاندنی
اندھیر ہے کوئی نہین کہتا ہے اوس سے جا	جلد آ کہ تیری یاد دلاتی ہے چاندنی
کیونکر نہ دل سے نالۂ شبگیر ہو بلند	کوٹھی پہ میرے جب لہراتی ہے چاندنی
خط کا غبار آ کے لگا منہ پہ یار کے	افسوس چار دن کی یہ جاتی ہے چاندنی
منہ ڈھانپ کر [illegible]	[illegible] کو یار کی دستاتی ہے چاندنی
کسطرح چاندنی کو کہون [illegible]	مجھکو تو اوسکی قبر مین بلاتی ہے چاندنی

رو پہ اوسکی گور پہ [illegible] ہے شراب یاد
کیا چوٹ میرے دل پہ لگاتی ہے چاندنی

٢٤٨

رسوا ہوں کیون زلف گرہگیر کے لیے	مجنون بنا ہون خاص یہ زنجیر کے لیے
لو مجسے تیرا ہی تری قربان یہ مرغ دل	ہٹتا ہے اپنے صید سے کوئی تیر کے لیے
کہیے جب اوسکو ابرو و مژگان ڈھال کے	ق تیر و کمان یہ خوب ہین نخچیر کے لیے
کہتا ہے میں نکو واہ یہ تیر و کمان ہین	رکھتا ہون اپنے عاشق دلگیر کے لیے

ردیف یای تحتانیہ

[illegible]

[illegible]

مین اوسکو دیکھتے ہی یار وہو گیا بیخود		سنبھل رہے وہی جسکو خدا سنبھال رکھے
نگاہ پاک پہ میری لحاظ گر ہے تو کہہ		خدا ہمیشہ یہ تیری نظر بحال رکھے
جو ایکبار کسی سے ملا او پھر نہ ملے		عبث پھر اوس سے کوئی خواہش وصال رکھے

۲۸۱ تراب کاہیکو در غیر پر امید رکھے
ملی وہ اہل دول سے جو کچھ کمال رکھے

جبتلک خط جاہ باقی ہے		نقش پا پر سیاہ باقی ہے
اوسکو تائب نہ کہیو کچھ بھی شیخ		دل میں ذوق گناہ باقی ہے
پھیر لی آنکھ یار نے سب سے		ہم سے وہ ہی نگاہ باقی ہے
ہو گئی سب طرف کو رستی بند		فقط اک دل سے راہ باقی ہے
خط کر آئی سب اوس سے ہو گئی بند		صرف یہ خیر خواہ باقی ہے
یار سے اور ہم سے آج تلک		دوستی کا نباہ باقی ہے
آتی ہیں دن بہار کے بلبل		صبر کر ایک ماہ باقی ہے
کچھ نپوچھو تراب کا احوال	ق	دل میں غم لب پہ آہ باقی ہے

۲۸۲ شیخ فانی ہوا ہے جون یعقوب
تو بھی یوسف کی چاہ باقی ہے

کیا پریشان وہ زلف مشکین ہے		دل مرا مشتر او غمگین ہے
جو کرے پیر ناتوان پر ستم		اوسکو کیا کہیے ناتوان بین ہے
شور ہے خوبی ذقن کا ترے		اس زنخدان کا چاہ شیرین ہے

[illegible]

جی کسی پر کوئی فدا نکرے
دل کسو سے کبھی لگا نکرے
مر چلا ہوں تو کچھ نہیں غم ہے
یار کو یار سے جدا نکرے
آشنا سب یہاں سے جو ہیں

جسطرف ہوا اودھر دولا دہی ہی سو ہے
پیچ کہو دیوا دسی پہچان کر چپکے رہے

پر خلافی جو کرے سلطان کی مار آپڑے
بر ہی کی باتیں جو کرے عرفان کی مار آپڑے

اسطرح جو کہے ہے ہست اودھر دہی ہست الی الدوام
اوسکو جو تشخیص کرے ایمان کی مار آپڑے

۲۸۴

جیسے ہم رند ہیں سیر خرابات ہوئے
بت پرستا اونکو بھلا کیون نکہو زاہد خشک
عشقبازی میں وہ کیا یار کبھی جیت رہے
گرچہ ہم جانتے اول سے تو روئے نہ کبھی
کون منھ ڈالی تری رخ پہ لپٹ جاتی ہے
شیخ جی ہم بھی کبھی سلسلۂ زلف میں ہا
بندگی خوب ہوئی ہیں سے خدا کی واللہ
وہی جوا مرد ہیں لوگ ہیں کیا بات اونکی
دیکھتے ہیں جو عیان سب کہیں انکی ذات فقط
کلمۃ الحق ہے کہ جز حق نہیں موجود کوئی

بیچ جا ہم کو مشتاق ملاقات ہوئے
بانٹتیں دین کا کافر کے جو درات ہوئے
شرط بد کر جو تری ہاتھ سے خود مات ہوئے
یار آئیگا یہاں آخر برسات ہوئے
زلف کے بال کبھی مار طلسمات ہوئے
قید کا فرہیں یا ہین خارق عادات ہوئے
تہی مردان خدا اہل کرامات ہوئے
اگر دنیا میں جو ہوں تارک لذات ہوئے
کیا صفت انکی کہوں ہیں وہ عجب ذات ہوئے
ہم تو اسبات سے کچھ اور ہی اثبات ہوئے

کل سے ہم بیٹھ رہے یار کی کوچے میں تراب
سو ر لطف و کرم اہل کیا عنایات ہوئے

۲۸۵

ازل سے دل کو دیکھ اکی کال لگ رہی آئی
مگر مشتاق کو نت دکھا رخ قتل کر بیٹھا

لہا انسے کھینچ مجنون کو یہ زنجیر لے آئی
قضا تیر لیکر کیا ڈھونڈ کر نخچیر لے آئی

ولہ

۲۸۷

جو کسیکا کبھی کہا نکرے | اوس سے کوئی ہرگز التجا نکرے
یار کی گالیون سے جو خوش ہو | حق مین اوسکے وہ کب دعا نکرے
بیوفائی مین اوسکو کیسے کہون | جو مری درد کی دوا نکرے
یاری اوس سے نہ کیجیو یارو | ہے وہ بیپیر دیکھیو دغا نکرے
ق
آئینہ توڑکے وہ کہتا ہے | سامنے میرے کوئی ہوا نکرے
مجھکو پروا نہین تجمل کی | مجھکو اللہ خود نما نکرے
عاشق بیقرار اوسکا ہائے | کسطرح عرض مدعا نکرے
گھر سے اپنے وہ اتنا تک نہ پھرا | ہجر مین کیون جگر جلا نکرے
ہم تو خوبون سے ہو گئے بیزار | کوئی خوبون سے آسرا نکرے
بوے گل سے کوئی نیاوے خبر | کچھ بھی ایما اگر صبا نکرے
دل مین جسکے تو بس گیا ہے تراب | نام تیرا وہ کیون لیا نکرے

۲۸۸

صنم کے دیکھنے کو ہاے دل کیا تلملاتا ہے | کہان تک اوسکو سمجھاؤن کہ پھر آیا آتا ہے
مجھے سمجھا دے کوئی وان اگر آتا نہین وہ یان | یہان وہ کر دہان ہین کیا نہین کچھ مجھکو بھاتا ہے
وہ مجھسے کہہ گیا تھا جلد پھر گھر سے پھر آونگا | تو کیون مایوس ہوتا ہے عبث آنسو بہاتا ہے
کہون کس سے کہا تھا جو قسم کر لے گیا تھا وہ | ادھر آ کوئی ایسا نہین اوسطرف جاتا ہے
مہینے دو کا وعدہ تھا نہ آیا ہو گئے ہے چند | کبھی کون اوس سے ایسی آ زیادہ کیون ستاتا ہے
کہو انصاف سے یارو مجھے کسطرح صبر آوے | خبر آنے کی جھوٹی بھی نہین کوئی سناتا ہے

دیکھکر مجھکو کل کہا اوسنے ق کون یہ ناتوان جبا تا ہے
بول اوٹھا اک مصاحب اوسکا تب یہ وہ ای مہربان جاتا ہے
تو کڑھائے کے واسطے جسکے غیر کی بات مان جاتا ہے
کیا تراب اوسکے آگے بولے اب
جی کا مطلب جو جان جاتا ہے

۲۹۱
ہین دیدۂ تر مین مرے دریا کی تماشے ای برہمن آ دیکھ یہ گنگا کی تماشے
کیون گھر سے نہ گھبرا کے کرون راہ بیابان دکھلاتی ہے وحشت مجھے صحرا کی تماشے
آنا اوسکی چھپک جای نہ پھر انکھ لگاو دیکھی جو تری عاشق رسوا کے تماشے
یار وہ مری گھر مین پھر آئی کہین اکدن دکھلاون مین اوسکو دل شیدا کی تماشے
عالم وہ کہان جو قد بالا کا ہے تیرے دیکھی ہین بہت عالم بالا کی تماشے
آدلکو ذرا اپنے مرے دل سے ملادے بندہ ہون دکھاون تجھے سولی کی تماشے
کہہ اوس سے تراب اپنے تماشے یہ نہ مجھکے
دیکھے نہین اوسنے ابھی فقرا کی تماشے

۲۹۲
سینے سے اگر یار نہ پیکان نکل جاے قربان ہون تیرے پہ کیون جان نکل جاے
مرتا ہون غم ہجر سے دکھلا دے ذرا منہ مشتاق ہون دیدار کی ارمان نکل جاے
آتا ہے تو آ وعدہ نکر راہ نہ دکھلا صبر آئے کسیطرح یہ خلجان نکل جاے
ہین خال و خط و زلف سبھی ظالم و کافر ہندو سے کہان بچ کے مسلمان نکل جاے
دیوانہ اوسے کر کے کہا لیلی نے دیکھا مجنون نہ کہین بے سر و سامان نکل جاے

ردیف یای تحتانیہ

مرے دل مین سوا اوسکے نہین کچھ — یہان نازل وہی وارد وہی ہے
کہان طالب کدہر ہتا ہے مطلوب — جہان موجود اور واجد وہی ہے

جو باز آئے صنم کی دوستی سے
تراب اسوقت مین زاہد وہی ہے

۲۹۵

کیا روئیے فراق مین کیا آہ کیجیے — یاد صنم مین اللہ ہی اللہ کیجیے
ڈرئی خدا سے مانگیے اللہ سے پناہ — عاشق کی آہ پر نہ بہت واہ کیجیے
جس زلف و رخ کی فکر مین گذرے ہے رات دن — ذکر اوسکا کیون نہ شام و سحرگاہ کیجیے
مجھ باولی کو تو نہ جھکا تو بہت کنوین — مشہور کچھ تو جگ مین تری چاہ کیجیے
کوئی پرہیز کرے نہ مسلمان کی ہرنی — گر راہ حق سے ہم اوسے آگاہ کیجیے
جو اک نظر مین شاہون کو چاہے کرے فقیر — اوسکا خطاب کیون نہ شہنشاہ کیجیے

راہ وصول حق تو نہین دور کچھ تراب
صاحبدلون کے دل سے اگر راہ کیجیے

۲۹۶

نہ دلکو کاکل دلگیر بھائی — دوانے کے تئین زنجیر بھائی
نہ کر مجھسے حجاب اے لیلی شوخ — کہ مجنون کا ہون تیرے پیر بھائی
مین دل کو چھوڑ بیٹھا تن بہ تقدیر — مری جی کو یہی تدبیر بھائی
وہ کب سنتا ہے ناصح تیری باتین — جسے معشوق کی تقریر بھائی
تو مت دکھلا مجھے شیرین کی تصویر — کہ مجھکو اور ہی تصویر بھائی
پر و بال اوسکے کب صیاد توڑے — اوسے تو وحشت نخچیر بھائی

ردیف یای تحتانیہ

۲۹۷

ولہ

۲۹۸

ولہ

ا ۱۱

٢٩٩

مرے کون اوس سیمبر کے لیے | جو گھر گھر پھرے سیم و زر کے لیے
خبر اوسنے میری کسیدن نہ لی | نہ بھیجا کسیکو خبر کے لیے
ادھر وہ کبھی پھر نہیں دیکھتا | ترستا ہی جو اک نظر کے لیے
مجھے عید ہو ماہ رمضان مین | اگر وہ ملا اک پہر کے لیے
کرم وہ کرے تو نہین کچھ بعید | کہ مشتاق ہون شب قدر کے لیے
سفر اوس سفر کو نہین کہتے ہین | جو ہو کسب علم و ہنر کے لیے
ہم ایسا نہو گا رفیق و شفیق | ہمین ساتھ رکھ لے سفر کے لیے
خوش آتی ہی کاکل تو مکھڑے کے گرد | یہ ہالہ ہے زیبا قمر کے لیے
تو اپنی قبا کی ذرا آستین | بڑھا دے مری چشم تر کے لیے
وہ بدھی کو سودائی کہتے ہین لوگ | پھرے ساتھ اپنے جو لڑکے کے لیے
خدا نے ازل سے دیا ہمکو عشق | امانت یہی تھی بشر کے لیے
کرو عشق صادق کہ ہی فائدہ | ادھر کے لیے یا ادھر کے لیے
ہوا عشق مین اب تو بدنام خوب
تراب اک برہمن پسر کے لیے

٣٠٠

جہد ہی ایسا مجھے اوس گلبدن کے واسطے | باغبان کو تاک ہو جیسے چمن کے واسطے
یار بن سب مجلس عیش و طرب بی نور ہے | چاہیے کوئی شمع تابان انجمن کے واسطے
کہہ رشانی سے نہ او تجھے پیچ و بل ہی خوب | کاکل پرچین و زلف پر شکن کے واسطے
تا زنخدان کر رسا ہے زلف جانان بالش پر | رسی چھوٹی چاہیے چاہ ذقن کے واسطے

ردیف یای تحتانیہ

[illegible]

چشمۂ حیوان ہی لب وسکا سکندر سے کہو | سبزۂ خط خضر ہی زلف سیہ ظلمات ہے
دل کی شطرنج عشق کی بازی تو جیتے ہی | جی ہمین ہار اگر کبھی تسپر وہ کہتا مات ہے
طفل بازیگر ہے میری بس مین کٹھ پتلی کی طرح | چھیڑ دون چاہون جسپر کر اوسکی ہیر بات ہے

عشق کا دعوی ہی مجھکو یار شاہد ہی تراب
گر وہی منکر ہو تو مدعا اثبات ہے

وہ دلبر سر پہ آ پہونچا خنجر لے | الٰہی اب مین جاؤن دل کدھر لے
مین اوسکے غم سے مرتا ہون کہو جا | خدا کیواسطے میری خبر لے
گیاہ خشک ہو جاتی ہی سر سبز | جہان جاتا ہون مین یہ چشم تر لے
اگر جنگل مین جاؤن آگ لگ جا | کہان بیٹھون مین یہ سوز جگر لے
حقیقت کا مزہ ... اک نیا وے | طبیعت سے نہ جب تک خوب مر لے
جسے چاہی وہ اک چھتون مین مار | بجھے ہی نا حق اب تیغ و تبر لے

تراب اوس بت کو ڈہونڈہ گر خدا کا
تو بندہ ہو مرا دامن پکڑ لے

مرے دل کا غم یار ہی کہو سکے | مین لاچار ہون مجھسے کیا ہو سکے
رولایا مجھے جسقدر عشق مین | کوئی اس قدر اور کب رو سکے
جسے صبح دھڑکا جدائی کا ہو | شب وصل مین وہ کہان سو سکے
کبھی ہمکو وہ منہ لگاتا نہین | کوئی یار سے بات کہہ تو سکے
تراب اوسکو دی عشق پیچے کا تخم | صنم دل مین اپنے اگر بو سکے

[illegible]

خفاش کو کوکب مہر کی طلعت نظر آوے — ناصح تجھے معشوق کی پہچان کہاں ہے

جبتک کہ مری بیت آوے گا وہ دلبر — صبر آئے مری دلکو یہ امکان کہاں ہے

احوال مرا دیکھکے کہتے ہیں اطبا — اس درد کی یان دارو و درمان کہاں ہے

مجنون کو تری چاہیے صحرای قیامت — اس وحشی کو یان وسعت میدان کہاں ہے

اوس طفل برہمن سے کبھی دل نہ ہٹیگا — کافر سے جو بھاگی تو مسلمان کہاں ہے

کسطرح تراب اوسکو مین بندہ کرون اپنا — یوسف کی خریداری کا سامان کہاں ہے

۳۰۵

تپ ہجران سے مرتا ہون مجھے ہے غمکی بیماری — وہ اک دم یار کہتا ہے تجھے ہے دم کی بیماری

الٰہی خیر ہجو درد مند ابتو ہوا وہ خود — دعا جسکی کرے تھی دفع اک عالم کی بیماری

ترا عاشق بچارا آزردہ دل کا ہے مارا — یہی ہے سخت پیری مین بنی آدم کی بیماری

تو اپنی آستین رکھدے مری آنکھون تک ہاں سلسلہ کی — رولاتی ہے مجھے اس دیدۂ پرنم کی بیماری

تراب آزار سے دل کے خبر کیا ہے طبیبون کو — کہی بن کیسے ہو تشخیص نا محرم کی بیماری

۳۰۶

ای شاہ تو نے مجھ سے کبھی لحاظ گدا نہ کی — مجھ بینوا کی طرف کبھی اعتنا نہ کی

معشوق تب ایاز ہوا بادشاہ کا — مولی کی بندگی مین جب اوسنے خطا نہ کی

وہ بیوفا تو مارکے مجھکو چلا گیا — افسوس عمر نے مری مجھ سے بھی وفا نہ کی

روتا رہا مین کچھ نہ کہا ہنسکے چل دیا — ایسی تو ہائے اوسنے کسی پر جفا نہ کی

ق

دیکھا جو درد مند کو اوسکے طبیب نے — تجویز رفع درد و علاج شفا نہ کی

ردیف یائے تحتانی

۳۱۲

نہ رکھہ تو ٹکڑی سی یہ اپنی نقاب جانے دی
اوٹھا لی منہ سی یہ برقع حجاب جانے دی

نہ کن کو وعدہ دیدار کر بروز شمار
مجھی بہشت مین جھٹ پٹ شتاب جانے دی

تو ساقی اپنی خط و چشم میگسار کو دیکھ
لحاظ نشہ بنگ و شراب جانے دی

نہ دی حریفون کو بھر بھر کی جام ہی خلاف
نہ دل جلا یہ طریق کباب جانے دی

وہ اپنی گھر سی پھر آویگا جلد ای مشتاق
تو دل سی ہجر کا اب اضطراب جانے دی

جو اوسکو خواب مین دیکھا تو کیا ملا تجھکو
خیال خواب نکر ذوق خواب جانے دی

وہ بیوفا کا نہ ہو مجھسے نام ای نادان
اوسی نہ خوبون سی کر انتخاب جانے دی

لگا تو شوق سی بحر محیط مین غوطہ
کہاں کی بیچ کہاں کا حباب جانے دی

بتون کو دعوی خدائی کا ہی معاذ اللہ
نہ التفات اودھر کر تراب جانے دی

۳۱۳

وہ غم مرا نہ کبھی دیکھہ بھال کر روئے
گلی مین غیر کی جو پائمال کر روئے

یہ کیا عقیدہ ہی یارو یہ کیا محبت ہی
کہ پیر سی دم رخصت نہ پیار کر روئے

شفیق اونکو سمجھہ کر وہ باغ باغ ہوا
جو بیٹھی سامنی اک ٹھٹھ سا لگا کر روئے

قدیم یار کا رونا نہ اوسکو آیا یاد
جب اوسکی ہجر سی اوباش حال کر روئے

یہی نہ ہجر کی کنجون مین کسطرح جھپنا
بہت فراق مین وان نندلال کر روئے

ہوا نہ دامن مژگان کبھی تر ذرا اپنا
تراب ہجر مین ایکی سنبھال کر روئے

۳۱۴

بازار گرم یار سی اغیار کی ہوئی
ارزان متھائی حسن کی بازار کی ہوئی

ردیف یای تحتانیہ

۳۱۵ ولہ

راہ چندپی کی کسطرح نہ سے کھلے	دل جو اک طرف کھٹکنے لگے

۲۱۶
دستگیری شراب اوسکی کر
غیر کے ہاتھ جیب کی کرنے لگے

گو رہو ملک سے تیرے گھر نہ لگے	خوبروئی میں کوئی لشتر نہ لگے
بارک اللہ کیا جمال ہے واہ	منہ چھپا لے کہیں نظر نہ لگے
عشق سو میرے اک جہان ہے عجب	آپ پتا کس طرح خبر نہ لگے
جسکو ہرگز نہیں خدا کا ڈر	ایسے کافر سے کسکو ڈر نہ لگے
اپنے زخم کا نہیں کچھ اور ہی کاٹ	دم کو اوسکے دم خنجر نہ لگے
ترچھی چتون سے بار بار نہ مار	دیکھ چشم اور زخم پر نہ لگے
عکس گرمی میں وہ گیا تھا اودھر	کیون ادھر آنسوؤں کی جھڑ نہ لگے
کیفیت دل کی کچھ بیان پڑے	دل کسی کا کسی پہ گر نہ لگے

۲۱۷
جسکو ہی ہو وہ چار چشم شراب
کب مری آنکھ پھر اودھر نہ لگے

اندنوں جھنڈ کا کہیں سے ہی طرف [illegible]	بلبل بستان سے کہدینا مبارکباد ہے
سادہ لوح اوس میں دالی کو ستاتا [illegible]	گرچہ بھولا ہے پر اپنے کام کا استاد ہے
بارے ہاتھ آشنا کو کسنے راہ اپنے گھر کی لی	شہر میں چاروطرف غل ہے یہی فریاد ہے
شل باد تند چلتی ہے سواری جسکی تیز	اوسکے رستے میں ہر دشت خاک برباد ہے
خوش ادائی کی صفت کس سے ادا ہو یار کی	ہر ادا میں شوخ میں اوسکی نئی ایجاد ہے

٣٢٠

عشق کی رہگذر میں اوسکے تراب
خوب تم چین سے گذر بیٹھے

خریدار اپنا جو پایا مجھے
تو دل لیکے مکھڑا دکھایا مجھے

کیا اوسنے مجھ پر ہزاروں ستم
بہت عشق میں آزمایا مجھے

رقیبوں کے بر میں رہا تو تو ن
میں روٹھا نہ کبہی منایا مجھے

گیا اوسکی مجلس میں جب مدعی
بٹھایا اوسی اور اوٹھایا مجھے

فغان سنکر میری وہ کہنے لگا
میں سوتا تھا کسنے جگایا مجھے

وہ گھر اپنے بیٹھا خوشی کر رہا
مزہ درد و غم کا چکھایا مجھے

ق

میں قاصد کا شنہ کیوں نہ میٹھا کروں
یہ مژدہ تو اوسنے سنایا مجھے

مری طرف رخ کرکے کہتا ہے یار
اودھر جلد لیجا خدایا مجھے

میں جاؤں گا مجھکو ترو کے کوئی
زبردست ذاکن بلایا مجھے

خدایا خبر سچ کرے آ کے جا بے
کہ دم ناک میں غم سے آیا مجھے

٣٢١

نہیں کم ہے ظلّ ہما سے تراب
وہ زلف پریشان کا سایا مجھے

بہت اوسنے ابکی ستایا مجھے
نہایت جلایا کڑھایا مجھے

نہ تھا میں قریبوں سے اوسکی خبر
گیا گھر وہ دے کر بھولایا مجھے

یہ کون اوس سے میری طرف سے کہے
غضب تو نے رستہ دکھایا مجھے

نہ پیغام پہونچا نہ کوئی خط لکھا
بھلا دل سے اپنے بھولایا مجھے

ردیف یائے تحتانیہ

[illegible]

لکھوں اوسکو مفصل حال میں کیا	جو پیرچی کو مرسے طومار جانے

جو لذت وصل میں ہی ہجر سے بعد
تراب تشنۂ دیدار جانے ۳۲۴

جو ابرو کو تیرے تلوار جانے	وہ قاتل اور کب ہتھیار جانے
وہ جان بخشے کو اپنے کیا جلاوے	جو عاشق کا فقط جی مار جانے
کہے ناصح نہ پھر ہمکو ملامت	محبت کے اگر اسرار جانے
جو غمخواری کرے یا وہ کسی کی	اوسے کیونکر نہ کوئی غمخوار جانے
نہیں کچھ عشق کے دریا کا پایان	کوئی کیا اوسکا وار و پار جانے
خدا کے واسطے اوسکا نہ لو نام	جو کعبہ کو در و دیوار جانے
نہیں اوس سے زیادہ کوئی نادان	جو بندہ کو تئین مختار جانے
نتیجہ ہے یہی مخدومیت کا	مجھے اپنا وہ خدمتگار جانے

تراب اوسکی کرم سے آسرا رکھ
وہ جانے آگے اوسکا پیار جانے ۳۲۵

گلی ہے اوسکی رقیبوں کا آج میلا ہے	یہاں فراق میں عاشق پڑا اکیلا ہے
نہ پوچھو ہجر میں کیا واردات ہے مجھپہ	ہجوم آہ ہے اور آنسوؤں کا ریلا ہے
دشمن ہے جو زخم عشق کس سے کھایا جا	کہ اوسکا زخم تو میٹھا نہیں کریلا ہے
وہ بازیگر نے تماشا مجھے دکھایا خوب	عجب یہ عشق کے پردے میں کھیل کھیلا ہے
تراب عشق میں اوس سیمتن کے ہو کے سنگ	گرو ہے کون ترا ہاں تو کسکا چیلا ہے

[illegible]

[illegible]

اوس سے کیا ہو راستی جسکے سراپا مین تمام
کج خرامی کج نگاہی کج ادائی چھا گئی

کیون نہ پھیلے جگ مین تاریکی شب دیجور کی
رخ پہ تیری زلف کی جلوہ نمائی چھا گئی

یار خود بین نے لیا ہے جب سے اوسکو ہاتھ مین
آرسی مین اوسکی کچھ خود نمائی چھا گئی

بندۂ فانی انا الحق کیا کہی گا آپ سے
جیسے خودی سے اپنی نکلا تب خدائی چھا گئی

۳۲۹
ہے خیال اوس ماہ کا از بسکہ خاطر مین بھرا
دل مین چارو طرف سے اک روشنائی چھا گئی

کیا ستم مجھپر کیا اوس مہ جبین سے پوچھیے
مجھپہ جو گذری ہے کسی ہم نشین سے پوچھیے

کیا کہون جو وقت رخصت آنسوؤنکا تار تھا
سینے دامن کہ اوسکی آستین سے پوچھیے

خاطر نازک پر اوسکی بار ہے عاشق سے کیا
جی مین ہے یکبار ہم اوس نازنین سے پوچھیے

گور پر کیا پر اوسکی لہراتی ہے کیا زلف سیاہ
سحر اس کالی کا مارا سا سمین سے پوچھیے

جو خدا کیواسطے کسبے پہ نہ پوچھو آپ کو
اوسکو ناحق ہم کسی سے اور کہین سے پوچھیے

خدایا میرا صاف کہہ دیگا رقیب مدعی
آدمی کا عیب ابلیس لعین سے پوچھیے

حق و گمراہی کہا سوسن کا دل کیا جانے
خوبی اس چھوٹے مکان کی اوس مکین سے پوچھیے

جو مزہ ملتا ہے تنہائی مین معشوق کے ساتھ
کیفیت اوسکی کسی خلوت گزین سے پوچھیے

۳۳۰
ہے یہین شستہ دیکھ اوسکا درد ہوتا ہے کہین
کیا شراب غمزدہ اندوہگین سے پوچھیے

وہ دوست اگر چاہے تو دشمن سے بچاوے
تقدیر اوسکی نگہبان ہے چھوٹون سے بچاوے

ایسا نہیں کوئی فتنۂ دور فلکی سے
اللہ تری گردش دامن سے بچاوے

ردیف یای تحتانیہ

وہ پردہ کی اوٹ ...
کوئی پھول ...

۳۳۱
دل ...

دیوان شاہ تراب

ردیف یائے تحتانیہ

کسکو لکھوں حال اپنا کس سے لکھوا اپنا کہوں
ترک اوس سے ابکی بالکل نامہ و پیغام ہے

وصل کی امید تو ٹی ٹل گئی وعدے سے بہت
وقت گرمی کا گیا سردی کا اب ہنگام ہے

یار کے کوچے میں کتنے ہمکو دیتے ہیں دعا
کتنے کہتے ہیں یہ عاشق الاّ و شناہ ہے

وہ رہے جگ میں سلامت عشق میں جسکا تراب
یہ ملامت خلق کی سہنا ہمارا کام ہے

۳۳۲

دل میں جو بیٹھ کے جہت خواہش ایمان کرے
ایسے کافر کو خدا جلد مسلمان کرے

پیرہن پھاڑ کے زاہد تو کرے رقص و سماع
جب دا سے وہ صنم جنبش داماں کرے

عشق میں ہم تو خدا سے یہی کرتے ہیں دعا
خویش کبھی دوست کو دشمن کو پشیمان کرے

واہ کیا خوب ہے محفل میں تمہی باغ و بہار
یہ حکایت جو سنے نقل گلستان کرے

زلف سے اوسکی جو شاعر ہوں پریشان خاطر
جمع کسطرح وہ اشعار سے دیوان کرے

دل میں ہے غم کا نزول آہ نہ کیونکر سوئے فلک
تنگدل زیادہ کہاں خاطر مہمان کرے

آبرو تب ہو مری آب رواں آنسو کی
وہ بت شوخ یہ گنگا میں جب اشنان کرے

دلکو سینے میں پکڑ کر رکھا اوسکے لیے
ورنہ یہ وحشی ابھی سیر بیابان کرے

ڈالکی مجھ پہ مشکل وہ گیا اپنے گھر
وہی پھر آکے تو مشکل مری آسان کرے

وہ تو آتا نہیں یاں میں نہیں واں جاسکتا
کسطرح کوئی ملاقات کا سامان کرے

عشق میں اپنی حقیقت تو کھلی مجھ پہ تراب
کہیں اوسکو بھی خدا صاحب عرفان کرے

۳۳۳

کون لفظو سنو اور مجھ دل کو پریشان کرے
کون منہ دیکھ ترا آپ کو حیران کرے

گرچہ خود ہی تراب سیف زبان
٣٣٥ بات کہتا ہے اوسنے ڈر ڈر کے

جانان نہین کرتا ہی سفر اپنی وطن سے
اب سینہ پہ داغ دکھائے کسی بلبل
کیا لگ گئی ہی ٹکٹکی حیران ہی نرگس
ہر گز نہ کمان سی ہو خطر صید کو ایسا
کوئی لاکھ بناوٹ کرے ہرگز نہ ادا ہو
بلبل نی کہا گل اوسی گل سی ہی وہ چیتکا

عاشق کی یہان جان نکلتی ہی بدن سے
لالہ تو گیا لوٹ ہزاری کو چمن سے
اوسکی بھی کہین آنکھ لگی ہی سجن سے
ڈرتا ہون مین جیسا تری ماتھی کی شکن سے
ہوتی ہی ادا اوسکی جو بی ساختہ پن سے
بولے نہ کوئی آج مری غنچہ دہن سے

کسطرح تراب اوسکے ملون چھوڑ دو کیونکر
٣٣٦ نزدیک ہی وہ جان سی اور دور ہی تن سے

بچتا نہ کسیطرح یہ دل چاہ ذقن سے
زلفون سی نہ ڈھانپ لو رخسار کو اپنے
مرجان کہان اور کہان جان کا ٹکرا
کہتا ہی وہ صراف سمجھ دلکو مرے دیکھ
آنکھون ہی لیلی کی رم آہو وحشی
ست گوریہ رکھہ ہاتھ کسیکی دم تلقین

گر یار نہ کستا اوسی زلفون کی رسن سے
آتی ہی بلا جان مین بہت سر کہن سے
اوس لعل کو نسبت نہین یاقوت یمن سے
ناخوش ہی مین اہی قلب کے کھوٹے چلن سے
کیون دل نہ لگی قیس کا صحرای ختن سے
مردہ وہ کہین ہاتھ لگائی نہ کفن سے

سفتون ہوا جسپہ تراب ایسا سلمان
اللہ بچاوی وہ بت شوخ کی فن سے

ردیف یائے تحتانی

لوح دل سے رقم عشق مٹا دیگا ہی
ہاتھ سے جسکے یہ سب نقش و نگار آیا ہے

۳۳۸

وہ بت شوخ مری چال کو کیا جانی ہے
عشق میں ہم تو کچھ اپنا بھلا دیکھہ لیا
دلربا پھر مری یار و نہ کوئی حرف کرے
آپ ہی لڑکا ہی خبر کیا ہی اوسے کچھ نکہو
ہمکو کتنا ہی برا جان سکے عاشق اپنا
دوستو بہر خدا حق میں کرو اوسکے دعا
کس طرح آنکھہ ملائے دل اسکا میں تجھسے
ہمکو کیا سمجھیگا وہ ہم تو بیچارے ہیں فقیر

ق

غم سے جو مجھپہ گذرتا ہی خدا جانی ہے
کیا ہوا ہمکو کوئی جاسے میں برا جانی ہے
بیوفا ہی وہ نہیں رسم وفا جانی ہے
وہ پری چہرہ فقط ناز و ادا جانی ہے
بیخبر ہمسے نہیں کچھہ تو بھلا جانی ہے
درد کی اپنی نہیں کچھہ جو دوا جانی ہے
وہ تو بیچون کو تری تیر قضا جانی ہے
شاہ خوبان ہی وہ کیا قدر گدا جانی ہے

کیون جدائی سے تراب اوسکی تو مضطر ہے بہت
وہ تو ہے تجھسے ملا جسکو خدا جانی ہے

۳۳۹

آیا ہی تری در پہ کوئی دور سے چل کے
دیدار کا شوق اپنی جو اظہار کیا میں
ارنی تو یہاں کہکی بہت مر گئے عشاق
کل اوسنے مجھے دیکھکی جب آنکھہ چرائی
ہر پیچ و گرہ میں ہی عجب طرح کا پھندا
سمجھائی اوسے کون جو آپی نہ جتاوے

ق

مشتاق ہی ملنے کے ذرا گھر سے نکل کے
وہ شوخ ہی بیزار لگا کہنے یہ جل کے
اس بادیہ میں پاؤن قدم رکھیو سنبھل کے
آنکھیں مری بھر آئیں ادر آنسو مرے ڈھل کے
بل جاتا ہی اوس زلف گرہ دار کے بل کے
آتا ہی جو ہر وقت نیا روپ بدل کے

گردش میں ہر گھڑی چرخ پہ دورہ ہی اولٹ جاے | دورہ جو مری یار کا داماں نکالے
گھائل تو ہی عاشق لب معشوق پہ قرباں | بیدم ہو اگر تیر کا پیکان نکالے
لیلی کی مژہ چبھ گئی مجنون کے جگر میں | کیا پانوں سے وہ خار بیابان نکالے
جو دیدہ و دانستہ کرے سب سے تجاہل | کیا اوس سے کوئی جان کر پہچان نکالے

کافر کو کرے رام محبت میں ہو بدنام
کوئی جگ میں تراب ایسا مسلمان نکالے

۳۴۳

ولہ

خدا بچاوے وہ کافر فرنگی کی چتون سے | لگے نہ آنکھہ کسی شیخ کی برہمن سے
سر پیچ وہ کسی زاہد کو رشتۂ زنار | نکالو دانۂ سلیمانی اوسکی سمرن سے
پہ دست نہ جھٹکا اوسکو خاک سودا میں | غبار دل میں نرکھہ یار پاک دامن سے
وہ گھر میں بیٹھ رہا کیوں نہیں نکلتا ہے | نکل سکا نہیں کبھیں عاشقوں کی جی تن سے
گمان کی ہے کہ یہاں کہا ابستہ کیسی بہار | یہاں تو آگ لگی ہے اساڑھ ساون سے
جو دیر ... کیا نہیں سمجھتا کچھہ | ہمیں تو کام پڑا اوس جوان پُرفن سے
کسیکو دیکھہ پڑی کیا وہ شوخ پردہ نشین | جو چھپ کے اوسکی طرف دیکھتا ہے چلون سے
لگا ہے دل پہ مری گھاو جسکے نشتر کا | دیئے ہیں ٹانکے اوسی نے مژہ کی سوزن سے
چٹکنے جسکی کیا یار چاندنی میں کھیت | میں خوشہ چیں ہوں اوسی ماہرو کی خرمن سے
... میں دیکھہ پڑے جسکو چار دن کی بہار | وہ کیا سمجھ کے دل اپنا لگاوے گلشن سے

جو کام اوس سے کیا دوستی کے پردے میں
تراب کبھی نہوتا وہ کام دشمن سے

ردیف یای تحتانیہ

اوسکا وطن پوچھ جپکی عمر تمام
عشق سے کاروبار مین گذری
بلبل ہمو قفس مین رکہ گذران
جنت باغ و بہار مین گذری
ساری ملک عدم مین اوس بیچارے کی
جیسی یہ پھر کے کار و بار مین گذری ہی تم
چلچھ مین بھی ہوگی ایسی بلیش
جیسی یوس و کنار مین گذری
اوسکی بہار بلا فراق ہم

معتبر زندگی وہی جو تراب
یاد پروردگار مین گذری

۳۴۸ ولہ

جان جاتی ہے یاد جن کی
مجھسے قسم قرآن کی
جان ہی میرا دی سو گذر ہی جان کی
ہو بھی دم مین مجھ اوری انقلاب
دیکھتا یار دیکھ گردش یہ زمان کی

ردیف یای تحتانیہ

وہ قاتل ہے بڑا خونریز اوسکا ہاتھ پکڑ کوئی	خدا سے کشتۂ خون پر جو اوسنے تیغ کو باندھا ہے
نہین ہو بندہ سے دسنی کی قدرت اوسکی چوٹی کو	ٹہر افسون سے دستا ملہ زلفی یار باندھا ہے
خفا ہو آنکھ دکھلا کر لگا کہنے وہ متوالا	مری آنکھون کو تو نی نرگس بیمار باندھا ہے
ادھر سے اوس کمان ابرو کا تاحق تیر گیا ہے رخ	رگ جان دہن سے تیر کا سوفار باندھا ہے
نہین لگتی ہے جی مین چوٹ اوسکی آہ کیا کیجے	وہ ظالم سنگدل پہ کیسے پیار و ار باندھا ہے
مین اک تعویذ الحب لکھ کے دریا مین بہا یا تھا	رقیبون نے مجھ سے تا حلیل کیا طومار باندھا ہے
اوسی غمخوار ست کہتا وہ اک خونخوار ہے یارو	کسی نے بھی کہین معشوق کو غمخوار باندھا ہے

تری تسبیح کے دو رشتہ ہے نہ توڑ او سکو
تراب اوس برہمن والی کہ زنار باندھا ہے ۳۴۶

دل تجھے کیسی بیقراری ہے	کسکے آنے کی انتظاری ہے
کبھی اوسنی تجھے نہ یاد کیا	تجھکو یون جسکی یادگاری ہے
غیر کے گھر وہ آ کے بیٹھ رہا	یہ بھی کوئی راہ و رسم یاری ہے
سنتے ہی قاصد کے اسکی خوشخبری	وصل کی پھر امیدواری ہے
وہ تو کرتا ہے وان دنون کا حساب	ہجر مین یان نفس شماری ہے
کہہ دو اوس سے نہ بیٹھے جبیٹھ کی راہ	ماہ بیسا کھ سب پہ بھاری ہے

نہوتی ہو گی یون کسیکی تراب
غم سے جو کیفیت ہماری ہے ۳۴۷

یار کو وان شکار مین گذری	یان ہے تجھے انتظار مین گذری

۳۴۹

صنم کی آشنائی میں نہ ہی حاصل رسوائی
نجا ہونگا کسیکو کچہ کوئی ہوسہن و کافر
جب اپنی گھر گیا جانان تڑپ کر رگیا مین یان
مرا دل غم کا مارا ہی کہ دلبر گہر سدہارا ہے
وہ عاشق کیس سدا کا ہی جو دشمن اک گدا کا ہی
خط اوسنی لکہا مجکو نہ کوئی قاصد ادہر بہیجا

ملا تعجیل عشق کا اچہا محبت کی نرالائی
کہ سب میں بیوفا آخر خصوصًا یار ہرجائی
مجھے یون چھوڑ کی گریان نہ اوسکی جی مین دردآئی
کسے یارو گوارا ہی یہ مجبوری تنہائی
اوسی کیا ڈر خدا کا ہی وہ اک کافر ترسائی
خدا اوسکو کہے جیتا مجھے بھی دی شکیبائی

شراب اوسنی قسم کی تھی کہ پھر آؤنگا میں جلدی
سبب کیا ہی جو اب تک بھی نہیں تشریف فرمائی

۳۵۰

رخ یہ خط سبز کی تحریر دیکھا چاہیے
مجھسے وہ کہتا ہی کیا دیکھیگا تو میرا جمال
اوس پری کی آنچ میں ٹھہرتا ہے سیماب دل
شمع جسکا نام لو منہ سی تو جل جاوے زبان
اوس کمان ابرو کی سینہ میں تو ہی تیر بھی لگا
جسکو طفلی میں نہ تھی کچھ درد اپنے پیر کی
وہ تو بن ٹھیا رہا ہی ڈالتا ہی الامان
پھر لگی منہ ناظر اور دہر سے دوئی مجھسے خفا

سورہ یوسف کی یہ تفسیر دیکھا چاہیے
گر یہی ہی یار کی تقریر دیکھا چاہیے
جل کے خاک اوسکی ہوئی اکسیر دیکھا چاہیے
اوس پری رخسار کی تصویر دیکھا چاہیے
کس پر اب لگتا ہی سینہ تیر دیکھا چاہیے
نوجوانی میں اوسی یا پیر دیکھا چاہیے
ہاتھ میں جسوقت شمشیر دیکھا چاہیے
سجنتا ہی اب مری تقصیر دیکھا چاہیے

وہ دل آزار اپنی عہد دلربائی میں شراب
کہتا ہی مجھسے یہی دلگیر دیکھا چاہیے

ردیف یای تحتانیہ

۳۵۲

ولہ

دل مجھی لاتا نہین تار گیا جی

و له

[illegible]

کون کہتا ہے فقیرون مین شراب ایک ہے رند
رند مشرب تو ہو کی صاحب عرفان کتنے ٣٥٣

آشنائی مین تو خوبون کی برائی دیکھی
رام رام اوسکو سبھی کہتے ہین اور جو ستے ہین
منہ سے جون آئینہ رہتے ہین جو نت سادہ و صاف
آستان بوسی کی ہے جسکی ہوس شاہون کو
اور جنجال سے سب عشق مین چھوٹی لیکن
درنہ تیرے سے وہ کیونکر کہے الفت جھر
تر ہوئی آنکھ مری خشک ہوا خون تمام
بی اثر جان کی اہی آہ صنم کہتا ہے

دل بلا حسین سے بہت اوس سے جدائی دیکھی
بندگی مین بت کافر کی خدائی دیکھی
دل مین اونکے نہ کبھی ہمنے صفائی دیکھی
اوسکو ارمان ترے در کی گدائی دیکھی
یار کے دام سے دلکو نہ رہائی دیکھی
جسنے ہر شے مین تری جلوہ نمائی دیکھی
جب اوسکے مین ترے منہ پہ رکھائی دیکھی
آہ مشتاق کی سب بادہوائی دیکھی

آپ بدنام ہوا یار کو رسوا نہ کیا
اف ترے دل مین شراب اتنی سمائی دیکھی ٣٥٤

اسطرح وہ اک جلوہ دکھا مار گیا جی
ناصح نہین کوئی آپ سے جی اپنا گنواتا
معشوق سے کسطرح کوئی جان بچاوے
وہم دیکھ رکھا اوسکو دوا کچھ بھی نکی آہ
تاریکی گور اوسکی لفیبون مین لکھی تھی
از بہر خدا مجھسے نہ ہو دور تو سچ کہہ

پھر جینے کی خواہش نہ رہی ہار گیا جی
دل اوسپہ ہوا شیفتہ لاچار گیا جی
عاشق کا تو اک آن مین سو بار گیا جی
جب سامنے اوسکے تو بیمار گیا جی
ہو گور کی زلفون مین گرفتار گیا جی
کسطرف تراان دونون اہی یار گیا جی

ردیف یای تحتانیہ

[illegible]

و له ٣٥٦

[illegible]

کیا لب لعل یار جھوٹا ہے ۔۔۔ سچی اک بات بھی نہ ہمسے کہی
اوسنے گنگا پہ جا کیا اشنان ۔۔۔ اشک سے یان لہو کی ندی بہی
جسکو ہی حسن کج منش کا عشق ۔۔۔ اوسکو بھائی ادا سے کج کلہی
وو دمے سے جل گیا جسکر جسکا ۔۔۔ وہ تو جیتا ہے پھونک پھونک دہی
ق
کہدو اوس بیوفا سے اے یار و ۔۔۔ بیوفائی تری بہت مین سہی

بازآیا تراب تجھسے اب
حق مین اوسکے تو مصلحت ہے یہی

۳۵۷

جسکو مولی نے بادشاہی دی ۔۔۔ عاشقی نے اوسے گدائی دی
پوچھو محمود سے ایاز کا حال ۔۔۔ بندگی مین عجب خدائی دی
مت کرو فعل حق پہ چون و چرا ۔۔۔ عقل کو یان نہین رسائی دی
خوش قدونکا کیا سراپا خوب ۔۔۔ کج خرامی او کج ادائی دی
دل فرہاد تلخ کام رکھا ۔۔۔ لب شیرین کو یہ مٹھائی دی
پای لیلی مین کفش مخمل ہے ۔۔۔ قیس کو یون برہنہ پائی دی
دامن دشت مین بسر اعنی خار ۔۔۔ صحن گلشن مین دل کشائی دی
شب دیجور کو کیا تاریک ۔۔۔ ماہ تابان کو روشنائی دی
پشت سے آئینہ مکدر ہے ۔۔۔ منہ پہ صیقل و صفائی دی
چاہ عاشق سے ضبط ہو نہ سکے ۔۔۔ دل مین معشوق کے سمائی دی
اک طرف کی ہے رندی و مستی ۔۔۔ اک طرف زہد و پارسائی دی

خود جمیل اللہ ہے اور دوست رکھتا ہے جمال
خوش ہوا اوس سے یہین اوسکے دل مین مر آیا جو عشق
تب کہا اوس سے کہ پیارے یاد رکھہ میری یہ بات
الفت و شفقت سے دل اگر تو لگا لینا لطف سے
جو ستم کرتا ہے اپنے ساتھہ ہے دشمن وہ دوست
گو مئے ناب حقیقت سے بھرا ہو جام دل

حق مین اوس محبوب کے نازل ہے آیت کیجیے
کلمہ سے جدا اسکو تلقین ہدایت کیجیے
کیجیے جو کچھہ سمجھکر اوسکی غایت کیجیے
پیر کر دل مین عقیدہ سے سرایت کیجیے
لطف اوسکے ساتھہ بیحد و نہایت کیجیے
پر جوارح سے شریعت کی رعایت کیجیے

حق کا جلوہ دیکھہ صورت مین خوبونکی مرا
ملک ہندستان مین سیر ولایت کیجیے

عبث خلاف رکھے شیخ اوس برہمن سے
وہ بت تو ہنسکے دکھاتا ہے صورت اللہ
بزور پنجہ وہ دامن پکڑ کے کہتا ہے
لیا تھا دلکو مرے زرگری سے اوسنے تبھی
یہان تو جل گئی ہو رہی ہان ہنوز ہے چھا
وہ برہمن کے جو سر مین برہ کی لگتی آگ
کبھی نہ عشق مین کرتا مین اوسکا پردہ فاش
صنم سے کیسو مسلمان دردسر سے ڈرے
بہار لالہ و گل چار دن کی بیش نہین
صبا ادھر تو نہ آئی گل ادھر لیجا

کرے جو رشتہ زنار تار سمرن سے
جب اپنے دانت ملے ہے سیاہ منجن سے
تو گل کو خار سمجھہ کے نکھار دامن سے
جب اوسکو روکتا تھا بھاوتا و کندن سے
اوٹھین ہیں ہجر مین کیون چنگیان مرے تن سے
تو بھولتا نہ کبھی وہ مرے برہ من سے
جو دیکھتا وہ مری طرف کھل کے چاون سے
نہ اپنے ماتھے پہ ٹیکا لگا دے چندن سے
خزان نے سیر کیا مجھکو سیر گلشن سے
مراد باغ ہے تر اوسکی بو سے چیکن سے

یارو کیا دیکھتے ہو منہ میرا — بیکلی کیسا مری تماشا ہے
یاں تو آنسو کا لگ رہا ہی تار — ہر مسلسل لڑی تماشا ہے
کبھی لعل اور کبھی گہر ہی شگرا — دیکھیہ ای جوہری تماشا ہے
قامہ ا اوس سے کہیو یہ جسکی — ق — صورت کا فری تماشا ہے

٣٦٣ جلد آ دیکھ لی تراب کا حال — یہ بھی اک آخری تماشا ہے

خوش وہی دل ہی جو درد یار سی غمناک ہی — جس میں کچھ گرمی نہیں وہ آدمی کیا خاک ہی
بلبل آگی اور کیا ہو عشق کا تیرے اثر — داغ ہی لالے کا سینہ گل گریبان چاک ہی
حیلہ و مستی وہ میر کام میں کرتا ہی کیا — کام میں اپنی جو ایسا تیز او رچالاک ہی
دامن اوسکا ایک دم میں الٹ دیتا ہی — گردش اوسکی ہی غضب کیا گردش افلاک ہی
دل جو لیتا ہو کبھی چھپ کر کبھی لعل کے سرف — دلبر اوسکو بہت آتی ہی چوری قزاک ہی
منتظر دیدار کا ہوں اوس سی کہیو جلد آ — آنسو ونکی تار سی آنکھوں میں بیٹھی ڈاک ہی
رند ہیں تو سنو کہتا چھپ کی میخواری کرین — دختر رز سی تو بہتر محتسب کی تاک ہی
بہت جو دامنگیر ہو میرا تو تر دامن نہ ہو — بیٹی جیبکا ہاتھ پکڑا وہ تو دامن پاک ہی

عشق میں پروا نشیب کی نہیں لکھتا تراب
٣٦٤ رند مشرب ہی قلندر ہے بڑا بیباک ہی

میری غمخواری کسی سے نہ ہوئی غائب و حاضر کی — جی دیا جسپر بہت اوسنے بھی کچھ خاطر نہ کی
روز اول دل لیا تھا کیا تعلق سی مرا — پہر تو کچھ بیدل کی دلجوئی دم آخر نہ کی
منہ دکھا کر توڑ ڈالا خوب زاہد کا گھمنڈ — کچھ لحاظ حق پرستی اوسنے ہی کافر نہ کی

ردیف یا تحتانیہ

جو سر خروئی و سبزی ہی غیر کی ہو خفا	وہ اپنے ہاتھہ سے اک پان کیا کسیکو دے
جو ایک حبہ کسیکو نہ دی بخیلی سے	وہ مال و ملک فراوان کیا کسیکو دے
کبھی نہ راز کے اہل کہیا اپنا	جو اوسکی پاس ہی امکان کیا کسیکو دے
جو ایک لڑکا کا منہہ دیکھہ حق کو بھول گیا	وہ پیر نقمہ عرفان کیا کسیکو دے

۳۶۷ نبی سے اپنے خدائی کیا جو لا تہدی
تراب چاہی تو ایمان کیا کسیکو دے

کام واعظ کی نہ کچھہ پند و نصیحت آئی	عشق میں دلکو پسند اپنی ملامت آئی
پھر گئی آنکھہ میں تصویر یہ کس ظالم کی	دلپہ جو ایسی بلا جان پہ آفت آئی
کس سے کہیے جو اوسکا کلیجا پھٹتا ہے	ہجر میں اوسکی جو کچھہ مجہپہ مصیبت آئی
خواب میں رات جو مشہور ہوا تھا ہیہات	یک بیک چونک پڑا میں کہ قیامت آئی
یار وا وٹھہ جا و مری پاس آ و ہی کوئی	یاد اسوقت مجھے یار کی خلوت آئی
جسکی الفت سے میں بدنام ہوا ایسا ہی	دل میں اوسکے مری کچھہ بھی محبت آئی

۳۶۸ قیس نے اپنا دلی عہد کیا مجھکو تراب
خفیہ عشق سے مجھہ پہ ولایت آئی

عشق میں آپ کی تقصیر بہت میں نے کی	آپ بھی کہی کہ تقریر بہت میں نے کی
حاکم عشق ذالکبات بھی میری تھی	درد و غم اپنی کی تقریر بہت میں نے کی
قیس و فرہاد تھی اس کام میں گو بانی کار	خانہ عشق کی تعمیر بہت میں نے کی
شان میں رخ و نکہہ زلف کا دفتر ہی سیاہ	آیت نور کی تفسیر بہت میں نے کی

ردیف یای تحتانیہ

وہ تو کہتا ہی مجھو لگا تجھ بن جتے جی — عاشق دل بسمل اوسی کنار اکیا کرے
گھر سی باہر اک قدم جسکا کبھی پڑتا نہو — ورنہ اوسکا رہ گزر کو کوئی ابنا کیا کرے
زخمی برچھی تو اپنی کر سکے ہر سو علاج — آہ و نالے کی سوا چتون کا مارا کیا کرے
گل کر آگے بلبل اپنے شور سی لاچار ہے — داغ جگر ہی ہو تو کچھ لالہ بیچارا کیا کرے
ہو کر ہم آغوش اوسی کہنے لگے کہتا تھا رقیب — گر نہ رو ٹھے ہجر مین عاشق بیچارا کیا کرے

۳۷۲ چاہ مین اوسکی تراب ایسا ہوا بے اختیار
چاہی سو سولی کرے بندہ بیچارہ کیا کرے

کل مجھسے جو کہتا تھا کیون غمسے تو کہتا ہے — آج اوسکو وہی غم ہے سر اپنا پٹکتا ہے
کیا درد کی ہی سوزش کیا عشق کی ہی گرمی — سینہ تری عاشق کا جون آگ دہکتا ہے
کیونکر نہ پریشان ہو کاکل طپش دل ہی — کرتا ہی قفس جنبش جب صید پھڑکتا ہے
کیا خطرہ سمایا ہی کچھ جان نہین پڑتا — دل آج مرا یار و بیطرح دھڑکتا ہے
بیمار کا حال اوسکے کیا کہیے نکچھ پوچھو — مرتا ہی نہ جیتا ہی بے دم ہی سسکتا ہے
ماہ فلک خوبی جب بت کو کہا مینے — وہ دیکھکے کیا مجھکو بجلی سا چمکتا ہے

۳۷۳ کیون سر پہ چڑھایا تھا کل کہو تراب اوسکو
جو خار تجھے کرکے دامن سے جھٹکتا ہے

وہ شوخ کمان ابرو گہ تیر سی لڑتا ہے — گہ چین بجبین ہو کر شمشیر سی لڑتا ہی
گہ آنکھہ چراتا ہی گہ جلوہ دکھاتا ہے — کیا حسن کے میدان مین تدبیر سی لڑتا ہی
کیون جنگ و جدل مجھسی کرتا ہی محبت مین — ناصح تو دوانا ہی تقدیر سی لڑتا ہی

ردیف یای تحتانی

کبھی ہے زلف کا چرچا کبھی ہے رخ کا بیان — یہان تو تذکرہ شام و سحر اوسیکا ہے
وہی خبر ہے مری گریۂ وصال ہے خوب — کہ دامن آئنیہ و سنی تر بتر اوسیکا ہے
سوای عشق کے دکھلاے کون اوسکی راہ — یہ راہ عشق نہین ہگذر اوسیکا ہے
جدہر نگاہ کرو دیکھلو اوسیکو اودہر — کہ جلوہ سب کہین ایدہر اودہر اوسیکا ہے

۳۷۶ تو جسکا زیر قدم ہے مین جانتا ہون تراب — یہ جوش عشق کا تجہ مین اثر اوسیکا ہے

دوانا ہے جو خود اپنی لیے زنجیر بلا چاہے — کسی پہ کوئی نہ عاشق ہو اگر اپنا بھلا چاہے
مین جیل بھن کیون نجاون سامنے اک آتشین رخ کے — جو دیکھے شمع کی صورت تو پروانہ جلا چاہے
اشارہ کیجیے اوس سے تو ہو جاتا ہے آزردہ — کہو کسطرح حال اپنا جو اوس سے بر ملا چاہے
زوال حسن عارض کیون نہو عہد جوانی مین — ہوئی جب دوپہر کامل تو پھر سورج ڈھلا چاہے
مہک سے اوسکی گل کے عرق ہوتا ہے ہوئے ڈہ — عطر بالون مین اپنے وہ پری چہرہ ملا چاہے
کٹھن ہے حق سے ملنا جب تلک عالم مین اولجھا ہے — دو عالم سے کہو نکلا خدا سے گر ملا چاہے

۳۷۷ کرے تصفیۂ باطن طریق صوفیہ سیکھے — تراب آئینۂ دل پر جو کوئی اپنے جلا چاہے

شب فراق مین یون انکا داغ جلتا ہے — مکان خالی مین جیسے چراغ جلتا ہے
سنبھل کے بیٹھیو بلبل کہین نہ پر جل جائے — کہ آگ لالے کی دہکی ہے باغ جلتا ہے
گل اوسکے سامنے پہولا نہین سماتا ہے — چمن مین رشک سے بلبل کے زاغ جلتا ہے
مے دو آتشہ کسطرح بھر کے جام پیون — پہیپولے لب پہ پڑین کے ایاغ جلتا ہے

عشقبازی کی تجھی ہمسے ملامت چھوٹ جاے
یکقلم خوبون سے جب صاحب سلامت چھوٹ جاے

بھول جاتا ہی تجھے جب یاد کرتا ہی اوسے
یاالہی کوئی طرح یہ دلکی شامت چھوٹ جاے

قامت بالا سے جسکو آشنائی ہو ذرا
اوس سے بالکل وحشت ہول قیامت چھوٹ جاے

دلمین ہو زاہد کی جب بیدار خوبون کی طمع
دربدر پھرنی لگی اسی استقامت چھوٹ جاے

کہتی ہین ہنگامہ گر دیکھی اوسکو سبھی
کیون موذن سے نہ تکبیر اقامت چھوٹ جاے

دست بستہ صف بہ صف بیٹھی ہون اگر امرد کھڑے
پھر تو پیر عشقبازون سے امامت چھوٹ جاے

عشق مین نادم ہوئے ہم فعل سے اپنے تراب
گر خدا چاہی تو ہمسے یہ ندامت چھوٹ جاے

سواد عشق سے ہاتھ آئی کیا مراد دلی
صنم نے دی مجھے پتھر کی اک سیاہ گلی

مثل ہی کہ کھائی مین چھوٹا ملیح سے میٹھی کی
جو اوسنے دی کہ مجھے دہو تو ہمیں جھٹ پی لی

کلی کا رنگ کھلا ہنسکی کی لب جو تجھے
گل آتش ہوس کی ہے ڈال اور ناریل کی کھلی

درون سینہ ہے پانی ہوئی اوسکی سر پہ آگ ہی تیز
کنشت سے کرتی ہے وہ ذکر حق خفی و جلی

ہزار حیف ہوئے حق چشم کہین سنہ لگ کے
جو دم سے ٹوٹ گئی وہ مجھو دم تجھے چلی

بغل مین کیون نہ کیون کھینچیکو اوسے ہر دم
مجھے تو لگتی ہے تصویر اوسکی سب سے بھلی

سمجھکو دارو پیو اوس سے بہت کڑوے ہی گھونٹ
کبھی نہ گرم وہیں سے مری زبان جلی

مزہ نہ پوچھو جو ملتا ہی گر سے گر نکلے کو
طریق سو ہی اوسکو ہمارے دم سے ملی

تراب راہ سے تیری کہان بھٹک جاے
اوسے دکھا دے تو اپنے سوا کسیکی گلی

ولہ

...نامرادی ہے

...وہ تو سلطان نامرادی ہے

...جان نامرادی ہے

کہنے لگا بگڑ کے اکدن تراب سے وہ
صورت فقیر کی تم ناحق بنا کے بیٹھے

۳۶۴

عاشقی کان نامرادی ہے — عشق وہ کان نامرادی ہے
کون اس راہ مین قدم رکھے — یہ تو میدان نامرادی ہے
اوسکی بے الفتی اور استغنا — ساز و سامان نامرادی ہے
اور سو حکم ہے کہ مانگ مراد — ہمسے فرمان نامرادی ہے
ہاتھ اوٹھاتے نہین نہ کیون دعا سے ہم — وہ تو خواہان نامرادی ہے
یار کو عمر بھر ہمارے ساتھ — عہد و پیمان نامرادی ہے
نامرادی کی بھی طلب نہ رہی — یہی پایان نامرادی ہے
اہل فقر و فنا ہین جو انسے — نسبت ... شان نامرادی ہے

ہے عجب اندنون تراب کا حال
دست و دامان نامرادی ہے

۳۶۵

جسکو میلان نامرادی ہے — وہ قدردان نامرادی ہے
نہو کیون ہم بیکسے دست نگر — یہ تو احسان نامرادی ہے
وہی رہتا ہے نامراد سدا — جسپہ فیضان نامرادی ہے
کشتی آرزو گئی سب ڈوب — روز طوفان نامرادی ہے
دل سو گر آہ نارسا ہے دراز — سرو بستان نامرادی ہے
خطر نار ہو نہ خواہش خلد — یہی عنوان نامرادی ہے

ولہ

کر تجھے یہاں سے فرار کر کے ہی چند روز کا سفر
تجھے بیقرار کیا ہے یوں وہ قرار کرکے گیا تھا کیوں
تو ہے تیغ جیسے نہ ہے چھپا کہیں وہ نگاہ ہے اور ہی لا گئیں
انہی ادا سے ظالم کو کیا کہے کسی غرض ہے عجیب دیکھ کے
وہ جو ہمسری کی کسی دور ہو مجھے غم ہے اوس کو سرور ہے

ہوئی دن سے بہت ملی خبر نہیں اب جدائی کی تاب ہے
تجھے کوئی میں ملا ہے دل تو غم ہی کباب ہے
میں چلوں نہ کیسے آگ میں کہ فراق یار عذاب ہے
میں ہلاک ہوں تو وہ خوش ہے اوسی قتل کا تو ثواب ہے
اوسے اپنی فن کا غرور ہے کسی کی نہ کچھ حساب ہے

کہو اوس سے میری درد کو نہیں کیا فقیر سے تجھکو ڈر
تو قدم پہ جس کی رکھی تھا سر وہی فقیر تراب ہے
۳۸۶

تو بہت دے سے نہ خراب کر تری چاہ میں جو خراب ہے
تو ہزار سے کر چھپا کہیں حسن و عشق رہا چھپا
تری طرف جس نے نگاہ کی ہوا محو لگ گئی ٹکٹکی
تو ستم کیے نگاہ جہاں تلک میں کرونگا صبر وہاں تلک

کہ حشر میں بھی گا سوال نہ مجھے فقط روز حساب ہے
تو ہری نظر میں ہے خوب سا تری شکل پہ کیا نقاب ہے
گئی نیند اور نہ پلک جھپکی وہ بلا تھی جو شباب ہے
تو اوڑایگا مجھے کہاں تلک کہ مرا جگر تری ...

نہیں خبر ہو نہیں تجھے وہ فسانہ تراب جو نشے میں ہوا
کوئی دل کسی سے لگا کے کیا یہ جہاں ہے مثل حباب ہے
۳۸۹

ہو مو بہ مو ہیں اوس کا کاکل جاناں ہوئی
مصر میں جا کر عزیز و کیا زلیخا کے نصیب
کھل گئی قلعی اور ٹوٹا آرسی کا سب گھمنڈ
کس طرح مجنوں کا دل صحرا میں لگتا یارب
ہجر میں اوس کے دیکھتے ہوگئی واصل بحق

خوب سا ملکہ ہے سارا اقلیم ہندوستان کی
خواب میں ظاہر ہوئی شکل یوسف کنعان کی
سادہ رویونکی صفائی دیکھ وہ حیران کی
وسعت میدان تو او سیر تنگی زندان کی
ست کہو کوئی ناحق اوس پر شدت ہجران کی

[illegible]

ہوا گو غم سون جل بھن کے جون خاک — ولی غمخوار کا ہر دھیان باقی
نجا ہے کیون او دھر اوڑکے مری گرد — ہنوز او دھر کا ہر سیلان باقی

٣٩٣ تراب اوس شوخ نے لوٹا مجھے خوب
رہا اک دین اور ایمان باقی

نہ بلبل نے نظر گلشن پہ ڈالی — کر آنکھ اوس سرو سیمین تن پہ ڈالی
رقیب اوس بت کی لیتا ہے بلائین — خدائی کیا بلا دشمن پہ ڈالی
لیا ہے اوسنے سیتارام کا دل — اوسی نے موہنی موہن پہ ڈالی
وہ بہروپی نے کیا یہ زرگری کی — کہ میری خاک جا کندن پہ ڈالی
بھلا کیسے رہون مین پاس صاف — کہ گرد اوسنے مری دامن پہ ڈالی
نہ پکڑے ہاتھ اوسکا شیخ کیونکر — کہ چھینٹی اوسکے پیراہن پہ ڈالی

٣٩٤ تراب اوسکو تو گل کر آنسوؤن سے
جو آگ اوسنے تری خرمن پہ ڈالی

جسکو سب کہتی تھی دارا گنج ہے — یار کہتا ہے ہمارا گنج ہے
ہو جہان پیاری کی سیر کو دو بار — وہ تو سب گنجون سے پیارا گنج ہے
کیون نہو جمگھٹ وہان عشاق کا — حسن کا پورا وہ سارا گنج ہے
شہر سے تیرے کدھر جاؤن نکل — ہر طرف تو نے پسارا گنج ہے
تم جہان جا ہو وہان شانہ کرو — دیدہ و دل سب تمھارا گنج ہے
عشق مین کیونکر نہ دل کو رنج ہو — رنج کا تو وہ بچارا گنج ہے

ردیف یائے تحتانیہ

[illegible]

٣٩٦ [illegible]

عاشق

عاشق کو گلے لگ کے معشوق اگر رو دے
ہونے کی سزا اوسکو پھر رونی کا مزہ یاد دے
اوس گل کی تعجب ہے شبنم سی جو کھلاتا
ہنسنی تو بہل یا راحت کا کبھی اوس سے

چین اوسکو پڑے کیونکر جسے یہ نیت کیوں ہو دے
اوقات جنون ہی میں جسوقت کوئی سو دے
بلبل کو لیے رونی ہو د اشک میں منہ دھو دے
کوئی تخم محبت کا ہرگز نہ کہیں بو دے

۳۹۸
کون اوس بت کافر پر عاشق ہو تراب ایسا
کون اپنی ہستی یون برباد کرے کھو دے

جگ بیچ ہے گرم حسن و عشق کی بازار
اللہ اللہ اکطرف کیا لن ترانی کا ہے شور
اکطرف بیدل نظر آتے ہیں اور دلگیر سب
اکطرف ہے درد ساری اکطرف ہے سب دوا
اکطرف ہے ذوق عصیان اکطرف خوف عذاب
اکطرف ہے علم عرفان اکطرف ہے جہل محض
اکطرف ہے اہل تقوی اکطرف ہے رند مست
اکطرف ہے بت پرست اور اکطرف ہے بت شکن

بلبل و گل ہو جہان تختہ وہی گلزار ہے
اکطرف ارنی مجھے اور خواہش دیدار ہے
اکطرف سو دلبری سو جلوہ دیدار ہے
اکطرف آپ طبیب اور آپ ہی بیمار ہے
اکطرف عفو گناہ و رحمت غفار ہے
اکطرف نادان بنا اور اکطرف ہشیار ہے
اکطرف ہے محتسب اور اکطرف میخوار ہے
اکطرف تسبیح ہے اور اکطرف زنار ہے

۳۹۹
نیک کسکو جانیے اور بد کسے کہیے تراب
اسطرف بھی یار ہے اور اوسطرف بھی یار ہے

کون ٹھہرے اوس کمان ابرو کی ناز و تیر سے
اوس شکار افگن کے سب دل مع ہیں تیر قضا

یہ وہ میدان ہے جہان جاتے ہیں ہر نخچیر کے
جی اور اوڑاتے ہیں نخچیر دن کے سینے چیر کے

ردیف یا تحتانیہ

[illegible]

مستقل

مشکل ہے اوسکے نور کو بجز آنکھ دیکھنا | کرتی ہے خیرہ چشم وہ نیر کی روشنی
جیون دھوپ نکو رات کو مانند چاندنی | تابان ہے اوسکی مرقد اطہر کی روشنی
لیا نور کا ظہور شب عرس میں ہے وا | کوئی دیکھے اوسکی قبر منور کی روشنی
ہے چاندنی بھی فرش یہان دیکھ لیجیا | اوس شاہ کے مزار کے اندر کی روشنی
ہے نور باری ایسے جیا جیون کی اوس پر | جیون پرتو پہ ہیپیا نجم و اختر کی روشنی

۲۰۲
چون نور شمع پردہ فانوس میں تراب
کاظم کے بیچ دیکھی پیمبر کی روشنی

ردیف یای تحتانیہ

عاشق کا نام تونے لیے ہم سے | پہلو فرصت کہاں ترے غم سے
جب سے عالم ترا نظر آیا | اوٹھ گیا دل تمام عالم سے
مجھکو دم دیکے تو کہیں مت جا | زندگی ہے مری ترے دم سے
کبھی آہو سو نکا چشم | نگہ چشم یار کی رم سے
عارض اپنا عرق سے مت شستا کر | ہے طراوت گلون کی شبنم سے
تیغ ابرو کا گھاو دل پہ لگا | یہ تو چنگا نہوگا مرہم سے
مجھکو تر دامن آنسوؤن نے کیا | کیون نہ شاکی ہون دیدۂ نم سے
حور کیا چھوٹے فتنے نبی آدم | گر نہوتا قصور آدم سے

۲۰۳
کسنے یان سو سفر کیا ہے تراب
غم ہے جسکا تجھے محرم سے

جی مرگیا جہان سے انکھ ایک سو لگی | آیا گرم ہانسو دل میں محبت کی لو لگی

تجھ بن کسے ... لیلی ... مجنون ... کہ ... ہے

اب ... تجھ مکھ ... تیرے بغیر ... غریب ... مدام ہے

کاش اوسکو خواب مین بھی پڑے وہ نظر کبھی
رنگ حنا سبھتے ہو سر کہہ تیغ ہاتھ مین
ہر چند تجھکو یار برا کہتے ہین سبھی
تجھسے جو کوئی قصاص نہ مانگے نہ خونبہا
یوسف کنارے کی ترے ... ایمان قید مین
حال اپنے دل کا تجھسے چھپاؤن مین کس طرح

عاشق کا بخت کچھ بھی تو بیدار چاہیے
کچھ قتل دل کو واسطے ہتھیار چاہیے
لیکن تری زبان سے اقرار چاہیے
کاہیکو اوسکی خون سے انکار چاہیے
ہمکو تو پیاری صرف ترا پیار چاہیے
درمان کو آگی درد کا اظہار چاہیے

تا حق کو یار باتھی لیی ہے کر تی شراب
سو لی ہے اپنے اوسکو سر و کار چاہیے

صورت یار شکل عقرب ہے
جو پہنا ہے اوسسے چھپتا ہے
عشق سے جیسے ہو گیا وہ شوخ
ہمکو اپنا سمجھے کہتا ہو
ساقیا جلد آ کہ دیری
تو رسی زلف کی تو کھینچ اوسے
عشق مین گرچہ قیس ہے استاد
عشق کی راہ عقل سے ہو دور
ہمکو یکسان ہو وصل او ہجران
ہر فنا مین ہے رو بیاد و بقا

زلف کا پیچ و خم یہ بیڈھب ہے
واہ کیا خوب یار کی چھب ہے
ورنہ سر تا قدم سو دب ہے
ہم فقیرون مین رند مشرب ہے
ساقی شوق یان لبالب ہے
دل اگر غرق چاہ غبغب ہے
سبکے نزدیک طفل مکتب ہے
عاشقون کا کچھ اور ہی مذہب ہے
حال میرا جو تب تھا سو اب ہے
ترک مطلب حصول مطلب ہے

ردیف یا تحتانیہ

اگر ... کی گلی کا ... نصیب ہووی
... سرو قامت
اگر وہ پیار ... سرو ...
سیر او کی پریشان ہووی
سو مجنون کو ... ہووی کسی کا
کبھی صحرا کی ہوا ... ہووی
... عقل
نہ ہووے ... دنیا کی ... آرائش ہووی
اگر ... ہمین کا
گنہگارون کی بخشائش ہووی
... خدا کا نام غفار
او سکو مین ہر گز دل نہ ... ہووی
اگر ... تون کی گرمائش ہووی

وله

... جیتون ... سوا ... جاتا ...
... اپنا یار نہین آیا
عشق میں ... اپنا ...
... ہم ... کیا جاتا
اوسکا ... دل ... کرتا ہون ...
عشق

عشق میں جو بیہوش ہے عاشق رنجور ترا
اوسکو دیوانہ کوئی جانکے ہنس جاتا ہے
جسطرح سایہ آدم سے لگا رہتا ہے
شوخ اسطرح مجھے دیکھکے شرماتا ہے
مجھسے کہتا ہے اودھر جا کے ادھر آ بیٹھے
کبھی بستی میں جو تنہا مجھے وہ پاتا ہے

لوگ روتے ہیں شراب اوسکو نہیں ملتی ہے
سامنے اوسکے غزل میری جو کوئی گاتا ہے

۴۰۹

اوسطرف شرک جو کفار کو سمجھاتا ہے
اسطرف کلمۂ توحید وہ فرماتا ہے
واہ خود جسنے کیا ایک جہان کو گمراہ
راہ عرفان کی ہمکو وہی بتلاتا ہے
ہندو ہو یا کہ مسلمان ہے مشرک جانے
کشش تقریر دوئی کی جو کوئی لاتا ہے
رام کہتا ہے کوئی اوسکو کہیں کوئی خدا
وہی مولا ہے وہی جب وہی داتا ہے
چنگی پھیکی ہے تابش خورشید سے
کیا ہوا باغ میں گل دیکھکے کھلاتا ہے
آہ کرتا ہے بلکتا ہے تڑپتا ہے جو دل
امجد عشق کا یارو یہ اثر پاتا ہے

آفرین تیرے جگر پر او تحمل پر ترے
اسطرح عشق کا غم ہاں کوئی کھاتا ہے

۴۱۰

اوسکے مشکل کوئی پری ہے نہ حور ہے
صدقے میں اوس خدا کے جسکا ظہور ہے
میں اوسکو دیکھ محو ہوا عقل گم ہوئی
غیبت ایک جہان ہے اوسکو حضور ہے
پھر کسطرح اودھر سے دل و دیدہ پھیر لیں
آنکھوں میں جسکی نور ہے دل میں سرور ہے
تڑپا کیا ہے ہجر میں ہر روز رات دن
یار دور ہو ان کی آنکھوں سے دور ہے
پیدا ہوئی وہ حور کی تقدیر میں نہیں
اے دل یہ تیرے عشق کا سارا قصور ہے

سرمۂ دیدۂ جان خاک در جانان ہی	کیون نہ آنکھون سی ملون دہول اوسی چوکہٹ کی
بیدلون سی کوئی لیتا ہی تلاشی دل کی	دلربائی مین نئی کرنہ لگا بیرسٹ کی

کبہی تو عشق مین وہ تیغ ملامت سی تراب
دلپہ رکہتا ہی جو داغون سی سیہ لسبٹ کی ۱۳

ردیف یای تحتانی

دام ہی دلکا خم زلف رسا کیا کیجیے	جان کہ بین یہ دو عمل مین پہنسا کیا کیجیے
چور کیطرح مری دلکو صنم نے سوچہ	سوی بل دار کی رسی مین کسا کیا کیجیے
انتر زلف سی عارض کا ہوا نیلا رنگ	خود فسون گر کو یہ کالی نی ڈسا کیا کیجیے
وہ تو صیاد کا سچا خوانگہ اے مرغ چمن	ناحق اوس باغ مین تو جا کی بسا کیا کیجیے
اے گل اندام پسینا ہی ترا عطر گلاب	پیرہن کو تری بوتی مین بسا کیا کیجیے
بوم کی طرح ستم سی جو اوجاڑ ہی بستی	ایسی الو کو عمل دار ربسا کیا کیجیے

جب سی غمخواری کی رکہتا تہا مین امید تراب
وو ہی رو دیتی ہی عاشق کی ہنسا کیا کیجیے ۱۴

ہجر مین حال ہی عاشق کا برا کیا کیجیے	ایسی جینی سی تو مرنا ہی بہلا کیا کیجیے
کسطرح اوسکی اداؤن سی بچاؤن دلکو	دشمن جان ہی سر ناز و ادا کیا کیجیے
اوس کمان ابرو کی چتون سی خدا حافظ ہی	دل مین سیر چبہہ گئی جون تیر قضا کیا کیجیے
نہین جاتا ہی اوٹہا ضعف سی بن آہ کیے	ہوگئی آہ تو پیری کی عصا کیا کیجیے
نہ سونگہائی کبہی بلبل کو قفس مین خوشبو	تیرے انصاف کو اے باد صبا کیا کیجیے
کبہی آئینہ نظر بہر کے نہ دیکہا اوسنے	چہا گئی آنکہہ مین از بسکہ حیا کیا کیجیے

وله

جبتلک صورت ہے تبتک غیریت پڑتی ہے دید | مل گئی صورت حقیقت میں تو کیا دریا ہوئے
جسطرح حمام میں ہیں مسافر مجتمع | ویسے ہی ہم واںسے یان آکر بہم یکجا ہوئے
ہے یہ صحبت اتفاقی کس سے کہیے کس لیے | عالم اعیان سے ہم وارد دنیا ہوئے
طالب دنیا مخنث طالب عقبی زنانا | طالب حق مرد ہیں سب سے وہی بالا ہوئے
یار کی کافر ادا سے الحفیظ و الامان | کچھ نہ پوچھ کیسا ادا پر اوسکی ہم شیدا ہوئے

۳۱۷
حسن سے اپنے وہ شمع جمع بن بیٹھے تراب
عشق سے جل بجھکے جون پروانہ ہم رسوا ہوئے

صبر مجھ سے کسطرح کیونکر شکیبائی رہے | یار بن لیے جو ہر دم رنج تنہائی رہے
دیدہ و دل عاشقون کا خانۂ معشوق ہے | خوش رہے جا ہی جہان وہ شوخ ہرجائی رہے
گر نظر آئے نہ آنکھین میں کبھی اوسکی جھلک | کسطرح چشم نظر بازون میں بینائی رہے
چاہیے ہر طفل کے ساتھ ایک دایہ ہوشیار | تو وہ لڑکا ہے کہ جسکے ساتھ سودائی رہے
عارف اوسکو کہیے جو اپنی حقیقت پہچان لے | ہر جگہ اپنی حقیقت کا تماشائی رہے
کی ہو جسنے عاشقی سے بلا سے اختیار | کیون نہ وہ بدنام ہو سرگرم رسوائی رہے

۳۱۸
آئینے کیطرح میں اوسکا دیکھا کرتا ہوں تراب
منہ نہ پھیرے مجھسے وہ محو خود آرائی رہے

ہمسے جو سر دہری وہ رشک قمر کرے | گر ہی میں کیسے وطن سے ادھر کو سفر کرے
جب وہ گھر گیا نہیں مجھکو ملی خبر | اوس بیخبر سے کون بھلا یہ خبر کرے
میں آہ دیکھتا ہوں اوسکی اودھر سے رخ | گھر سے وہ اپنے دیکھیے کب رخ ادھر کرے

نظر آیا جمال یار جب سے	مرا اوس دن سے من بھایا نہ کوئی
کہا لیلی نے صورت قیس کی دیکھ	دوانا بن گیا ایسا نہ کوئی
وہ بت کرتا ہے خلق اللہ پہ ظلم	خدا ناترس ہوا اتنا نہ کوئی
مری فریاد سن کہتا ہے خاموش	کریان شور اور غوغا نہ کوئی

۴۲۱ ترا سا الفت میں اوس کافر بچہ کی
ہوا میری طرح رسوا نہ کوئی

ہم نگہبان اوسکے در کے بنے	آشنا وہ ادھر اودھر کے بنے
لے گئے غیر خانہ جنگی کر	یار ہم اوسکے لڑ جھگڑ کے بنے
دیکھکر اوس سنہری روپ کا رنگ	سب طلبگار سیم و زر کے بنے
قطرے آنسو کے ہیں اسی کے اپنے	جسطرح دانے ہوں گہر کے بنے
در پہ آئی ہیں تجھ گدا کے کسر	وہ تو ہیں شاہ اپنے گھر کے بنے
کسطرح کوئی نباہے خوبون کو	دی تو مقبول ہر بشر کے بنے
پیر ہم ہو گئے خدا سے ارکے	ساتھ لڑکے کے تم بھی لڑ کے بنے
پڑھو اور بالے کا مزاج ہے ایک	جب تو ہمدم وہ یکدگر کے بنے

۴۲۲ جسطرح بن گیا بگڑ کے تراب
کون یون عشق میں بگڑ کے بنے

میں اوس پر عشق ہوں جانانہ سمجھکے	وہ گالی دیوے دیوانہ سمجھکے
پھری مجلس میں کل اوس شمع رخ نے	جلایا مجھکو پروانہ سمجھکے

ردیف یائے تحتانیہ

۴۲۴

اونچی ہمن ... جوبان پر ... کا تماشا ہے

سیر کیجئے یار کا تماشا ہے

کھیں گلزار کا تماشا ہے

کہیں رخسار کا تماشا ہے

حسن دلدار کا تماشا ہے

قلم

عالم ... سے ... کوئی کہیں

کیا ... کی ... مین کسی کو دل

ہی شیرینی یہان سر شیرین زبان کی چاشنی	کلستہ تلخ و ترش اونکا شکر آمیز ہے
کوہکن ہجران کی غم سی سر پٹک کے مرگیا	وصل مین پیر کے شادان خسرو پرویز ہے
چاہ سو ... پھینکا ... زاہد بارہ ...	عشق ہی تیری دوا تو ہوس کیا پرہیز ہے

جو شکست دل نہین ہوتی تو سب تراب

خط مین اوسکی چہرے ... شکست آمیز ہے

۴۲۵

نہین نرگس کو کوئی بیماری	وہ تو ہے تیری آنکھ کی ماری
گل ہنسا غنچہ ہو گیا خاموش	سنکے بلبل کا نالہ وزاری
رات اک پر جلا پتنگے کا	شمع رو رو کے بہہ گئی ساری
دیکھیے کس طرح سے چنگا ہو	عشق کا دل پہ زخم ہے کاری
اشک سے میرے کرلے شیخ وضو	یہ تو ہے آب چشمہ جاری
وہ دل آزار لے کے دل سب کا	نہین کرتا کسیکی دلداری
مجھکو غم دیکے گھر جو اپنے گیا	کیا کریگا وہ میری غمخواری
راہ و رسم وفا وہ کیا جانے	جس مین ہو شیوہ ستمگاری

حسن کا اوسکے شور کیا ہوتا

گر ہوتی تراب سے یاری

۴۲۶

شیشہ بغل مین ہاتھ مین جام شراب ہے	اس دور مین نہین کوئی مجھسا خراب ہے
قاصد وہ اب تلک نہین آیا سبب ہے کیا	لادے خبر تو اوسکی مجھے اضطراب ہے
نالان ہون اوسکی شوق مین بلبل کی طرح مین	خائف غضب سے اوسکے رقیب غراب ہے

ردیف یائی تحتانی

دیوان ...

... کا تماشا ہے

... کا تماشا ہے

۴۲۷

...

کرتا نہین کلام کسی سے وہ غنچہ لب | گالی جو مجھکو دی تو نہایت پیار ہے
چھپتی نہ اوسکی آنکھ نظر باز سے کبھی | بدمست عین نشہ مین یون ہوشیار ہے
یارو بزور حسن وہ کرتا ہی دلبری | دل کسطرح بچاؤن مین کیا اختیار ہے

حیف ہے تراب بیٹھ رہے عشق مین کہان
وہ شہرۂ تمام جوار و دیار ہے

ردیف یاے تحتانیہ

نہوئی ایک آرزو پوری | کھل گئی عاشقی مین مجبوری
عشق اگر دے خدا تو اتنا دے | کچھ نہین عشقبازی صوری
دل اودھر لگ چلی تو ہو واصل | دل لگی ہے ادھر کی مہجوری
کوہکن ہو کے مرگیا فرہاد | نہ ملی اوسکو کچھ بھی مزدوری
جل کے پروانہ جب لگن مین گرا | روئی پردے مین شمع کافوری
مین نے سو بات اوس سے جل کی کہی | نہ سنی ایک بھی زبس غروری
قاصد اوس سے یہ بات کہیو ضرور | ق کیون خوش آئی تجھے مری دوری
خوب دارا نگر مین بھولا ہے | نہین کرتا ہے یاد کاکوری
اب وہ طاقت کہان جو پہونچون وہان | ایک پیسہ ہی ہزار معذوری
نہین دیتی ہے گھر سے اوٹھنے ہائے | تن کی سستی و دل کی رنجوری
تو ہی پہر آ یہان خدا کے لیے | لیکے ہولس سے اپنی دستوری
شوق سے درپے خرابی ہے | محتسب تجھسے کیا کرون چوری
دیکھ کیا رنگ وروپ لاتا ہے | مے گلگون سے جام بلوری

ولہ

ولہ

ردیف یای تحتانیہ

بھول جاتے تراب کا سب رنج
یاد جسوقت [illegible] قسمے

کوئی ناصح کو دکھلاؤ یہ تیرا دون کی اُٹھنائی	دیوانا وہ ابھی ہو جاوے گا جو عقل و دانائی
میں کس کی زلف سے بند و پریشان ہوں واللہ و شیدا	[illegible] مجھکو لکھتے ہیں سودائی
کبھو لیلی ہو تو ہی ایکدن صحرا میں ڈیرا کر	جو آسکتا نہیں جنت سے یاں مشتاق صحرائی
عذاب گور و ضغطہ قبر کا سب بھول جاتا ہے	جو یاد آئی ہے عاشق کو شب ہجر انکی تنہائی
میں بیکل ہوگیا تب سے [illegible] کیا جب سے	اور [illegible] صبر شکیبائی
تمنا تھی مجھے جسکی نظر آئی نہ شکل اوسکی	بسنت آیا تو کیا آیا بہار آئی تو کیا آئی
میں [illegible] کیا جاکو دل و دو	[illegible] تسلی اور دلاسائی
یہ قاصد اوس سے کہدینا جواب اوسکا لکھا [illegible]	کیا وعدہ وفا اچھا [illegible] قسم کھائی
وہ جگ میں ہوگیا نامی ہے عاشق کہ نائی	اور [illegible] مجھے خواہش رسوائی
میں اوسکی دستگیر میں ہوا رسوا فقیر [illegible]	[illegible] ملامت کی [illegible]

تراب اوس سے کنارا کر [illegible] لطف و مدارا کر
فراق اوسکا گوارا کر [illegible] معشوق ہرجائی

ولہ

جسکی ہر بات مری دلکو پسند آتی ہے	حیف اک بات مری اوسکو نہیں بھاتی ہے
کبھی بکھری ہے بکھرتی کبھی بل کھاتی ہے	زلف پیچ سے دلکو [illegible] الجھاتی ہے
خط میں جب اوسکو کیا شکوہ [illegible] رقم	[illegible] قاصد سے کہا باقی یہ سنواتی ہے
کیوں نہ سر پٹکے قفس توڑ کے بیچاری بلبل	اور [illegible] وہ باغ [illegible] نہیں پاتی ہے

[illegible]

لو کہی منزل میں چل تھک کر مسافر سو گئے	مست کہو جی مرگ کو لیکر اودہر سو گئے
جو وہان آئے دنیا کے چمن میں سیر کو	شبنم و گل کی طرح یاں ہنس کے یا رو گئے
اس سرا فانی دنیا میں ہو کیونکر قرار	آمد و شد لگ رہی ہے ایک آیا دو گئے
واقعی ہے دار دنیا آخرت کا کھیت	جو یہاں آ کر بدی نیکی کا دانہ بو گئے
غفلت و عصیان میں جنکی ہو گئی اوقات صرف	اونسے پوچھو تم کیا پایا یہاں کیا کھو گئے
یا الٰہی وحشی کافر کو دے توفیق خیر	دوستی میں جسکی ہم بدنام و رسوا ہو گئے

عشق میں ہے عقل و ہوش و صبر و طاقت ہے تراب
ایک دل کے ساتھ کیا کیا بیوفا جا دو گئے

کیا ادا ہے اگرچہ حسن لیلی ہے	چاندنی چار و طرف پھیلی ہے
ہم بکارہ شمار مجنون سے	نہیں پوشاک اوسکی میلی ہے
کیون نہ صحرا سے قیس اوٹھ دوڑے	در پہ لیلی کھڑی اکیلی ہے
تیری لیلی و سنبل کیا بات	چہرہ شمسی ہے زلف لیلی ہے
سر پہ پٹکے کی ہے پھبک کیا خوب	ہمسر طلعت سہیلی ہے
اوسکو بہتر کے جام کوثر سے	ساقیا جو ترا طفیلی ہے
محتسب کا بھی ہے اودھر میلان	ہم نے حسن شیخ سے مول لی ہے
ق سر حبیب کے خط مراد اپنا	میرے ناصح کی لال ہتھیلی ہے

آہ یوں اوس سے ہوا تراب فقیر
پیرہن کفنی گلے میں سیلی ہے

[illegible]

دیوان شراب

پھر کیا صحرا میں اوڑتی قیس کی تصویر تھی
کہ اودگرد سی گرد اوسکے اک زنجیر پھرتی ہے

سنا مجنون تو پیدا ہو کسی صحرا میں جا بیٹھا
کہو لیلیٰ سی تو کس کے لیے دلگیر پھرتی ہے

شراب وصل شیرین سے وہ تشنہ لب تا ہو
بہاتی جسکی کوہسار میں جوئے شیر پھرتی ہے

مصیبت کوہکن کی او سے اکیا فائدہ کرنا
ہو یاری کرکے خسرو سے بعد تقدیر پھرتی ہے

نہیں یا تو ہی زہر ستا یکدم لیے ہی جاتی ہے
گلا پر اوسکے جس دم یار کی شمشیر پھرتی ہے

چھپاؤں کسطرح ناصح سے عشق اپنا
محبت کی خبر سیری تو عالمگیر پھرتی ہے

شراب ادھر نظر ہمت کی پھر سوالی نہیں کرتا
مریدوں کے طرف جب نگاہ پیر پھرتی ہے

۱۴۴

ردیف یاے تحتانیہ

دیتا ہے سبکو گالی کرتا ہے دل کی چوری
حل ہو گئی مثل یہ چوری و سینہ زوری

کل عہد کر گیا تھا یہ عمر دوستی کا
آج آکے یاری کٹ کی حجت آشنائی توڑی

بولا یہ خونبہا مجھسے تو اپنے دل کا
آستین سے ہیں اپنی جب آستین نچوڑی

سو چاندنی اوسکی گور دن تے عاشقوں کی
منہ جسکا چاند سا ہے رنگت ہے جسکی گوری

غم کی کہانی کہیو وصل میں کٹ گئی شب
گھبرا کے یار بولا بس کر ہے رات تھوڑی

راہ اوسکی تاکتا ہوں ہر طرف جھانکتا ہوں
کسطرح آنکھ موندوں اودھر لگی ہے ڈوری

رکھے کوئی توقع ایسے بخیل سے کیا
مانگی ہی جو نہ دیوے اک پان کی گلوری

کیون صاحب عدالت کھاتے ہیں مال رشوت
کسنے حلال کی ہے ان حرام خوری

پھر کیون شراب لیجے اہل دول سے درخور
دنیا کی جب تگ و دو سعی و تلاش چھوڑی

دیکھکر داغ جگر کہتا ہے یار — خوب جلتے ہین دوالی کے دیے
مین نے اوس بت سے نہ توڑی بندگی — اوسنے آزاد اور بندے کر دیے
شیخ جی حق بات مین کہدونگا صاف — مجھکو از بہر خدا مت چھیڑئے

بیخودی مین جو خدا بین ہو شراب
اوسکو کہتے ہین ہر یہ سو مدہ ہے

۴۴۵

منتظر بیٹھے نہ کیونکر ہون اجل آنے کے — دن تو آنے لگے دنیا سے چلے جانے کے
گفتگو عاشق شیدا سے نکر اے ناصح — وہ دوانے ہین جو منہ لگتے ہین دیوانے کے
اوڑکے خاک اوسکی کہان جاے لگن سے باہر — بال و پر پھونک دیے شمع نے پروانے کے
ساقی اک دور پیالے کا ادھر بھی ہو جائے — ہم بھی ہین دست نگر گردش پیمانے کے
دیکھکر بت کی طرف سجدہ کریگا کسکا — شیخ سمجھے ہوے اللہ نہ بتخانے کے
دو نیازی سے پرواز بہت کرتے تھے — پھنس گئے دام مین لالچ سے وہ اک دانے کے

کسطرح بستی مین ہنا اونھین خوش آئی ترا
قیس کسطرح جو خوش باش تھے ویرانے کے

۴۴۶

ہوا بدلی ادھر کی جب ادھر سے — لگی جھڑ آنسوؤن کی چشم تر سے
چلا ہے یار اس گرمی مین گھر سے — الٰہی ابر گھیرے پانی برسے
قریب آیا وہ بجلی سا چمکتا — جو کوسون دور تھا میری نظر سے
دل نالان سے بادل سا گرجتا — جو حال اپنا وہ لکھتا پیشتر سے
گھٹائین آہ کی اوٹھنے لگین پھر — شتاب آئے کہو اس سیمبر سے

ولہ

ردیف یائے تحتانیہ

ولہ

[illegible]

۲۲۹

تراب اللہ والی کا رضا و صبر مسلک ہے
کبھی اس گھر میں رہتا ہے کبھی اوس گھر میں بستا ہے

جو نہ ڈرتے تھے بحر تلاطم سے — ڈر گئے میری چشم پرنم سے
آئی طوفان ڈوب جا ہو جہان — روتے عاشق جو ہجر کی غم سے
زلف کا بال بال یون تیرے — جیسے کالے کا دانت ہو سم سے
لہر یا وشتی ہین دل ہین شانہ کے — طرۂ یار کے خم و چم سے
چشم آہو کا ہے وہ آہو گیر — اپنی چتون کی وحشت و رم سے
نام اوسکا تو یاد رکھ اے شیخ — کیا خبر تجھکو اسم اعظم سے

یار مجھسے ابھی خفا ہو تراب
حال اوسکا کہون جو محرم سے

۲۳۰

کثرت ہی اسقدر تری وحدت کا زور ہے — چارو طرف جہان ہین انا الحق کا شور ہے
ہر شی ہین جسکو حق کی تجلی پڑے نہ دیکھ — کیا دیکھے اوسکی حق ہین وہ آنکھو ںسی کور ہے
زاری ہی وہ کسطرح نہ کرے وصل کے لیے — عاشق ترانہ صاحب زر ہے نہ زور ہے
کیون شکل سرح تیلین اشتیاق ہین — اندوہ دل کا جو غش ہی غم کا نچوڑ ہے
دل کو دہری توڑ کی اوس نے لگا دیا — اے عشق تیرے ہاتھ عجب توڑ جوڑ ہے
پھولون کا رنگ ایک ہوا ہین بدل گیا — کیا باغبان چمن ہین غزا لکا جھکور ہے
تو ڑا ہی جسکی زلف نے مار سیہ کا بل — شانہ سے اوسکی دل ہین گرہ ہی پڑ رہے
کسطرح دل سے یار پہ صدقے نجاون ہین — حسن اوسکا چاند ہے تو مرا دل چکور ہے

[illegible]

جو آپ دیکھتا ہے روپ پنا	وہ سہر دلی کی کچھ ادسی کلا ہے

۲۵۳

تراب آیا وہ تیرے بس مین کیسا
بھلا افسون ترا اوسپر چلا ہے

ملون اوس یار سی جو غیر سی جھٹ پٹ جدا کر دے	کرون جو بندگی اوسکی جو مجھکو با خدا کر دے
مبادا وہم کی ہو جو بنسی کشتی دل کی جا ئے ڈوب	شتابی مجھکو اس دریا سے پار اپنی ناخدا کر دے
مرید صادق و راسخ ہو وہ کیا بات ہے اوسکی	جو اپنے پیر پر سب جان و مال اپنا فدا کر دے
نہ گردن کھینچنا اپنی اگر تلوار وہ کھینچے	کہ گردن تیری حق بندگی کا ہے ادا کر دے
کہان سلطان محمود اور کہان بندہ ایاز اوسکا	محبت وہ بلا ہے شاہ کو جا ہے گدا کر دے
کریمی کی صفت سنکر یقین آئی مرے دل پر	گنا ہون کو مرے بخشے کرم مجھپر خدا کر دے

۲۵۴

تراب اوسکی قدمبوسی کی خواہش کیون نہو سبکو
خدا جسکو تئین دنیا مین شیخ مقتدا کر دے

سینہ جلتا ہے نہ کیون منہ سے جلی بو نکلے	سوز دل دیکھ مرا شمع کی آنسو نکلے
مین تو سودائی ہون اوس زلف سیہ کا یارو	کسطرح دل سے مری خواہش گیسو نکلے
چشم خیرہ ہوئی ہے آنکھ نہ کوئی دیکھیگا	بیحجابانہ جو گھر سے وہ پریرو نکلے
ہے وہ تلوار اصیل اوسکا نہ بل نکلیگا	دست شاہ سے بھلا کب خم ابرو نکلے
رخ کیا یار نے صحرا کیطرف سہر شکار	کیسے میدان سے وحشت زدہ آہو نکلے
ہای قسمت جسے کہتے تھے مسیحا دم ہے	عشق مین عاشق کو وہ بیرحم ہلاکو نکلے
نہ گئی اوسکی کمین اور چھپ سے یا ہے	جب سے مرغان چمن کے پر و بازو نکلے

ردیف یائے تحتانیہ

تراب جسکی ملاقات سبکو خواہش ہے
وہ اپنی لطف و عنایت سے یار سرا ہے

دلمیں میرے اوسنے ہیرو نی لگائی آگ ہے — زلف کالی جسکے رخسار پہ کالا ناگ ہے
رقص بسمل دیکھکی بلبل کا نغمہ سنکے یار — ہنسکر کہتا ہے یہ کیسا ناچ و کیسا راگ ہے
دوستوں سے دشمنی ہرگز نہیں کرتا کوئی — عاشقوں کے ساتھ معشوقوں کو ناحق لاگ ہے
عشق میں حال پریشان دیکھکے میرا کہیں — اندنوں صورت پہ تیری واہ کیا بیراگ ہے

جسنے خلوت میں حضوری کا مزا پایا تراب
خلق سے وحشت ہے اوسکو سب سے بھاگا بھاگ ہے

تو وحدت سے کوئی مجھکو لیا ایک سا خورد — ملین صید تراونکی ہوؤن جو ستوالا مجھ کر گرد
پلا ساقی مجھے وہ مے جو ذوق بیخودی بخشے — اگر دریشے میں میرے کیفیت معنوی کی بھرد
تو تجھے جام کرکے مجھکو قسم ہے پیر مغ مجھکو — سقا ہم ہیں ہم پیالے شراب آگو مرید و مرد
علیٰ میں سبکو شک آئی جو پیلا جام کوثر کا — مجھے فرزند اپنا جانکر ساقی کوثر دے
محبت عشق کی کرتا ہے خوبی سے نہیں واقف — پڑے ہیں عقل پر تیری تو نا صح جہل کے پردے
چمن میں شوق گل میں جیسے بلبل چہچہاتی ہے — مری بھی نالہ و شیون نہیں ہیں خالی از درد
وہ میرا اشتیاق و گریہ و زاری پہ کہتا ہے — خدا ایسا کسی کو دل نہ ایسا دیدۂ تر دے
ہوا عاشق بچارا رنج و غم سے ناتوان اتنا — کہ چھاتی سے لبوں تک آ نہیں سکتا دم سرد

ملامت سے تمہاری کی وفا کی لون نہیں میں
تراب اس کام کا تو ہے کہ ہر کار سے وہ ہر مرد

[illegible]

کیا وہ کہتا ہو مری تسبیح و سمرن دیکھکر	ہین مریان بہت اسمین بھو اور مالی ہیے
کفر سی بیزار ہو جہٹ تارک زنار ہو	یار وہ کافر مسلمان کیسے اگر بالی ہیے

۴۶۱

پی کی بل ناحق ترا اتنا کہ ہی شور و غل
دم بجو داس بزم مین ہین کتنی متوالی ہیے

حسن خال و خط پہ کیا اتنا تفکر چاہیے	اوسکی صورت کا فقط ہر دم تصور چاہیے
جو کوئی چاہی کہ یار اوسکا ہو شرفت پائی	صحبت اغیار سی اوسکو تنفر چاہیے
دیکھو خالی صدف کی قدر و قیمت کچھ نہین	گلرخون کی کان مین آویزۂ در چاہیے
دیکھ پڑتا ہی کہین ستہ اندھیری رات مین	اوس پری کی مانگ مین البتہ سیندر چاہیے
دیکھکے صورت مری منہ پھیر لیتا ہی تو کیا	اسقدر تجھکو نہ یار و لنسی تنجر چاہیے
چشم مست تار کردیتی ہی اک چتون مین ہوش	ساقیا ہمکو وہی پیمانۂ پر چاہیے
بوالہوس کرتا ہی ناحق عشقبازی کا گھمنڈ	یان دل دیوانہ بیخواب بیخور چاہیے
ہندوون سی ربط رکھتا ہون مسلمانون سی راہ	مین حقیقت مین ہون مجھکو سب برابر چاہیے

۴۶۲

اغنیا سی بینیازی کیون نہ ہم لیجیے ترا
مالدارون سی فقیرون کو تکبر چاہیے

الہی خیر کیجیو یہ بارش کی شدت ہے	گری پڑتی ہین گھر سبکی خرابی ہے قیامت ہے
وبا دم اسقدر پانی برستا ہی خدا حافظ	دھما دھم ہو رہا ہی ہر طرف گرتی عمارت ہے
جدھر دیکھو ادھر دریا نظر پڑتا ہی یا	مکینون کی یہ حالت ہی مکانونکی صیبت ہے
کبھی ہاتھ لگنا ابتو بھی خشک ہی گل	[illegible]

دلیل کاروان یا بانگ جرس ہے
[illegible]

[illegible]

کرو دنیا مین نیکی جسقدر ہو	اجر عقبی مین اک حسنہ کا دس ہے
رکھو تیار توشہ آخرت کا	سفر درپیش وان کا ہر نفس ہے

عبث ہو آرزو دنیا و دین کی
تراب اللہ بس باقی ہوس ہے

۴۶۴

بچانون تو نے دلپر کیا کیا ہے	کہ عشقون ہو مجھے رسوا کیا ہے
ہوں مین کسطرح خوبون کا مشتاق	کہ عاشق تن مجھے پیدا کیا ہے
بنایا ہے تجھے حق نے طرحدار	مجھے دیوانہ و شیدا کیا ہے
نہین کہتا مجھے ساتھ اپنی ہر ہر	مین تیرے ساتھ کیا ایسا کیا ہے
مین تجھکو بدنہین کہتا ہون پیارے	جو کچھ تو نے کیا اچھا کیا ہے
رقیبون کو مخالف عاشقون سے	اگر تو نے کیا بیجا کیا ہے
محبت کا اثر کیا کم ہے اتنا	کہ سب مجھکو بے پروا کیا ہے
بگاڑا ہینے کسکا عاشقی مین	عدو نے مجھپہ کیون بلوا کیا ہے

تراب اکدن تو آنکھین ہونگی پیٹھ
بہت ادہر ادہر دیکھا کیا ہے

۴۶۵

دنیا کے رنج و راحت و آرام ہو گئے	ای عشق تیری عہد مین سب کام ہو گئے
اچھی ہوئی جو ہجر مین واصل بحق ہے	ہجران کے رنج و کلفت و آلام ہو گئے
تا صبح کل تڑپتے رہے نیند اڑ گئی	گھر کو جو اپنے یار سر شام ہو گئے
کسطرح پھر تہو تہ و بالا کسیکا دل	نیچے او ترا جبی وہ لب بام ہو گئے

[illegible]

تیغ ابرو کھینچ کر آنکھیں دکھاتا ہے وہ شوخ
کسکو جرأت ہے جو متوالی سپاہی سے لڑے

زلف کا ہر بال عاشق کو بڑی جنجال ہے
اوسکی پھندے میں کسیکا دل نہ جیتے جی پڑے

دل دیا کیا آپ سے میں نے لیا اوسنے زبردستی
کرتے ہیں ناحق ملامت مجھکو کیون چھوٹے بڑے

چاہ میں اوسکی تو کچھ چارہ نہیں اپنا تراب
چاہیے سو سولی کرے عاشق بیچارا کیا کرے

۴۶۸

باغ میں لالے بھی جو ہیں کیا آگ لگی گلشن میں
رنگ چمن کا خوب ہے وا آگ لگی گلشن میں

باد خزان کے قدم سے باغ ہوا تھا خارستان
دم سے تیرے ابھی باد صبا آگ لگی گلشن میں

تازے پھول انار کے دیکھے سرخ حنائی دیکھ
پھول اچھل کے ہوا کو بلا آگ لگی گلشن میں

یار چمن میں پھرتا ہے پھول قدم پر گرتا ہے
پہنے ہے وہ کیا سرخ قبا آگ لگی گلشن میں

دیکھ کے شعلہ گل کے تراب بن گئی بلبل مرغ کباب
کون اودھر جا سکے بھلا آگ لگی گلشن میں

۴۶۹

تن پہ ہے غم سے ناتوانی بڑی
درد دل کی ہے یہ نشانی بڑی

عشق کی بات کسطرح ہو تمام
رات چھوٹی ہے اور کہانی بڑی

کسکو تو نے نہیں دکھایا منہ
ہم سے ناحق ہے لن ترانی بڑی

یار رہتا ہے دوستوں سے خفا
دشمنوں پر ہے مہربانی بڑی

نہیں معلوم کس لیے ہم سے
دل میں ہے اوسکی بدگمانی بڑی

پیرہن چاک گل بھی رکھتے ہیں
تو ہی بلبل ہے کیا دوانی بڑی

شیخ جا شکر کر بڑھاپے کا
کٹ گئی آفت جوانی بڑی

ردیف یای تحتانیہ

۴۷۰

وہ تو جاہل او سخت کودن ہے
عارف نفس عارف رب ہے

واہ جی معرفت کا کیا فن ہے
عشق کے دم سے زندہ دل ہم تراب

زندہ جسطرح جان سے تن ہے

۴۷۱

ولہ

[illegible]

ترآب اوسکی گلی سے ایک ہم ہی
دل و دین لیکے جیتے جان اوٹھے

ناسخ پری رخون کو غرور جمال ہے — صورت کی ہر کمال کو اک دن زوال ہے
رنگ حنا سے سرخ ہین جنکی ہتھیلیان — ہاتھون سے اونکے ایک جہان پایمال ہے
اوس لعل شوخ پر دل پیر و جوان ہے لوٹ — آگے خدا پناہ ابھی چہردہ سال ہے
زنجیر زلف یار کی دیکھی ہے دل نے کیا — دیوانہ بن گیا ہے عجب اوسکا حال ہے
لٹ زلف کی لٹکتی ہے کیا اوسکی دوش پر — صیاد ہے وہ کاندھے پہ اوسکے یہ جال ہے
مضمون عشق تو سمجھے ناصح خبر نہین — اس مسئلے مین تجھکو عبث قیل و قال ہے

معشوق اگر تراب کسی سے جدا نہین
ناحق غم فراق و ہواے وصال ہے

ہر تار زلف یار شب تار ہے مجھے — چلنا اندھیری رات مین دشوار ہے مجھے
ہو ہر خدا نہ مجھسے تو اتنا حجاب کر — برقع اوٹھا دے خواہش دیدار ہے مجھے
کیونکر ہوئی ہے جنس دلکی چپ ہو گیا طبیب — مین جانتا ہون عشق کا آزار ہے مجھے
ناصح مین تو نہ چھوڑونگا یار کا — اوس سے وفاے عہد کا اقرار ہے مجھے
یارو طریق عشق سلامت کی راہ ہے — جو نا سزا کہو وہ سزاوار ہے مجھے
کوئی چاہے حق پرست کہو چاہے بت پرست — البتہ ایک بت سے سروکار ہے مجھے

ناحق ہین نارسائی کا دعوی کرون تراب
خوبون کی دوستی سے کب انکار ہے مجھے

اگر کوئی تجھے دیکھوں تجھے بستہ عدم کا تو
محبت میری لیکن تیرا کیسے باندھے کمر تو ہے

بری حالت ہے یاروں کی تیرے غمسے تو کیا جانے
خبر اونکی نہیں لیتا ہے کیسا بیخبر تو ہے

مری آنکھوں سے خوبوں کی طرح تو بھی کہیں چھپ جا
شب ہجرت میں کیوں مجھکو جلاتا ہے قمر تو ہے

اگر تجھسے زبانی کچھہ کہا جاوے تو کہہ دینا
مری حالت سے کیا واقف نہیں اے نامہ بر تو ہے

تری آواز سنکر چونکے اوٹھا وہ نیند کا ماتا
گلا تیرا الٰہی کیا ہو لتا مرغ سحر تو ہے

نہ مسجد سے غرض اوسکو نہ بتخانے سے کچھ مطلب
تراب اوس طرف کو کرتا ہے سوالی جدھر تو ہے

۲۷۷

چاند اندھیری میں جب صورت دکھاتا ہے مجھے
گورا مکھڑا اک پری کا یاد آتا ہے مجھے

عشق کہتا ہے کہ اوٹھ چل بیخودی کی راہ میں
راہ و رسم ہوش ناصح کیا بتاتا ہے مجھے

سب لگائی سو گئی بیگانے مجھسے عشق میں
کون غمخواری کرے اب کس سے ناتا ہے مجھے

یار دیں کیونکر جفای یار کا شکوہ کروں
وہ تو اپنی عاشقی میں آزماتا ہے مجھے

کس سے کہیے عاشق و معشوق کا ناز و نیاز
میں جلا دیتا ہوں وہ گالی سناتا ہے مجھے

روکے اوٹھ جاتا ہے آپی بزم سے اوسکی رقیب
یار اپنے پاس جب ہنسکے بٹھاتا ہے مجھے

سامنے اوسکے رہیں کیونکر بچا ہے کب ہوا
وہ تو اک جلوے میں دیوانہ بناتا ہے مجھے

کون پکڑے دامن اوسکا تو بتا کیونکر
وہ جب آتا ہے ادا سے مار جاتا ہے مجھے

گو مجھے پروا نہیں کچھہ سو فروشی کی تراب
پر سنہرا روپ معشوقوں کا بھاتا ہے مجھے

۲۷۸

غم بہت ہجر کا کھایا مرا جی جانتا ہے
رنج کیا کیا نہ اوٹھایا مرا جی جانتا ہے

ردیف یائے تحتانی

کبھی وہ لطف نہ مجھ سے ایا تہ جو ہو
جو اپنے بندوں سے پروردگار کرتا ہے

یہاں تو مجھ سے بہت یار ہیں ترے سچ کہہ
تو اپنے جی سے بہت کسکو پیار کرتا ہے

رقیب رشک سے تیرے جو زہر کہاکے سوا
اوسے شہید وہ تین نا حق شمار کرتا ہے

قرار آنے کا اوسنے کیا نکہہ قاصد
کہ اوسکا وعدہ مجھے بیقرار کرتا ہے

٨٨١ خدا کرے وہ شتاب آوے کون دن سے کہ
تراب کب سے ترا انتظار کرتا ہے

ردیف یائے تحتانیہ

گر ترے منہ کی چمک اوس میں چھپائی ہوتی
آرسی میں نہ جلا یہ نہ صفائی ہوتی

تخت طاؤس پہ کب شاہجہان دھرتا پانوں
حاصل اوسکو جو ترے در کی گدائی ہوتی

اے صبا کہتی ہے کیا باغ میں پھر آئی بہار
اوسکے آنے کی خبر تونے سنائی ہوتی

باندہتا تھا تجھے ناگن کو اگر افسوں سے
تار تقیش سے چوٹی نہ گندھائی ہوتی

ترک خونخوار سبھی کہتے ہیں آنکھوں کو ترے
اپنے عاشق سے کبھی آنکھ لڑائی ہوتی

پاؤں وہ مال بجا صرف نکرتے کیونکر
اہل دنیا کی اگر پاک کمائی ہوتی

٨٨٢ گر نہ ہوتا میں گرفتار محبت کا تراب
کب مجھے بند سخت سے رہائی ہوتی

زلف پر یار نے کنگھی جو لگائی ہوتی
سو بہو دل کی مرے عقدہ کشائی ہوتی

نیند آتی مجھے پھر آنکھ ذرا لگ جاتی
اوسنے گر خواب میں شکل اپنی دکھائی ہوتی

زور بل اپنا دکھاتی نہ مجھے زلف رسا
گر کمر تک تری اوسکی نہ رسائی ہوتی

ورنہ منہ دن کے وہ بید رہی نکرتا ہرگز
دل میں اوسکے جو ذرا پیر پرائی ہوتی

جیتے رہو گے کب تک آخر مرو گے بیشک | سو دن آئیگی لگا یک پیامِ مرگ یقینی

دیکھو تراب کتنے دنیا کو یار ہینگے
یاری او سکی بجا ہے جو یار دینی

۴۸۵

یارین لطف انجمن کیا ہے
جسم بیجان خاک ہی ناپاک
رو دھکا چاہیے بناوٹ سنگار
عشق نے ناسور کیا ورنہ
دیکھکر چشم ترکو میری نہ کہہ
کیون تو مجھسے حجاب کرتا ہے

گل بو جب مین وہ چمن کیا ہے
خالی از روح جسم و تن کیا ہے
زیب و آرایش بدن کیا ہے
قیس کیا ہے او کوہکن کیا ہے
عاشقون کا یہ مکر و فن کیا ہے
تجھکو عاشق سے سوءِ ظن کیا ہے

حق و باطل سمجھکے کہدے تراب
شیخ کیا ہے او برہمن کیا ہے

۴۸۶

کیون تپ غم سے جلیے اور مریے
کب تلک تیرے ہجر مین ساقی
سرو قد گلبدن سے یار ہوا
کافر خون سے خدا نہ ڈالے کام
وہ تو چتون سے مارتے ہین
حق نے مجبور کو کیا مختار
یہ مثل حل ہوئی تراب جہان

عشق سے دور رہیے اور ڈریے
ساغرِ چشم اشک سے بھریے
کیون نہ او سیر درد ہم پھریے
مہر کرتے نہین کسی پر یے
ترک چتون سے کسطرح لڑیے
کیون نہ ہم ہنس میں پڑیے
آپ کریے یہ اور پر دھریے

سہی ہے بجلی وہ عاشق کو قتل کرتا ہے — جو اوس سے پوچھو تو کانوں پہ ہاتھ دھرتا ہے

تری بلا سے تجھے کیا غرض تو کیا جانے — تری جدائی میں عاشق پہ کیا گذرتا ہے

بگڑ گیا تری یاری میں اک جہان سے — تو ہم سے پر بگڑی ہر وقت کیا بگڑتا ہے

اگر تو میں چھپ میں ہو تو بھاگ جا ہے رقیب — میں جانتا ہوں یہ گو آ کمان سے ڈرتا ہے

سیہ و زرد کے ہی دو چار دن اگر گھر میں — جو ایک دم مری بیت میں ٹھہرتا ہے

کبھی نگاہ لڑاتا ادھر کبھی اودھر — وہ شوخ چشم ہرن کی طرح لڑتا ہے

جہاد نفس کا بیشک جہاد اکبر ہے — تری ریاضت و محنت سے نفس مرتا ہے

شراب کیوں نہ کروں ہر کسی سے لغزش — مجھے تو سب کے دین محو دیکھ مرتا ہے

۲۹۰

کفر و اسلام تماشا ہے رخ و گیسو کے — رخ مسلمان ہے گیسو سے ہندو ہے

جلوہ گر جیسے چمن میں وہ بت گلرو ہے — کیا مہکتا ہے چمن چاروں طرف خوشبو ہے

حربۂ تیر و کمان بس ہے وہ ہاتھ میں لے — خود غمزہ یار کا جون تیر و کمان ابرو ہے

سنگدل ظالم بے پروا وہ کیوں کہوں — کبھی رونے پہ مرے اوسکا گرا آنسو ہے

دیکھکر مجھکو بگڑ جاتی ہے چتون اسکی — اوسکو جنجال سے کبھی کوئی رسم آہو ہے

ہر طرح دلکو وہ یاقوت میں لگا لیتا ہے — اوسکی تقریر میں کیا جانیے کیا جادو ہے

دیکھ لی میں نے شراب آج رسائی تیری — کون کہتا ہے بُرا اوسکا مصاحب تو ہے

۲۹۱

ہم اوسکے سامنے آئینہ بن کے یار بیٹھے — کبھی تو پھول کو شمع رو بروئے میر شراب بیٹھے

مورد یوسف کنعان نظر آیا اوسکو
بجلی چمکی تو ابھی آنکھ جھپک جاتی ہے
عارض یار تو ہے ماہ شب چار دہم
لیے جاتا ہے جنون کھینچے ادھر کیا کیجے

اے پری جسنے تری چاہ زنخدان دیکھی
پھر نظر کسنے بھلا صورت جانان دیکھی
طلعت اوسکی تو جوانی مین چندان دیکھی
قیس کی تھی نہ کبھی راہ بیابان دیکھی

کنت کنزا تو اشارہ و کنایہ ہے شراب
ہمنے جو ذات نہان تھی سو نمایان دیکھی

کہو ناصح مرے آگے سے ٹل جائے
نہین بنتا ہے کتنے گھر مری چیل
جدھر دو رخ کرے ترچھی بھوین کر
نہ پوچھو اوس پہ چپ رہے کی گرمی
بلا تین تیری اے مشاطہ لون مین
خفا ہے آج کیون مجھسے تو ناحق
کہا خاموش پھر کہتا نہ یہ حرف
ہوا ہے گرم ہے قہر الٰہی
رقیبون کو سجادو باندھ کے وان
اوسے شاہ بتان کہتے ہین یان سب

سبا داشتہ سے تیر کچھ نکل جائے
خدا جانے وہ لڑکا ہے مچل جائے
غضب نازل ہو جھٹ تلوار چل جائے
نقاب آئے اگر منہ پر تو جل جائے
جو تیرے ہاتھ سے کاکل کا بل جائے
ق
کہی یہ بات مین نے اوسے کل جائے
تو عاشق کیون ہوا تھا ہاتھ مل جائے
خزان سے کیون نہ ضایع پھول پھل جائے
جو بندر سے بلا کے اصطبل جائے
کہان تک دیکھیے اوسکا عمل جائے

شراب اوسکا اگر زنار توڑے
تو سمرن کا مری رشتہ بدل جائے

ردیف یای تحتانیہ

غزل

دیوان تراب

ولہ

ردیف یای تحتانیہ

جہان مین دوست کیا سب ہین ہمارے — جو اقرب ہین سو عقرب ہین ہمارے
ہمین غیرون سے کیا امید یاری — وہ اپنے آشنا کب ہین ہمارے
محبت ہین کسی سے کیا کہین ہم — جو کچھ اعمال و کرتب ہین ہمارے
الٰہی خوبرویون سے بچا نا — وہ دشمن دل کے بیڈھب ہین ہمارے
رقیبون کو برا ہم کیون نہ کہیے — وہ سب ہم کار مطلب ہین ہمارے
کہان ہم اور کہان فرہاد و مجنون — یہ دونون طفل مکتب ہین ہمارے
جنون و وحشت و رنج و ملامت — یہ چارون خاص منصب ہین ہمارے
ق جب اوسکے گھر گیا بولا کہ چل بے — بہت ایسے مقرب ہین ہمارے
کبھی اکدن نہ اوسکے منہ سے نکلا — یہ مخدوم اور صاحب ہین ہمارے
تراب اوسکی طلب ہے فرض ہمپر — ہزارون جسمے مطلب ہین ہمارے

ولہ

مین کہتا ہون خدا سے پانی برسے — کرے آمین کہو اوس آسمبر سے
یقین ہے آخری برسات ہو جو — خبر دیتا ہون مین پیشتر سے
خدا بندون پہ اپنے رحم کر دے — نہ کوئی پھر کہین پانی کو ترسے
یہان برسے وہان برسے لگے جھڑ — خبر آنے یہی ایدھر اودھر سے
بھرے پھر اسقدر رستون مین پانی — کہ وہ پھر ہو نکلنا سبکو گھر سے
بہر کر تے ہون ہمیشہ سیر دریا — وہ گھر مین بیٹھے ہین پانی کے ڈر سے
کہ پانی اوپر پانی جو دیکھین — مسافر کیون نہ باز آئین سفر سے

ردیف یای تحتانیہ

ای خزان تو نی یہ کیسی پھونک ماری ہای ہای	ہوگئی برباد جھٹ پھولونکی باڑی ہای ہای
اک ہوا مین اڑ گئی سب غنچہ و گل کی بہار	کیون نہ شور و غل کری بلبل بچاری ہای ہای
قاصد اوس سی کہیو تو بیٹھا ہی اپنی گھر مین خوش	مجکو مار ہی ڈالتی ہی انتظاری ہای ہای
بیوفا تو کر گیا تھا مجھسے کیا قول و قرار	آشنائی دیکھہ میری بیقراری ہای ہای
اوس سے کیا کہیے تری مژگان ہین یا تیر و سنان	وہ دکھاتا ہی مجھے تیہوری کٹاری ہای ہای
اوس بت کافر کی چتونسی خدا ڈالے نہ کام	دلپہ لگتا ہی اوسی کا گھاو کاری ہای ہای
عشق مین سب ہوگئی ناحق مری دشمن تمرا	کس کی آگی مین کرون فریاد و زاری ہای ہای
عید کا چاند ہی تو عید مبارک ہو تجھے	مجھہ دعاگو سی یہ کہہ دید مبارک ہو تجھے
نذر لایا ہون یہ دل اوٹھہ کی بغلگیر ہو مل	عید مین دید کی تمہید مبارک ہو تجھے
واہ کیا ساز طرب سی ہی تری محفل گرم	عیش و عشرت کی یہ تمہید مبارک ہو تجھے
محتسب مین تو ہون اک نرگس مخمور کا مست	کر تو سیخوارون پہ تہدید مبارک ہو تجھے
زاہدا راہ حقیقت سی نہین تجھکو علم	عمل غیر بتقلید مبارک ہو تجھے
کہہ منصور سی حق کہکی تو سولی پہ چڑھا	ثمرۂ شجرۂ توحید مبارک ہو تجھے
تو تو آزاد قلندر ہی مشایخ مین ترا	شان تجرید او تفرید مبارک ہو تجھے
سو سی جگایا مجھے پھر آ کی کسو نے	دکھلائی بھلی آن مسیحا کی کسو نے
ہر چاک پہ سینے کے نمک اور ہی چھڑکا	مرہم نہ رکھا زخم کو سلوا کی کسو نے
دیوانہ مجھی کہتی ہین سب عشق مین تیرے	پوچھی نہ حقیقت کبھی شیدا کی کسو نے
منہ پھیری تری بوسہ سی کسطرح سی عاشق	چھوڑا کہین میٹھا بھی مزا پا کی کسو نے